SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 20, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا یھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰباءَ کم و اخوانکم اولیاءَ ان استحبوا الکفر علی الایمان-ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون- قل ان کان اٰباؤ کم و ابناؤ کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ- واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین-

ترجمہ : اے اہل ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسندکریں تو ان سے دوستی نہ رکھو اور جو ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں۔ کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول سے اور

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 20, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا یھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰبا ءَ کم و اخوانکم اولیا ءَ ان استحبوا الکفر علی الایمان-ومن یتولھم منکم فاولٰئک ھم الظلمون- قل ان کان اٰباؤ کم و ابناؤ کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترافتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ- واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین-

ترجمہ : اے اہل ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسندکریں تو ان سے دوستی نہ رکھو اور جو ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں۔ کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول سے اور

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) نہ بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

(سورہ توبہ، ۲۳ ۔ ۲۴)

جناب چیئرمین، جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

I will take the leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جناب ایس ایم ظفر نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 17 اور 20 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد اسحاق ڈار نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 20 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، محترمہ نیلوفر بختیار ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 17 مارچ کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، سید دلاور عباس ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 17 مارچ کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، محترمہ گلشن سعید نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 17 اور 20 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، ڈاکٹر محمد ساجد نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 20 مارچ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب الیاس احمد بلور نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 20 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب سعید احمد ہاشمی نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 20 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب نے 17 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ، چوہدری شاہد اکرم بھنڈر نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 20 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now, we take up item No.2, Senator Razina Alam Khan.

سینیٹر میر جان محمد خان جمالی (ڈپٹی چیئرمین): جناب والا! بلوچستان میں ایک emergent nature کی بات ہو گئی ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔جمالی صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

POINT OF ORDER; RE: KILLING OF INNOCENT PERSONS IN BALOCHISTAN

سینیٹر میر جان محمد خان جمالی: جناب والا! بلوچستان میں ایک emergent nature کی بات ہو گئی ہے۔ آپ سب کے notice میں یہ بات آ گئی ہے کہ کل بلوچستان میں

ایک بہت افسوس ناک واقعہ ہوا ہے۔Specifically select کرکے لوگوں کو قتل کیا گیا ہے' پنجابی ہونے کی بناء پر انہیں قتل کیا گیا ہے۔ یہ پنجابیوں کا قتل تو نہیں تھا کیونکہ کہیں بھی اس طرح ناحق قتل ہوگا تو یہ انسانیت کاقتل ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ ان دو اشخاص کی تعزیت ایوان میں ہو جائے۔

جناب چیئرمین، مولانا گل نصیب صاحب! دعا فرما دیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے single out قتل انسانیت کی بہت بڑی تذلیل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو خالی دعا تک ہی محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس سے بڑھ کر کوئی اقدام اٹھایا جائے کیونکہ اگر میرا یہ ملک جل رہا ہے' میرے ملک میں قتل و غارت کی یہ صورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں اس دعا کے علاوہ اپنے اراکین کو کہا جائے کہ کم از کم اس پر ایک resolution پاس کریں اور اپنے ارباب اختیار کو کہا جائے کہ خدا کا واسطہ ہے کہ بلوچستان میں آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اقدامات اٹھائے جائیں اور اس سلسلے میں Opposition and Treasury benches اپنا کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ شکریہ۔

(اس موقع پر مولانا گل نصیب خان نے وزیرستان' کراچی اور بلوچستان میں مختلف واقعات میں شہید ہونے والے افراد کے لیے دعائے مغفرت کی)

جناب چیئرمین، محترمہ رزینہ عالم خان صاحبہ۔

Senator Razina Alam Khan: Sir, I beg to present the second report of the Standing Committee on Education and Scientific and Technological Research for the period from 1st January, 2005 to 11th March 2006, under Rule 170 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1998. It may be placed on record

Mr. Chairman sir, in presenting the report, I would like to make a short statement that all the Members of this Committee have worked

together as a team, rising above party politics in their learned recommendations on the education's issues. I would also like to record my appreciation of the valuable contribution of the Members of the Treasury benches as well as of the Opposition in making the working of the Committee successful in its undertaking. Thank you sir.

Mr. Chairman: The report stands presented. We will go on to Item No. 3. Mr. Muhammad Amjad Abbas.

Senator Muhammad Amjad Abbas: Mr. Chairman, on behalf of Ex-Senator Tanveer Khalid, I beg to present the report of Standing Committee on Cabinet Division for the period from 20th December, 2004 to 10th March, 2006.

Mr. Chairman: The report stands presented. Thank you. Now, we take up Item No. 4, commenced motion, discussion regarding situation in Waziristan and Balochistan and I will again request to our worthy colleagues, honourable Members to please strictly abide by the agreed time. We have long list, so the most of our colleagues can be accommodated. Then, *Inshallah* today we will be proroguing. We have also another subject to be discussed. Mr. Asfandyar Wali.

سینیٹر اسفند یار ولی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اگر مجھے اندازہ ہو جائے کہ تقریر time limit کیا ہے تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین، سات منٹ کی limit ہے and after that I will give a reminder. تاہم اگر اس سے ایک آدھ منٹ زیادہ بھی ہو جائے تو کوئی بات نہیں ہے۔

DISCUSSION ON LAW & ORDER SITUATION IN BALOCHISTAN AND WAZIRISTAN

Senator Asfandyar Wali: Sir, seven minutes to discuss the situation of Waziristan and Balochistan are insufficient.

جناب والا! پہلے تو آپ یہ بھی ایک عجیب ستم ظریفی کہیں کہ بلوچستان کے dynamics کچھ ہیں اور وزیرستان کے dynamics کچھ اور ہیں۔ اگر jumble up کرکے ان پر بولا بھی جائے تو میرا خیال ہے کہ کوئی مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ So, I beg you through the House کہ اگر آپ مجھے تھوڑا سا مزید وقت دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین، آپ بولیں۔

سینیٹر اسفند یار ولی، جناب والا! سب سے پہلے میں ایک بات کہنا چاہوں گا and I will start up with Waziristan. لیکن یہ بات وزیرستان اور بلوچستان' دونوں پر صادق آتی ہے کہ ہم اس وقت اپنی تاریخ کے ایک ایسے موڑ پر کھڑے ہیں جہاں پر یہ لازم ہوتا ہے کہ ہم ,ANP ,MMA,ARD یا "ق" لیگ کے طور پر ان issues کو نہ دیکھیں۔ ان issues کو ہمیں ایک پاکستانی ہونے کے ناتے دیکھنا ہوگا۔ اس کے اثرات جو سامنے نظر آرہے ہیں' ان اثرات کو ایک پاکستانی کے ناتے دیکھنا ہوگا اور جب تک ہم ایک فیصلہ اپنے دل میں نہ کرلیں تب تک اس مسئلے کا حل ہم نہیں ڈھونڈ سکتے کیونکہ مسئلے کا حل نکالنے کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ وجوہات جن کی وجہ سے یہ مسئلہ بنا ہے' انہیں ہم نے study کرنا ہے اور جب تک آپ root causes کو دور نہیں کریں گے تب تک مسئلے کا حل پیدا نہیں کر سکتے۔ جناب والا! اگر وزیرستان کو study کرنا ہے تو وزیرستان یا باجوڑ کی صورت حال in isolation کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ آپ نے وزیرستان اور باجوڑ کو افغانستان کی صورت حال سامنے رکھتے ہوئے دیکھنا ہے۔ جو کچھ افغانستان میں ہو رہا ہے' اس کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے وزیرستان اور باجوڑ کو دیکھنا ہے تب جا کر کسی نتیجے پر آپ پہنچ سکتے ہیں۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ آج کل پریس بھی provincialise ہو گیا ہے۔ کراچی کی بات پشاور میں نہیں چھپتی ہے اور پشاور کی بات کراچی میں نہیں چھپتی ہے لیکن کم

از کم میرے صوبے کے جو Senators یہاں بیٹھے ہوئے ہیں' وہ گواہ ہیں کہ میں تو پچھلے دس ماہ سے چلا رہا تھا۔ جناب چیئرمین! کوئی ایک بندہ اٹھ کر یہ کہہ دے کہ ہمیں یہ پتا نہیں تھا کہ پچھلے ڈیڑھ سال سے گلبدین حکمت یار اور ان کے ساتھی باجوڑ میں کھلم کھلا پھر رہے تھے تو ٹھیک ہے لیکن یہ بات سرعام کہی گئی کہ گلبدین حکمت یار کو دیکھا گیا کہ وہ باجوڑ میں پھر رہا ہے ۔اس کے بعد بونیر میں اور اشد آباد میں جو واقعات ہوئے تھے کیا ان کا اثر باجوڑ پر پڑتا ہے یا نہیں پڑتا ہے ۔ جناب چیئرمین! اگر آج آپ وزیرستان کو study کریں تو جن کو ہم لوگ قومی مشیران کہتے ہیں اور جن پر الزام ہے کہ یہ pro-government ہیں ' وہ لسٹ اگر میں یہاں پیش کروں کہ کتنے لوگوں کو قتل کیا گیا تو وہ بہت طویل ہے ۔آپ نے یہاں کئی مرتبہ بڑے بڑے لوگوں کی فاتحہ پڑھی۔ آپ کے ایک سینیٹر کی فاتحہ پڑھی گئی ' آپ کے ایک سابق فیڈرل منسٹر کی فاتحہ پڑھی گئی۔ کیا وہ لوگ سیاسی طور پر آپ کے ساتھ align ہیں جو سیاسی طور پر ایک اور فکر کی ترجمانی کرتے ہیں۔ کیا یہ حق ہے کہ آپ اٹھ کر اس کو مار دیں ۔ اب ایسی حقیقتیں ہیں ۔ مجھے پتا ہے کہ میں جو کچھ کہنا چاہ رہا ہوں اس پر میرے ایم ایم اے کے ساتھی بھی غصے ہوں گے اور جو گورنمنٹ benches ہیں انہوں نے بھی غصہ کرنا ہے لیکن I want to put the record of this House straight. I want to say what my conscience wants me to say. نہ ان تمام حالات کی ذمہ داری گورنمنٹ پر آتی ہے نہ ان حالات کی تمام تر ذمہ داری ان پر آتی ہے۔ کچھ غلطیاں گورنمنٹ کو تسلیم کرنی ہیں کہ انہوں نے کیں اور کچھ غلطیاں ان قوتوں کی بھی ہیں جو قوتیں اپنی لڑائی میری سرزمین پر لڑ رہی ہیں۔ اب صرف وزیرستان اور باجوڑ کی بات نہیں رہی۔یہاں پر southern districts کے سینیٹرز بیٹھے ہیں۔ سلیم سیف اللہ صاحب بیٹھے ہیں۔ ٹانک کی آج جو حالت ہو رہی ہے D I Khan کی جو حالت ہو رہی ہے۔ آج تو جمالی صاحب نے اٹھ کر بلوچستان کے لیے فاتحہ خوانی کی' لیکن کل جو DI Khan میں ہوا ہے۔ اب آہستہ آہستہ یہ trickle down ہو رہے ہیں, to the districts اب اس وقت یہاں ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے۔چاہے اس side پر' آج کل تو اس side اور اس side ہے نہیں لیکن چاہے وہ pro-government ہوں' چاہے وہ اپوزیشن ہوں۔ ہمیں ایک بات ذہن میں واضح کرنی چاہیے کہ ہم یہاں گورنمنٹ اور اپوزیشن کی لڑائی اپنی جگہ لڑیں گے لیکن جہاں پاکستان کی لڑائی آتی ہے وہاں ہم سب کو مل کر اس کو لڑنا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر اسفند یار ولی، جناب چیئرمین! آج کون اس سے انکار کر سکتا ہے ۔ کاش ! یہاں حمید اللہ آفریدی صاحب ہوتے جو ہمارے SAFRON Standing Committee کے چیئرمین ہیں ۔میں نے پوری لسٹ ان کو دی' cyclostyled اشتہارات چھپ رہے ہیں کہ آپ اس جہاد کا حصہ بنیں جو افغانستان میں ہو رہا ہے۔ اگر آپ اس کا حصہ نہیں بن سکتے تو مالی امداد کریں ۔ ہمیں اسلحہ دیں اور اس جگہ میں گورنمنٹ کو یہ کہوں گا Sir, if I could have the attention of the Leader of the House...

جناب چیئرمین، وسیم صاحب۔

سینیٹر اسفند یار ولی ، if I could have your attention , Sir. میں نے SAFRON Standing Committee میں ان کو اشتہارات دیئے جن میں یہ request کی جا رہی تھی کہ ہم افغانستان میں جہاد کے لیے لوگوں کو بھرتی کرنا چاہتے ہیں اور اگر کوئی بھرتی نہیں ہوتا اور اسلحہ دینا چاہتا ہے تو ہمیں اسلحہ دے ۔ چندہ دینا چاہتا ہے تو ہمیں چندہ دے ۔ اس پر ان لوگوں کے ٹیلیفون نمبرز لکھے ہوئے تھے ۔ جناب چیئرمین! کیا یہ میرا حق نہیں بنتا کہ میں پوچھوں ۔ کاش ! وزیر داخلہ صاحب یہاں ہوتے ' میں ان سے پوچھتا کہ ان ٹیلیفون نمبروں پر جو لوگ موجود تھے ان کے خلاف آپ نے کیا action لیا ہے ؟ کسی نے کچھ نہیں پوچھا ۔ میرے خیال میں آج اس پورے ایوان میں ایسے Senators ہیں جو سوات سے ہیں ' دیر سے ہیں Southern Districts کے بیٹھے ہیں ۔ یہ خود اندازہ لگائیں کہ کتنے FM Radios, unlicensed, uncontrolled, FATA میں چل رہے ہیں اور کیا کہتے ہیں' وہ FM Radios آپ ذرا سنیں۔ جناب ! وزیرستان اور اس کی بات چھوڑیں آج باڑہ میں جو کچھ ہو رہا ہے ۔ ایک طرف پیر ہے اور دوسری طرف مفتی ہے ۔ ایک لشکر پیر صاحب کو اٹھا لایا ہے اور ایک لشکر مفتیصاحب اٹھا لائے ہیں اور حکومت بیٹھی خاموش تماشا دیکھ رہی ہے ۔ جناب! اس میں ایک چیز حکومت نے اپنے ذہن نشین کرنی ہے ۔ یہ آج جیسا واقعہ جمالی صاحب نے point of order پر

اٹھایا ' یہ نتیجہ ہوتا ہے collateral damage کا ۔ جب collateral damage کے نتیجے میں معصوم لوگ مرتے ہیں ' پھر ان کے لواحقین جذباتی ہوتے ہیں ' emotional ہوتے ہیں اور جب وہ emotional ہوتے ہیں تو پھر وہ irrational ہوتے ہیں اور پھر انہیں کچھ پتا نہیں ہوتا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کیا نہیں کر رہے ۔ حکومت نے یہ کم از کم ensure کرنا ہے کہ minimum collateral damage وہاں پر ہو ۔ اگر میں ایک بات ' فاٹا کے جو ممبران یہاں بیٹھے ہیں ' ان سے کہوں ۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ وزیرستان کے مسئلے کو سمجھنے کے لیے آپ نے افغانستان کو study کرنا ہے ۔

جناب چیئرمین ! isolated incidents دنیا کے ہر ملک میں ہوتے ہیں ۔ افغانستان میں اس وقت organised resistance Durand Line کے پینتیس میل کے corridor میں ہو رہی ہیں ۔ اس پینتیس میل کے اس طرف isolated incidents ہو رہے ہیں ۔ اب میں یہاں اپنے ان ساتھیوں سے یہ بات پوچھنا چاہوں گا کہ ہر گوریلا موومنٹ کے لیے چار basis ہوتی ہیں ۔ نمبر ایک ۔ ایک نظریہ جس کے لیے ایک انسان اپنی جان دے ۔ No. 2 is the terrain تو باجوڑ سے لے کر چمن تک وہ terrain ہے جہاں پر گوریلا جنگ ہوسکتی ہے ۔ but there are two other bases for an organised gurrilla war ہوتی ہے ۔

No. 1. A continuous supply of arms and ammunition. Now that is a question that I would want to put to the government, where these people are getting their arms and ammunitions from and No. 2, no gurrilla how strong he is, Mr. Chairman, can fight continuously in the field. He has got to go there, hit a target, come back. Which means he has to have a sanctuary. Now my question would be, where is the sanctuary of these people. Keeping all this in mind, I again would stress the lowest possible collateral damage because collateral damage جب بھی ہوگا تو sympathy جو لوگوں کی ہوگی وہ swing ہوگی اس طرف ۔ اس نے آپ کی

طرف swing نہیں کرتا - Now because there is a time restraint, I had a hell of and lot to say on Waziristan but because of time restraint, I'll come to Balochistan. جناب! بلوچستان میں یہ پہلی مرتبہ Military action نہیں ہو رہا - کئی دفعہ یہ کوشش کی گئی اور مجھے بار بار اپنے آپ کو repeat کرنا کچھ عجیب سا بھی لگتا ہے - آپ کے سامنے میں کئی مرتبہ یہ کہہ چکا ہوں کہ کسی سیاسی مسئلے کا فوجی حل ناممکن ہے - یہاں ایسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے history study کی ہوگی - مجھے تاریخ میں کوئی ایک سیاسی مسئلہ بتائیے جو طاقت کے ذریعے حل ہوا ہو -

Sir, no matter how much force you use, no matter how much people you kill, at the end you have got to come to the negotiation table. اگر تباہی اور بربادی کے بعد آپ نے negotiation کے لیے آنا ہے تو تباہی و بربادی سے پہلے آپ negotiation پر کیوں نہیں آ جاتے؟ شاید میں حکومت کی یہ بات بھی تسلیم کروں کہ بلوچوں کے سب کے سب مطالبات جائز نہیں ہیں لیکن میں اس کے لیے بھی ہرگز تیار نہیں ہوں کہ ان سب کو بغیر سوچے، بغیر سمجھے اور بغیر پڑھے، میں اٹھا کر ایک basket میں ڈال دوں- یہ بھی میرے جیسے ایک سیاسی worker کو ایک عجیب بات لگتی ہے جب جنرل صاحب کہتے ہیں کہ میں من موہن سنگھ کے ساتھ جب بھی ہو، جہاں بھی ہو بات چیت کرنے کو تیار ہوں لیکن نواب اکبر بگٹی، سردار عطا اللہ مینگل اور نواب بخت مری کے ساتھ بات نہیں کروں گا- اسی floor پر، آپ اسی chair پر بیٹھے تھے and the then Prime Minister was sitting on the chair that is occupied by Mr. Wasim Sajjad جب چوہدری شجاعت حسین نے اٹھ کر بلوچستان کے لیے ایک کمیٹی بنائی- جس دن انہوں نے کمیٹی بنائی تو انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ بلوچستان میں ایک مسئلہ ہے اور اس مسئلے کا حل ہونا چاہیے اور آپ کا record گواہ ہے کہ ہر ایک بندے نے اس کو welcome کیا، میں نے بھی اٹھ کر اس کو welcome کیا لیکن اگر آپ اپنا record check کریں تو میرا اس میں جملہ تھا کہ جناب! پاکستان میں روایت یہ رہی ہے کہ جس مسئلے کو ہم نے carpet کے نیچے دھکیلنا ہے وہ ہم کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں- میری آج یہ دلی خواہش ہے کہ اس کمیٹی کا حشر بھی ان کمیٹیوں کی طرح نہ ہو- بڑے دکھ اور افسوس

کے ساتھ جناب چیئرمین! کہنا پڑتا ہے کہ اس کمیٹی کی حالت بھی وہی ہوئی جو اس سے پہلے کمیٹیوں کے ساتھ ہوتی رہی۔ مجھے اس طرف سے اٹھ کر اس کا کوئی جواب دے کہ اس کا کیا بنا؛ جناب! جو پہلی sub-committee سید مشاہد حسین کی سربراہی میں تھی اس نے unanimously اپنی recommendations دیں لیکن مجھے یہ کوئی بتا دے کہ کتنے فیصد پر Government نے کام کیا ۔ اس کے علاوہ جو دوسری constitutional committee تھی اس کا I will say جناب وسیم سجاد صاحب بیٹھے ہیں ہم نے اپنی proposals دیں' باقی سینیٹ کے members بھی جو اس کمیٹی میں تھے وہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہم سب نے اپنی proposals دیں اور یہ بھی اپنی proposals لائے اور جب ان کی proposals آئیں تو آج تک television پر کہا جاتا ہے کہ ہم نے Concurrent List سے اتنے issues نکال دیئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا' اس میں اچھے نقطے بھی تھے جو وسیم سجاد صاحب لائے تھے لیکن جو Concurrent List کی باتیں کی جاتی ہیں یہ بتائیں کہ انہوں نے کیا کیا؛ Adoption, divorces, stamp paper میں نے وسیم صاحب سے کہا کہ مجھے تو یہ پتا نہیں تھا کہ یہ بھی concurrent list کا حصہ ہیں۔

جناب بلوچستان کا مسئلہ' جب تک آپ provincial autonomy کے overall issue کو address نہیں کریں گے' جب تک آپ بلوچستان کو یہ احساس نہیں دلائیں گے کہ ہاں! ہم اس ملک میں چار بھائی رہتے ہیں' تم بھائی ہو تب تک بلوچستان کا مسئلہ آپ حل نہیں کر سکو گے۔ آج اگر یہ ایک بنیادی فیصلہ خلوص نیت سے کریں کیوں کہ جناب چیئرمین! status quo change کرنا ہوگا تو status quo change کرنے کے لیے political will کی بھی ضرورت ہو گی اور political courage کی بھی ضرورت ہو گی لیکن you have to find a political solution for Balochistan, Balochistan cannot be solved, you can not conquer Balochistan اور اگر یہی نیت ہے کہ ہم نے conquer کرنا ہے تو ایک دفعہ پہلے بھی کوشش کی گئی تھی کہ اس ملک کے ایک صوبے کو conquer کیا جائے اس کا جو نتیجہ نکلا وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ میں ہاتھ جوڑ کر جناب! آپ سے اور Treasury Benches سے request کروں گا کہ خدارا وہ غلطیاں اب نہ دہرائیں جو آپ 1971 میں دہرا چکے ہو' جو کر

چکے ہو کیوں کہ قدرت کا اپنا نظام ہوتا ہے اگر وہی غلطیاں جو تم نے 1971 میں کیں وہ آج تم نے دہرائی ہیں تو قدرتاً اس کے نتیجے وہی نکلیں گے جو 1971 میں آپ کے اس action کے نکلے۔ Accross the table بیٹھ کر، diplomacy کر کے، کیوں یہ بات حل نہیں ہو سکتی، nothing, nothing is impossible لیکن will and courage ہونی چاہیے۔

Sir, I hope we can discuss in detail some other time, I will not take any more time sir. I thank you and thanks the House. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Saleem Saifullah Khan.

جناب وسیم سجاد (قائد ایوان)، جناب والا! میں کچھ وضاحت کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، سلیم صاحب! وسیم صاحب کچھ کہہ رہے ہیں، ان کو سن کر پھر میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ جی وسیم صاحب۔

جناب وسیم سجاد، جناب والا! چونکہ بلوچستان کا مسئلہ زیر بحث ہے اور اس میں میرے بھائی، میرے دوست اسفندیار ولی صاحب نے اس کمیٹی کا ذکر کیا ہے جس کا میں سربراہ تھا، میرے خیال میں میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس کی وضاحت کروں۔

اس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے کہ صوبوں کا مسئلہ، خصوصاً بلوچستان کا مسئلہ ایک بڑا حساس مسئلہ ہے اور ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جب یہ ہاؤس، تین سال پہلے معرض وجود میں آیا تو جتنا وقت اس ہاؤس میں بلوچستان پر صرف کیا گیا ہے شاید کسی اور مسئلے پر صرف نہیں کیا گیا۔ اس میں، میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ ہاؤس کے دونوں جانب سے ایک مشترکہ آواز آ رہی ہے کہ اس کو سیاسی طریقے سے حل کیا جائے اور یہی وہ روح اور spirit تھی کہ جس کے تحت جناب شجاعت حسین صاحب جو کہ مسلم لیگ کے سربراہ ہیں، وہ اس وقت وزیراعظم تھے انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی اور اس کا مقصد اس وقت بھی انہوں نے یہ بیان کیا تھا کہ ہم نے اس مسئلے کا سیاسی حل تلاش کرنا ہے، ایک سیاسی عمل اور پارلیمنٹ کے ذریعے اس کے حل کو تلاش کرنا ہے۔ جس وقت اس کمیٹی کی پہلی meeting ہوئی تو شجاعت حسین صاحب نے یہ برملا کہا

تھا اور request کی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ مانی گئی تھی کہ اس مسئلے کو کسی اور issue کے ساتھ جو کہ روزمرہ کی زندگی میں آتے ہیں، منسلک نہ کیا جائے، مطلب یہ تھا کہ ہم اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں، مل بیٹھ کر حل کرنے کی کوشش کریں لیکن اگر کوئی روزمرہ کامسئلہ آتا ہے، کوئی Law and Order Situation ہے، کچھ اور ہے تو اس کی وجہ سے کمیٹی کا کام متاثر نہ ہو۔ یہ بات اس وقت میں سمجھتا ہوں by tacit agreement مان لی گئی تھی، کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔

جس وقت یہ کمیٹی تشکیل دی گئی اس کی پہلی meeting ہوئی، اس کی دو sub-committees بنیں، ایک کا تعلق day to day problems کے ساتھ تھا، day to day issues کے بارے میں تھا، جس کے سربراہ مشاہدحسین صاحب تھے۔ دوسری کا تعلق صرف بلوچستان کے ساتھ نہیں تھا، overall صوبوں اور مرکز کے درمیان harmony create کرنا، بہتر understanding create کرنا تھا اور اس کی ابتداء جناب اسفندیار ولی صاحب کی تجویز پر تھی کہ صوبوں اور مرکز کے درمیان ایک ہم آہنگی کے لیے کوشش کی جائے، greater confidence کی کوشش کی جائے، اس کے لیے وہ کمیٹی بنی تھی۔ اس کا تعلق نہ صرف ان مسائل کے ساتھ تھا بلکہ آئینی حل کی طرف بھی تھا کہ اس طرح ایک آئینی حل تلاش کیا جائے تاکہ صوبوں اور مرکز کے درمیان اعتماد اور understanding پیدا کی جائے۔ جب اس sub-committee نے اپنا کام شروع کیا تو پہلی meeting میں یہ فیصلہ ہوا کہ تمام سیاسی parties اپنی اپنی تجاویز اس کمیٹی کو دیں گی تاکہ اس پر غور ہو۔ میں شکرگزار ہوں ان تمام سیاسی parties کا کہ انہوں نے اپنی تجاویز دیں جو کہ ریکارڈ پر موجود ہیں۔

اس کے بعد مسلم لیگ کی جانب سے تجاویز آئیں اور وہ بھی ریکارڈ کا حصہ ہیں، یہ ہماری طرف سے کوئی حتمی بات نہیں تھی کہ یہ ایک حتمی چیز ہے، یہ تجاویز ہیں۔ اس کے بعد کیا ہوا کہ قبل اس کے کہ اس پر غور ہوتا، ہماری کچھ جو بلوچستان سے تعلق رکھنے والی parties ہیں انہوں نے boycott کر دیا۔ اب وہ جو مقصد تھا کہ ہم آہنگی پیدا کرنی ہے، harmony پیدا کرنی ہے، greater confidence پیدا کرنا ہے، وہ مقصد اسی وقت فوت ہو گیا، جس وقت کچھ parties نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اس پر boycott کرتے ہیں اور یہ اس understanding کے خلاف تھا جو

یہ تھی کہ day to day issues کو ہم اس پر اثر انداز نہیں ہونے دیں گے'۔ اگر ہم یکطرفہ طور پر کوئی آئینی ترمیم کر سکتے ہیں تو ضرور کر دیں' ہمارے پاس two third majority نہیں ہے' ہم میں سے کوئی بھی اس حیثیت میں نہیں ہے کہ وہ two third majority سے آئینی ترمیم کر سکے۔ اس کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے یہ کہ across the board آپس میں agreement ہو کہ ہم نے یہ چیز کرنی ہے اور دوسری یہ کہ understanding ہو کیونکہ اگر مقصد یہ ہے کہ ہم نے harmony create کرنی ہے تو پھر ایک یکطرفہ ترمیم جس کو گورنمنٹ لائے اور دوسرے کہیں کہ جی ہم اس کو نہیں مانتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جو اعلیٰ مقصد سامنے ہے وہ نہیں پایا جا سکتا۔ لہذا میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دوبارہ بیٹھیں' اس مسئلے پر غور کریں' boycott والی سیاست کو چھوڑیں اور کوشش کریں کہ ہم کہاں پر agreement میں پہنچ سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے جو proposal تھی' وہ حتمی proposal نہیں ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کی طرف سے بھی جو تجاویز آئی ہیں' وہ بھی حتمی تصور نہیں کی جائیں گی۔ سیاست میں یہ ہوتا ہے اور ہم سب سیاسی لوگ ہیں' سیاست میں یہ ہوتا ہے کہ کس معاملے پر ہم افہام وتفہیم سے ایک نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔

So, I would say that the doors are open, as far as the Muslim League is concerned, as far as the Treasury Benches are concerned, we want to find the political solution to this problem. We are anxious to find the political solution, we understand that the only solution to these problems is the political solution but for that I need and we all need cooperation from all the political parties. The political parties need to understand and recognize the fact that to solve the problems of the nation, we all have to move together, it is not a question of my problem or his problem or the Muslim League and ANP problem, no, sir, the problems of Pakistan are the problems of the people of Pakistan and they can all be resolved. The greatest responsibility lies on the political parties and political leaders. I

think, we should shun other differences and get together to find the solution to these problems which will mean obviously that we need to understand each other, we need to find the solution by, may be finding a compromise and that alone will be a durable, stable solution to the problems of Pakistan and particularly to problems of the Balochistan and other provinces. Sir, as I said sir, that our minds are open, our hearts are open, we recognize the problem and recognize the fact that the only solution is a political solution to these problems.

جناب چیئرمین، پھر اس پر debate ہو جائے گی۔ Briefly کرلیں تاکہ پھر آگے چلیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، ہاں! اسے briefly کریں گے۔

سینیٹر اسفند یار ولی، جناب چیئرمین! بڑی خوشی ہوئی ہے جو Leader of the House نے کہا ہے لیکن اس وقت بلوچوں کو convince کرنا کہ تم ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کرو، it is putting the pistol on someone's head and telling him to come on for a dialogue in a truce. If the Government is prepared تو اس جگہ پر واپس جائے جب آپ نے committee announce کی۔ میں جا کر بلوچوں کو request کروں گا کہ وہ boycott ختم کر کے آجائیں لیکن آپ وہاں سے اتنا آگے بڑھ گئے ہیں اور آج یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ لوگ دوبارہ آ کر آپ کے ساتھ بیٹھ کر کام کریں۔ آپ ہمیں یہ understanding دیں کہ آپ۔۔۔جیسے کہتے ہیں کہ two steps forward, as you were. انہی ground conditions پر آپ جائیں جو کمیٹی بنتے وقت تھیں، we will request the Balochis to come in, be part of that committee

جناب چیئرمین، جی خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اپنی گزارشات کا

منفی کے مقابلے میں مثبت بات سے آغاز کروں گا۔ میں بھی اسفند یار صاحب کی طرح Leader of the House کے اس بیان کو welcome کرتا ہوں کہ وہ کھلے ذہن اور کھلے دل کے ساتھ سیاسی حل تلاش کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن حقائق سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور حقائق کو تسلیم کر کے ہی اپنی غلطیوں کی تلافی کر سکتے ہیں۔ پہلی بات وہی ہے جس کی طرف اسفند یار ولی صاحب نے متوجہ کیا ہے اور میں وسیم بھائی کو یاد دلاؤں گا کہ ہم نے جو کام شروع کیا ہے۔ جہاں چوہدری شجاعت صاحب نے statesmanship کا ثبوت دیتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں اس مسئلے کا سیاسی اور صرف سیاسی حل نکالنا ہے' اس کا کوئی military حل یا قوت کے ذریعے اس کا حل کسی طرح نہیں ہو گا' وہیں پہلی نشست میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ سارا کام ایک فضا میں ہو سکتا ہے کہ جس میں ایک دوسرے کے ساتھ اعتماد کے ساتھ بات چیت کی جا سکتی ہے۔ اس لیے وہ CBMs جن کے ذریعے بوجوہ واقع ہو گیا ہے یا جو نفرتیں پیدا ہو رہی ہیں' وہ دور کیے ہیں' یہ اس کا عملی قدم ہے۔ اس بارے میں کمیٹی کی حد تک کوئی اختلاف رائے نہیں لیکن بچی بات یہ ہے کہ جیسے جیسے کمیٹی نے کام شروع کیا' کوئی مخفی ہاتھ اس کمیٹی کی پوری کارروائی کو sabotage اور derail کرنے میں مصروف تھا اور یہ بات میں آج نہیں کہہ رہا بلکہ میں نے یہ بات کمیٹی میں' اس ایوان میں اور publicly بھی کہی ہے۔

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ آپ کو دوبارہ اسی فضا کو بحال کرنا ہو گا۔ دوسری بات' مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ مشاہد کمیٹی نے متفقہ طور پر اپنی تجاویز پیش کیں اور وسیم سجاد کمیٹی نے متفقہ طور پر ان کو قبول کیا۔ جس وقت بنیادی تجاویز مرتب کی گئی تھیں' اس وقت تمام پارٹیاں شریک تھیں' Drafting Committee کی سطح پر بھی ایک پارٹی کو چھوڑ کر تمام پارٹیاں شریک تھیں اور جو تجاویز دیں اور منظور کی گئیں ان پر پانچ فیصدی بھی عمل نہیں ہوا حالانکہ ہمیں ضمانت دی گئی تھی کہ مہینے میں ایک بار monitoring کی جائے گی اور اطلاع دی جائے گی کہ کن چیزوں پر عمل ہوا ہے اور کن پر عمل کی راہ میں کیا مشکلات حائل ہیں۔ ایک نشست جو ہوئی ہے' اس میں میرے سامنے یہ تکلیف دہ حقیقت آئی کہ Committee کی recommendations جو متفق علیہ تھیں' جس میں سرکاری پارٹی اور دیگر تمام پارٹیاں شریک تھیں لیکن وزیر اعظم صاحب نے یہ بات کہی کہ اس میں ابھی بہت سی چیزیں ایسی ہیں' جن

کے بارے میں ہماری reservations ہیں اور ہم نے انہیں قبول نہیں کیا تو اس طرح وہم ڈالنا صحیح نہیں ہے۔

دوسری بات میں یہ بھی کہوں گا کہ متاہد کمیٹی سے جب ایک رکن withdraw ہو گئے اور وسیم سجاد کمیٹی سے دو پارٹیوں نے withdraw کر لیا تو ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھے رہے بلکہ ہم نے اپنے کام کو آگے بڑھایا اور جو لوگ موجود تھے' انہوں نے متفقہ تجاویز آگے پیش کیں۔ یہی کام دوسری کمیٹی کو کرنا چاہیے تھا کہ اگر ایک' دو حضرات نہیں آ رہے تھے تو ان کو منانے کی' لانے کی کوشش کی جاتی اور باقی لوگ ساتھ ساتھ کام کرتے رہتے اور آپ کا یہ کہنا کہ two-third majority, تو جو جماعتیں آخری وقت تک موجود تھیں اور رہی ہیں' وہ two-third نہیں' three-fourth نہیں four-fifth majority, اس پارلیمنٹ میں رکھتی ہیں۔ محض دو پارٹیوں کے احتجاج کو عذر بنا کر پروگرام کو معلق کر دینا میرے خیال میں صحیح بات نہیں تھی۔ یہ حقائق میں نے اس لیے پیش نہیں کیے کہ میں کوئی charge sheet لگا رہا ہوں' بلکہ اس لیے پیش کیے کہ حقائق یہی ہیں لیکن ہمارا دل اب بھی کھلا ہوا ہے' ہم چاہتے ہیں کہ آگے بڑھیں اور اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ مل بیٹھ کر حالات کو سنبھالیں' ایک طرف cease fire کیجیے تاکہ جو آگ لگی ہوئی ہے' وہ رکے اور دوسری طرف مذاکرات کی میز پر آئیے' ماضی میں جو لوگ شریک رہے ہیں' وہ سب شریک ہوں گے' جو پیچھے ہٹ گئے تھے' ہم ان کو بھی لانے کی پوری کوشش کریں گے' اس کے لیے آپ بھی کوشش کریں' ہم بھی کریں گے' یہی راستہ ہے' اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، ربانی صاحب! اسی پوائنٹ پر' .keep it brief

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، جناب چیئرمین صاحب! I will just take two minutes and then, when my turn comes to speak, I will speak.

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس issue پر جیسا کہ وسیم صاحب نے بالکل درست بات کہی کہ پچھلی پوری term میں یہاں پر بلوچستان پر بحث ہوتی رہی ہے اور آج جب نئی term شروع ہوئی ہے تو پھر بلوچستان پر بحث ہو رہی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بحث اور

blame game جو ہے وہ continue رہے گی' اگر ہم ایک simple چیز کرلیں تو پورے مسئلے کا حل نکل آئے گا اور وہ یہ ہے کہ جو hidden hand ہے اس کو identify کر کے کم از کم اس House کی حد تک اس کو expose کر دیں کیونکہ جناب چیئرمین! میں یہاں پر آپ کا صرف ایک منٹ لوں گا اور وہ یہ ہے کہ چلیں! دوسری کمیٹی کو اگر ہم for the time being چھوڑ دیتے ہیں' مشاہد کمیٹی بنی' ruling party کا Secretary General تھا' اس کی Chairmanship میں وہ کمیٹی بنی' اس کی سفارشات تیار ہوئیں' ان سفارشات کو حکومت نے OK کیا۔ پھر اس کمیٹی کی report House میں lay ہوئی اور lay ہوتے وقت اسی floor پر مشاہد حسین سید صاحب نے آپ کے سامنے کہا تھا کہ وہ خود اس کی monitoring کی report کریں گے اور اس House کو مطلع کریں گے لیکن اس کے باوجود کہ وہ سفارشات تیار ہو گئیں' Federal Government,PML(Q) کی ہے' Provincial Government, PML(Q) and allies کی ہے بلوچستان کے اندر لیکن اس کے باوجود اس کمیٹی کی recommendations implement نہیں ہوئیں بلکہ پہلے سے کہیں زیادہ severe military action بلوچستان میں شروع ہو گیا تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ political process یا political process کو آگے بڑھانے والے لوگ کوئی اور ہیں اور جو صحیح معنوں میں حکومت کا ایجنڈا بنا رہے ہیں وہ لوگ کوئی اور ہیں ۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ق) جتنی جلدی اس contradiction کو سمجھ لے گی اتنا بہتر ملک کے لیے بھی ہوگا اور اس ہاؤس کے لیے بھی ہوگا۔

جناب چیئرمین، مسٹر سلیم سیف اللہ خان۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ ایک اہم موضوع ہے جس پر پچھلے چند دنوں سے بحث ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنی تقاریر میں نے سنی ہیں' یقیناً ہر ایک معزز ممبر کی بڑی مدلل تھی اور انہوں نے as Pakistani, as a patriot تجاویز پیش کیں اور خاص کر جو آج صبح میرے بھائی سینیٹر اسفندر یار ولی خان صاحب نے باتیں کیں اور حقیقت یہ ہے کہ بعض issues ایسے ہیں کہ جن پر points score کیے جا

سکتے ہیں ۔ میرے خیال میں ' کم از کم ایوان بالا یا جو جو ممبران یہاں تشریف فرما ہیں ' اللہ تعالٰی نے اگر ان کو عزت دی ہے تو ان پر کوئی responsibility بھی آتی ہے تو اس لیے بجائے اس کے کہ ہم یہاں پر اپنی سوچ اپنی اپنی سیاسی جماعتوں تک محدود رکھیں تو یہ مناسب نہیں ہوگا اور بلوچستان جو اس ملک کا رقبے کے لحاظ 45% or 44 حصہ بنتا ہے اور ہماری سوچ یہی رہے کہ ہم اپنی سیاسی سوچ یا سیاسی points score کرنے کے لیے تجاویز دیں تو وہ مناسب نہیں ہوگا۔

جناب والا! ہم اگر آج یہاں بیٹھے ہیں تو پاکستان کی وجہ سے بیٹھے ہیں ' کوئی وزیر ہے' آپ سینیٹ کے چیئرمین ہیں' ڈپٹی چیئرمین صاحب ہیں' ممبرز بیٹھے ہیں تو ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے' ٹھیک ہے سیاسی جماعتیں بھی بڑی ضروری ہیں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میرا تعلق پاکستان مسلم لیگ سے ہے جس نے پاکستان حاصل کیا اور ہمیں کل پھر جانا ہے اور انتخابات لڑنے ہیں تو اس لیے سیاسی پارٹیوں کا بھی اور اپنے اپنے نظریے کو بھی بیان کرنا میں سمجھتا ہوں ضروری ہے لیکن میں علامہ اقبال کا ایک شعر عرض کروں گا کہ

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

جناب والا! بلوچستان پر دو ماہ قبل ' اس وقت میرے پاس کوئی پلیٹ فارم نہیں تھا' میں نے اخبارات کے ذریعے ایک article "Nation" اخبار میں لکھا اور میں اس کی copies distribute بھی کروں گا اور ریکارڈ کے لیے پیش کروں گا ۔ جناب والا! میں بلوچستان پر پہلے اس لیے بولا ہوں کیونکہ وہاں کا مسئلہ ذرا زیادہ سنگین ہے اور وہاں پر بہت کام ہو چکا ہے جیسے کمیٹی کا ذکر ہوا ہے ' اس کمیٹی کی رپورٹ بھی میرے پاس موجود ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی نے بڑا اچھا کام کیا ہے لیکن میں اتفاق کرتا ہوں کہ یہاں پر اور ہماری پارٹی کی جو central executive committee تھی جس میں بعض دوست موجود تھے' وہاں بھی میں نے یہی گزارش کی کہ رپورٹ سامنے آ گئی ہے اس کو ہم implement کیوں نہیں کرتے اور آج دوبارہ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس رپورٹ پر بہت محنت ہوئی ' میں سب کے نام نہیں لینا چاہتا چوہدری شجاعت حسین صاحب' سید مشاہد حسین اور اسفند یار ولی خان اس کے ممبر تھے ' ہمارے

بلوچستان سے تعلق رکھنے والے بھائی بھی اس میں شامل تھے اور انہوں نے اچھی تجاویز دی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جیسے اسفند یار ولی خان نے درست فرمایا کہ سارا بوجھ حکومتی set up پر ڈالنا بھی مناسب نہیں ہے ۔ اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اس کا ایک پس منظر ہے ۔ مجھے یاد ہے جب میں اس ایوان میں 1985 میں آیا اور مجھے کامرس اور پٹرولیم جیسی اہم ذمہ داری دی گئی۔ ایک مرتبہ میں PIA کے جہاز میں اسلام آباد سے کراچی جا رہا تھا تو انور عینی صاحب نے کوئٹہ کے قریب ایک عینی سیمنٹ فیکٹری لگائی تھی اور مجھے انہوں نے کہا کہ آپ gas دیں۔ چونکہ میں Petroleum Minister بھی تھا تو میں نے کہا کہ میں کوئٹہ سے آپ کو gas ضرور دوں گا۔ کوئٹہ میں gas ہے۔ یہ بات 1985 کی ہے جبکہ اس وقت gas پشاور، مردان، کراچی اور حیدر آباد، کہاں کہاں پہنچ گئی تھی لیکن کوئٹہ میں gas نہیں تھی اور یہ دور جنرل ضیاء الحق اور محمد خان جونیجو کا تھا۔ میرے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے جو دوست یہاں بیٹھے ہیں، ان کو اس بات کا علم ہو گا کہ شاید 1986 یا 1987 میں ان کو gas ملی۔

جناب والا! ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ پہلی مرتبہ تاریخ میں بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ایک ممبر قومی اسمبلی 19, 20 ماہ اس ملک کے وزیراعظم رہے۔ ہمیں، صوبہ سرحد کو ابھی تک اللہ تعالیٰ نے اس خوش قسمتی سے نہیں نوازا۔ ان 58 سالوں میں کوئی وزیراعظم صوبہ سے نہیں آیا لیکن بلوچستان سے آپ۔ کا وزیراعظم آیا۔ آپ اس بات کو بھی دیکھیں؛ میرے ایم ایم اے کے جو دوست تشریف فرما ہیں، آپ مہربانی کریں، آج آپ اس system کا حصہ ہیں۔ جب آپ بات کرتے ہیں تو یہ بھی سوچیں کہ اگر آپ یہاں Opposition میں بیٹھے ہیں تو صوبہ سرحد کی اسمبلی میں، میں Opposition میں بیٹھا ہوں۔ وہاں پر میری جماعت Opposition میں ہے۔ وہاں آپ کی حکومت ہے اور 1970ء کے بعد جب one unit ختم ہوا، میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سی صوبائی اسمبلی 8, 9 ماہ سے زیادہ رہی جو مرکز مخالف جماعت تھی۔ آج ساڑھے تین سال ایم ایم اے کی حکومت کو صوبہ سرحد میں ہو رہے ہیں۔ آج آپ بلوچستان حکومت کا حصہ ہیں۔ بعض مرتبہ میں سنتا ہوں کہ جی ہم استعفے دے دیں گے۔ کم از کم میری ایم ایم اے سے گزارش ہے کہ آپ تو اس system کا حصہ ہیں۔ ایک حکومت میں آپ کا وزیراعلیٰ ہے اور آپ کی حکومت ہے اور بلوچستان میں آپ کے شاید 12 یا 14 یا 15 وزیر ہیں۔ مہربانی

کریں اور آپ اس system کو چلانے کی بات کریں۔ آگ لگانا بڑا آسان ہے۔ آگ بجھانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

جناب والا! بلوچستان پر اور بھی بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اب چونکہ آپ نے وقت کی پابندی لگائی ہے اس لیے اتنا ہی صوبائی خودمختاری پر میری یہ گزارش ہے جناب چیئرمین! کہ وقت آچکا ہے۔ اب صوبوں کو 60 سال ہو رہے ہیں' آپ ان کو اختیارات دیجیئے' ان پر اعتماد کیجیئے کہ وہ اپنے صوبوں کو چلائیں اور وہ چلا سکتے ہیں۔ کل میں "DAWN" اخبار میں یا "NEWS" میں ایک article پڑھ رہا تھا' انہوں نے اچھا دیا ہے کہ آج کل Federal Legislative supersedes all provincial legislation. Concurrent List کی ہم بات کرتے ہیں لیکن ایسی بھی ایک تجویز سامنے آئی' میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان چیزوں پر اب سوچنا چاہیے جیسے اسفندیار ولی خان نے کہا کہ ایک بنیاد جو ہماری ہے' یہ جو ہو رہا ہے اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے صوبوں کو خود مختاری نہیں دی ہے اور اس میں یہ ایک تجویز تھی کہ اگر تین صوبے ایک قانون کو پاس کرتے ہیں تو

it should even supersede the federal law when out of four federating units, three federating units decide on certain law that should supercede the federal legislature.

میں وزیرستان پر اس لیے ضرور کچھ کہنا چاہوں گا جناب چیئرمین! کیونکہ میرا قبیلہ مروت قبیلہ ہے اور مجھے فخر ہے کہ میں ایک پشتون ہوں اور مروت قبیلے سے میں تعلق رکھتا ہوں۔ میرا قبیلہ وزیرستان north اور south محسود قبیلہ ہے۔ ہم محسود کہتے ہیں لیکن اصل میں ہے یہ مسید اور وزیر۔ بہرحال اپنا اپنا dialect ہے۔ میرا قبیلہ الحمد للہ یہی ہے۔ جو ہو رہا ہے south or north میں جیسا کہ اسفندیار ولی خان نے صحیح فرمایا' آج اس کے اثرات صوبہ سرحد پر مرتب ہو رہے ہیں۔ کیا صوبہ سرحد کی صوبائی حکومت کی کوئی ذمہ داری نہیں' کیا ساری ذمہ داری آپ مرکز پر ڈالتے ہیں؟ کیا آپ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ ہمارے وزیر داخلہ ابھی یہاں تشریف لائے ہیں یہ بھی صوبے کے وزیر اعلیٰ رہے ہیں صوبائی حکومت کا قبائلی علاقے کے ساتھ ایک direct link ہے۔ جناب والا! میرے ضلع میں' جیسے وزیر' لکی مروت میں بے شمار ہیں۔ محسود

ٹانک اور ڈیرہ اسماعیل خان میں ہیں۔ شنواری اور آفریدی' پشاور ان سے بھرا ہوا ہے۔ کوہاٹ میں اورکزئی ملحق قبائلی علاقوں کے جو رہنے والے ہیں۔ صوبائی حکومت نے بھی کوئی دلچسپی لی ہے۔ جب آپ earthquake کی بات کرتے ہیں۔ سب کچھ وفاقی حکومت کر رہی ہے لیکن صوبائی حکومت کہتی ہے کہ کمال تو ہم کر رہے ہیں۔ ایسی تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے کمالات ہیں لیکن کمالات کے ساتھ ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہے۔ آج پشاور کے قریب پانچ میل پر باڑہ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ آپ ساری ذمہ داری مرکز پر ڈالتے ہیں' کوئی آپ کی ذمہ داری نہیں ہے؛ مہربانی کیجیے ان چیزوں کو چھوڑیے خاص طور پر ایم ایم اے۔ قبائلی علاقہ' 2001 میں ایک بلین روپے کا annual development programme تھا جو آج پانچ سال میں پانچ بلین روپے تک پہنچ گیا ہے۔ شوکت عزیز صاحب کی حکومت چاہتی ہے کہ پانچ سے اس کو دس بلین روپے کیا جائے۔ ہم دس بلین روپے لگانے کے لیے تیار ہیں۔ بدقسمتی سے پشتون تو ہر جگہ خراب ہو رہا ہے چاہے وہ بلوچستان میں ہے---

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے گا۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان، جی میں ایک منٹ اور لوں گا۔ صرف یہ نہیں کہ وہاں پر بلوچ آباد ہیں۔ تقریباً نصف آبادی وہاں پر پشتون کی بھی ہے۔ آج صوبہ سرحد' آج قبائلی علاقہ جو پشتون بیلٹ ہے' آج بدقسمتی سے وہاں پر کیسے investment کریں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ وہاں پر بے روزگاری ہے' بے روزگاری کے لیے investment چاہیئے' کون investment کرے گا جب روزانہ بم پھٹ رہے ہیں' جب فائرنگ ہو رہی ہے' قتل عام ہو رہا ہے' راکٹ لانچر ہیں۔ ایسے ماحول میں کوئی investment نہیں کرے گا۔ اگر آپ ترقی چاہتے ہیں' آج مجھے افسوس ہوتا ہے' ہمیں بھی اپنے حقوق کے لیے لڑنا آتا ہے لیکن ہم ان ایوانوں میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم یہاں پر کس لیے آئے ہیں' یہاں پر آج ہر جماعت کی نمائندگی ہے' خواہ وہ قومی اسمبلی ہے یا سینیٹ ہے۔ آپ یہاں پر آکر بات کریں۔ مجھے بھی طریقہ آتا ہے۔ اپنے حقوق کے لیے میں بھی لڑ سکتا ہوں۔ میں بھی بے گناہ سپاہیوں کو مار سکتا ہوں۔ بے گناہ ex-Senator فرید اللہ خان' جس کا اسفند یار ولی خان صاحب نے ذکر کیا اور بے شمار ہیں' اس لیے کہ اس کا نظریہ آپ

کے نظریے سے مختلف ہے تو آپ ان کو گولی مار دیں۔ آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ آپ جمہوریت کی بات کریں اور ان ایوانوں میں بیٹھیں۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایسی چیزیں ہیں جن پر ہمیں سوچنا ہوگا۔ جناب مولانا صاحب نے' جن کا تعلق ساؤتھ وزیرستان سے ہے' انہوں نے کمیٹی کی بات کی' کمیٹی بلوچستان کی طرح نہیں ہونی چاہیے' جس کی سفارشات پر بدقسمتی سے عمل نہیں ہوا۔ یہ پوری رپورٹ میں نے پڑھی ہے' اچھی رپورٹ ہے' اس پر ضرور عمل ہونا چاہیے لیکن قبائلی علاقے کے لیے بھی کوئی ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے۔ وہ وزیرستان ساؤتھ یا نارتھ میں جو مسئلہ ہے اس کا حل تلاش کرے اور حکومت وقت کو موقع دے۔ جناب چیئرمین! میں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ دوسری مرتبہ مجھے کہیں کہ بیٹھ جاؤ۔ میں آپ کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر خالد محمود سومرو۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب چیئرمین! وزیرستان اور بلوچستان کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ وزیرستان میں جو ظلم ہو رہا ہے اس کو فوری طور پر بند ہونا چاہیے۔ القاعدہ کے نام پر یا طالبان کے نام پر مقامی لوگوں کو مارا جا رہا ہے۔ بے گناہ لوگوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ طالبان ہیں یا القاعدہ والے ہیں۔ یہ جہادی ہیں' فلاں فلاں ہیں۔ ان کو لڑانے والے تو یہی حضرات تھے جو آج ان کو مار رہے ہیں۔ جہادی کیمپ انہوں نے خود قائم کیے تھے۔ ٹریننگ دینے والے یہ خود تھے۔ وہاں پر ان کو بھجوانے والے یہ خود تھے۔ جب تک امریکہ کا اپنا مفاد تھا' سویت یونین کو ختم کرنا تھا' سویت یونین کو ختم کرانا تھا' تب تک تو یہ سارے مجاہد تھے۔ ان سب کے بارے میں حکمران کہتے تھے کہ یہ سارے مجاہد اسلام ہیں لیکن جب ان کا مفاد پورا ہوگیا تو امریکہ کے تیور بدل گئے۔ اب یہ سارے کے سارے دہشت گرد اور terrorists ہو گئے۔ اور اب ان لوگوں کو مارا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کروانے والے جو ہیں جو ذمہ دار ہیں' جنہوں نے کیمپ قائم کروائے، جنہوں نے ان کو تربیت دی سب سے پہلے تو ان کا trial ہونا چاہیے' ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ یہ سب کچھ امریکہ کو راضی کرنے کے لیے' کفار کو خوش کرنے کے لیے' یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کے لیے کیا

جا رہا ہے اور یہ لوگ اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ پھر ان کو ملا کیا؟ اتنی ہیچھ گیری کرنے کے باوجود، بے گناہ لوگوں کو مروانے کے باوجود جب امریکی صدر یہاں آئے تو انہوں نے پاکستان کو کیا دیا۔ جو کچھ انہوں نے دینا تھا انڈیا کو دیا، پاکستان کو کچھ نہیں دیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ یہ توبہ کریں، واپس آ جائیں اور اپنی خارجہ پالیسی کو ٹھیک کریں اور اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کے مطابق چلیں۔ بے گناہ بھائیوں کو مارنا اور مروانا بند کر دیں۔ اسی میں ملکی بقا اور ملکی سلامتی ہے۔ اور بلوچستان کا جہاں تک تعلق ہے ہم نے پہلے دن سے کہا ہے کہ طاقت کا استعمال بند کرنا چاہیے اور جو سفارشات کی گئیں، جو کمیٹیاں بنائی گئی تھیں یہاں پر چوہدری شجاعت صاحب نے اور سید مشاہد صاحب نے جو سفارشات مرتب کی تھیں، ان پر عمل ہونا چاہیے۔ ان سفارشات پر عمل کون کرائے گا۔ اگر سینیٹ کے اندر بات ہوتی ہے، سفارشات مرتب ہوتی ہیں اور ان پر عمل نہیں ہوتا تو پھر اس ایوان کی ضرورت کیا ہے؟

میں سمجھتا ہوں اگر حکمرانوں نے آنکھیں نہیں کھولیں اور درست فیصلے نہ کیے اور اپنے غلط اقدامات بند نہیں کیے تو حالات خطرناک رخ اختیار کریں گے، ان پر کنٹرول کوئی نہیں کر سکے گا اور پھر ان کے نتائج بڑے خطرناک ہوں گے۔ میں یہی کہوں گا کہ حکمرانوں کو عقل کے، ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور درست فیصلے کرنے چاہئیں۔ وزیرستان کا اپریشن بھی بند کرنا چاہیے، بلوچستان کا اپریشن بھی بند کرنا چاہیے اور بلوچستان میں مذاکرات کے ذریعے مسائل کو حل کرنا چاہیے۔

میں یہی کہوں گا کہ اگر پھر بھی انہوں نے اپنی ضد نہیں چھوڑی تو حالات مزید خراب ہوں گے اور 71ء جیسے حالات پھر پیدا ہو جائیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو عقل نصیب کرے اور ہمیں صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

Mr. Chairman: Mr. Raza Muhammad Raza. No. Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhel.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم مسئلے پر، وزیرستان اور بلوچستان میں جو صورت حال ہے اس کے بارے میں جو سینیٹ میں بحث ہو رہی ہے اس پر مجھے بولنے کا موقع دیا تاکہ میں اپنی پارٹی کا موقف آپ کے سامنے پیش کروں۔

جناب والا! موضوع بڑا اہم ہے اور اس کے ہر پہلو کو دیکھنے اور سمجھنے کے لیے کافی وقت چاہیے جب کہ آپ کا ٹائم بڑا محدود ہے۔ جناب چیئرمین! کہتے ہیں روم جل رہا تھا اور نیرو بانسری بجا رہا تھا۔ ہمارے ملک میں آج صورت حال یہ ہے کہ ہنگو جل گیا، میران شاہ کا مکمل علاقہ خالی ہوگیا، باڑہ میں باقاعدہ لڑائی شروع ہے اور شہروں میں، مسجدوں اور امام بارگاہوں میں لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ اس حالت میں بھی حکومت، جو حکومت کرنے کے دعوے دار ہیں وہ بڑے خوش ہیں۔

جناب والا! اصل میں ہم تفصیلات میں نہیں جا سکتے صرف نتائج کے حوالے سے میں عرض کروں گا۔ موقع ملا تو ان کے facts بھی پیش کر سکتے ہیں۔ ایک اہم مسئلہ ہمارے ملک کا قومی حقوق کا ہے، آئین کا ہے۔ فیڈریشن اور صوبوں کے اختیارات کے تعین کا مسئلہ ہے جو طویل جدو جہد کے بعد آج سترہویں ترمیم کے ذریعے، LFO کے ذریعے military rule ہے، مرکزی حکومت ہے۔ یہ پوزیشن ہے۔ اب ایسے حالات میں، یعنی جو کشمکش ہے: اس کے بارے میں یہ سوچنا کہ یہ ایک فرد کا مسئلہ ہے یا دو افراد کا مسئلہ ہے درست نہیں۔ جناب والا ! یہ ملک کے عوام کا، صوبوں کا اور فیڈریشن کا مسئلہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ resources صوبوں کو ملیں گے یا نہیں؛ اس کا تعین ہونا ہے لیکن اس دوران حکومتی ادارے جو طریقہ اختیار کیے ہوئے ہیں وہ استعماری اور آمرانہ ہے۔

اسی طرح آج وزیرستان کا مسئلہ ہے۔ جناب والا اس کا پس منظر یہ ہے کہ ہم نے امریکہ کی proxy war لڑی۔ یہ اس کے عواقب ہیں۔ یہاں ہمارے محترم دوست کہتے ہیں کہ ان کو اس وقت جہادی کہتے تھے۔ وہ آئے اور پھر یہاں پر انہوں نے اپنے اڈے بنائے اور یہاں تربیت گاہیں بنائیں اور تربیت گاہوں سے دہشت گردوں کو export کیا گیا۔ جناب والا! پشتون

سوسائٹی اس بات کو جانتی ہے کہ جب کسی کے خلاف ناروا عمل ہو تو سب سے پہلے جو criminal ہے، جس نے زیادتی کی ہے اس کے نشان قدم پر چلتے ہیں اور سیدھا وہاں پہنچتے ہیں جہاں وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جنھوں نے یہ کام کیا ہے اور پھر پشتو میں ایک اصول ہے اور یہ بین الاقوامی اصول ہے (یا پل راکہ یا غل راکہ) ڈاکو کا نشان قدم جس گھر تک پہنچے، چور حوالے کرو یا پھر نشان قدم اپنے گھر سے نکال دو۔ اب یہاں لوگ آئے اور یہاں لوگ کہتے ہیں کہ نہیں، 9/11 کا واقعہ ہوا ہے۔ اب 9/11 کا واقعہ ہوا ہے، جب پیچھے سے جن لوگوں کو نقصان ہوا تھا، جن کے لوگ مرے تھے، وہ جب آئے، انہوں نے وہ نشان قدم ہم تک پہنچایا اور یہ آج جو بڑا مسئلہ ہے جنرل مشرف کے بارے میں کہ اس نے اچھا فیصلہ کیا اور واقعی اس نے ان معنوں میں اچھا فیصلہ کیا کہ اسے کہا گیا کہ ہمارا ساتھ دو یا اس کا نتیجہ بھگتو۔ سب کو معلوم ہے کہ امریکہ یا دوسروں میں اتنی طاقت ہے کہ ہمیں اس کی سزا دے سکیں اور وہ فیصلہ کیا۔ اب افغانستان میں جو کچھ ہوا تھا۔ ان تمام چیزوں کے بعد اقوام متحدہ اور سیکورٹی کونسل اس نتیجے پر پہنچی کہ افغانستان ایک آزاد مملکت ہے، متحد مملکت ہے اور پانچ نکاتی منصوبہ نئے آئین کا انہوں نے باقاعدہ متفقہ پاس کیا۔ افغانستان کے لوگوں کے نمائندوں نے بون میں بیٹھ کر اسی plan کو آگے بڑھایا۔ اس پلان کے مطابق دو بار لویہ جرگہ ہوا، جسے grand Parliament کہتے ہیں۔ انہوں نے آئین بنایا جو متفقہ منظور ہوا۔ صدارتی انتخابات ہوئے اور اس میں حامد کرزئی صاحب منتخب ہوئے، اقوام متحدہ کی زیر نگرانی پارلیمان کا انتخاب ہوا۔ لیکن آج یہاں لوگ کہتے ہیں کہ نہیں، کوئی یہاں نہیں، وہ خود کہہ رہے ہیں کہ میں باجوڑ میں بال بال بچ گیا۔ آپ وہاں کیا کام کر رہے تھے۔ اسی طرح جیسے کہ اسفند یار خان نے کہا گلبدین حکمت یار یہاں کیا کر رہا ہے۔ اگر آپ بونیر میں قتل کریں گے، اگر آپ قندھار میں قتل کریں گے تو یہ انجام ہوگا۔ آج ہمارے دوست کہتے ہیں کہ امریکہ کے صدر آئے تھے اور انہوں نے ہمیں کچھ نہیں دیا۔ جب ہم نظر ڈالتے ہیں کہ کس طرح یہ واقعات ہوئے ہیں۔ مذاکرات ہوئے، مذاکرات میں انہوں نے اس بات پر خط کھینچا کہ ان لوگوں کو یا تو یہاں سے نکالو یا ہم نکالیں گے، اب یہ لوگوں کو قتل کر رہے ہیں اور وہاں حملے کر رہے ہیں۔ مجددی جیسی شخصیت جو افغانستان میں بہت بڑے پیر ہیں، ان کا ایک خاص مقام ہے اور وہ آج سینیٹ کے چیئرمین ہیں اور افغانستان کے reconciliation کے چیئرمین ہیں۔ ان کے بارے میں یہاں

سے حکم ہوتا ہے، کوئی شخص جو میرے مکتب فکر کا نہیں تو وہ واجب القتل ہے اور پھر اس کا فتویٰ اس نے دینا ہے ، فتویٰ کا اختیار بھی اس کو ہے ۔ جو بھی کچھ کہے لیکن ایک بات ہے جہاں لوگوں کا نقصان ہوگا ، وہاں لوگ آپ کے پیچھے آئیں گے ، یہ پوری طرح یاد رکھیں ۔ ہم غریب لوگ ہیں ، ہم شاید کسی کے پیچھے نہ جائیں لیکن دنیا کے لوگوں نے جو ایٹم بم بنائے ہیں، جو میزائل بنائے ہیں ، اس لیے نہیں بنائے کہ آپ یہاں باقاعدہ حملے کریں اور پھر دیکھیں کہ وزیرستان میں مسئلہ ہے ۔ یہاں دوستوں نے جو کہا، سب سے زیادہ معتبر مشیران ہیں جو ہمارے لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، تمام جو بھی ہیں ، جس صوبے کے ہیں، ایسے مشیران کو باقاعدہ قتل کیا جاتا ہے۔ وہاں کوئی گاڑی ملیشیا یا ملٹری کیمپ میں داخل ہوتی ہے ، کوئی شخص کچھ نہیں کر سکتا۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ جو عمل ہو رہا ہے ، یہ پشتون کی genocide ہو رہی ہے، نسل کشی ہو رہی ہے۔لوگوں کو یہاں قتل کر رہے ہیں ۔ آپ ذرا وہاں سے پتا کریں کہ وہاں جو بھی ایسے اشخاص ہیں وہ پناہ کے لیے بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، کوہاٹ اور پشاور آئے ہیں لیکن ڈیرہ اسماعیل خان میں آپ کو معلوم ہے کہ کل جس طرح لوگ قتل ہوئے ۔ اس کے معنی ہیں کہ اب ڈیرہ اسماعیل خان ، کوہاٹ، پشاور میں بھی کسی کو پناہ حاصل نہیں ، یہ صورت حال ہے ۔ اب اس کے بارے میں تفصیلات میں اگر ہم جانا چاہیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہاں to the point پالیسی انہوں نے بنائی کہ ایک تو یہاں سنٹرل پشتون خواہ ، وزیرستان میں معتبرین کو قتل کرنا ، ہر قسم کے لوگوں کو قتل کرنا ، وہ کوئی بھی زبان بولتے ہیں اور پھر اسی کو اڈہ بنا کر افغانستان میں قتل اور تخریب کاری کرنا، یہ ہے پالیسی ۔ یہاں لوگ کہتے ہیں کہ یہاں اچھی آزاد فوج ہے ، ہمارے علاقے کے لوگ کہتے ہیں کہ porous border ہے ۔جناب والا ! ژوب کی ایک پہاڑی ہے وہاں سے سگنل وزیرستان سے چترال تک پہنچتا ہے ایک گھنٹے میں، اس وقت جو روشنی سے وہ سگنل دیا کرتے تھے ---

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! اس کے ساتھ کوئٹہ تک اور پھر اسی ہزار فوج کیا کام کر رہی ہے ۔ یہ جو لوگ قتل ہو رہے تھے تو آپ نے کیا کیا۔ انہوں نے

اور کچھ نہیں کیا۔ سنٹرل پشتونخواہ کو encircle کیا۔ محاصرہ کیا۔ کوئی شخص اندر نہیں جاسکتا اور جو جائے گا وہ اپنے سر کی قیمت پر جائے گا۔ جو بات کرے گا وہ اپنے سر کی قیمت پر کرے گا۔ یہ پوزیشن ہے۔ ایسے حالات میں کون ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حکومت اس کا ان معنوں میں نوٹس لے۔ وہ حکومت جو واقعی سنجیدہ ہے کہ دوسرے ملکوں میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ جو سنجیدہ لوگ حکومت میں اس نقطہ نظر کے ہیں انہیں اس کا نوٹس لینا چاہیے اور وہ خود یہ کام کر رہے ہیں حکومت میں ہوتے ہوئے۔ ادارے ہیں' اداروں کی situation آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ وزیراعظم کو side line پر بٹھایا اور ISI کا Director General, Parliament ...... Political کے منتخب لیڈروں اور ملک کے وزیراعظم کی meeting کا Chairman ہے۔ میں حکومت کے ان لوگوں سے عرض کر رہا ہوں جو ان چیزوں کو سنجیدہ لیتے ہیں کہ آپ مہربانی کریں' اس مسئلے کو اس طرح لیں اور قابو کریں۔ آج وہاں پشتونوں کی targetted killing ہو رہی ہے اور میں یہ بتا دوں کہ وہ کبھی بھی نہیں لوٹ سکتے اس بات سے۔ جیسے فریداللہ خان یہاں سینیٹ میں تھے۔ جناب والا! وہاں ان کی جو پوزیشن ہے۔ آپ انگریز War Britin کی کتاب پڑھیں Bannu and Afghan Border آپ اس میں پڑھیں تو وہ بتائیں گے کہ فریداللہ خان کیا تھے اس علاقے کے یا شاہ عالم خان کیا تھے یا مرزا عالم خان کیا تھے یا فاتان خان کیا تھے۔ جو بھی وہاں عوام کے نمائندہ ہیں' ان کے راہبروں کو قتل کیا جارہا ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! عرض یہ ہے کہ یہ مسائل اس طرح کے ہیں کہ ان پر حکومت کو پالیسی بنانی پڑے گی اور اس پر عمل کرنا پڑے گا کہ جو غیر ملکی ہیں ----- یہ ایک بات واضح ہے اور علی الاعلان ہر روز ان کا ایک tape ہوتا ہے اور مجھے حکومت پر اس حوالے سے بھی حیرت ہوتی ہے کہ یہاں صحافی ان لوگوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں لیکن اس کے مقابلے میں ہماری حکومت کو یہ پتا نہیں ہوتا کہ یہ لوگ کہاں ہوتے ہیں۔ وہ ہیں' ان کو نکالا جائے۔ انہیں نکلنا ہوگا۔ وہاں کے لوگوں کا اپنا سیاسی نظام' ان کا جو status ہے اور جو

قانون ، رسم و رواج ،اسلامی طریقہ کار وہ بنائیں' یہ ان کا کام ہے ' یہاں سے مسلط کر کے نہ بھیجیں۔ عربیہ والوں کو ہم کہتے ہیں ۔ عربوں کے بائیس ممالک ہیں ان میں آپ کے لیے جگہ نہیں ہے ۔ تم وہاں نہیں بیٹھ سکتے ہو ۔ یہاں آ کر آپ ہم لوگوں کو قتل کرتے ہو ۔ ان لوگوں کو جو عوام ہیں اور ان کے لیڈر ہیں ۔ مرکز کی طرف سے support کیا جائے کہ وہ باقاعدہ ان کا مقابلہ کرسکیں ۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی بات کرے اور دوسرے دن اس کے گلے پر چھری پھیر دی جائے ۔ جناب والا! جس حد تک فوج کا مسئلہ ہے میں تو یہ کہوں گا کہ فوج کو وہاں کیا کام کرنا ہے ۔

جناب چیئرمین، خان صاحب! تشریف رکھیے ۔ کافی وقت ہوگیا ہے ۔ پندرہ منٹ سے زیادہ کا وقت ہو گیا ہے ۔ آپ نے double time لے لیا ہے ۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں ۔ بلوچستان کے بارے میں' میں اتنا عرض کروں کہ یہاں صوبائی خودمختاری کا مسئلہ ہے ' پارلیمانی کمیٹی بنی ' Sub-Committee مشاہد حسین صاحب کی بنی' اس میں سفارشات مرتب ہوئیں ۔ اس میں ایک سفارش یہ تھی کہ چھاؤنیاں اس وقت تک نہ بنائی جائیں جب تک اس مسئلے پر بات نہیں ہو جاتی۔ اس میں دوسری سفارش یہ تھی کہ پولیس کو وہاں مسلط نہ کیا جائے جب تک بات نہ ہو لیکن یہ باقاعدہ مسلط کی گئی۔ جناب! 16 دسمبر کو جب جنرل مشرف پر rockets fire ہوئے تو عین اس واقعے کے بعد وہ چھاؤنیاں بنا رہے ہیں اور پولیس کو بھی اگر ہر صوبے میں نہیں تو کم ازکم آدھے صوبوں میں مسلط کیا گیا ہے۔ جناب! وہ سفارشات تو Government ماننے کے لیے تیار ہی نہیں۔ اس مسئلے کے ہوتے ہوئے شدید crisis ہونے اور بحران تیز ہوا' اس کی وجہ یہ تھی کہ ایسے چھاؤنیاں بنانا' پولیس مسلط کرنا یہ ایسی چیزیں تھیں جن کی وجہ سے crisis ہوئے۔

جناب! جو آئینی کمیٹی کا پہلو ہے' جس کے بارے میں پروفیسر صاحب نے فرمایا وہ بالکل ٹھیک ہے کہ یہاں سے صوبائی خود مختاری کا حق اس Parliament کو دیا جائے پھر عوام خود ان لوگوں سے پوچھے گی۔ جب صوبائی خود مختاری ملے گی تو پھر اس کے بعد resistance کی ضرورت پیدا نہیں ہو گی۔ جناب! اب ceasfire بنیادی مسئلہ ہے۔ مہربانی۔

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری، جناب چیئرمین! آج کا موضوع بلوچستان اور وزیرستان

کا ہے، وزیرستان کے بارے میں اتنا علم نہیں رکھتا ہوں لیکن بلوچستان کے بارے میں جو حالات ہیں اور جس طرح کہا جا رہا ہے کہ بلوچستان کا مسئلہ ہے تو اس پر میں تھوڑی سی گزارشات پیش کروں گا۔ جناب! بلوچستان کا مسئلہ ہے کیا؟ Electronic media and Press میں، ملک کے اندر اور باہر ہر طرف سے اس کے بارے میں آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ جناب! میں اس بارے میں ماضی کی طرف جانا چاہوں گا، صوبہ پختونخواہ کے لیڈر اور بلوچستان کے لیڈر اپنے حقوق کی جد و جہد کے لیے ایک ساتھ کام کرنے لگے۔ صورتحال کو مختصر طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ پختونخواہ کی leadership جس میں خان عبدالولی خان صاحب جنہیں میں ہزار مرتبہ سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی قوم کے اندر شعور اجاگر کیا اور ان کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کروایا اور تعلیم کے شعبے میں دیگر شعبوں کی طرح خود کفیل ہو گئے، دوسری طرف ہماری leadership نے، اس وقت بلوچ leadership کی بات کروں گا، ہمارے پشتون بھائی بھی وہاں رہتے ہیں اور وہ اس بات کو محسوس نہیں کریں گے، ہمارے لیے کیا کیا؟ بلوچستان کے لیے کیا کیا گیا، غربت، افلاس، تنگدستی اور صرف اور صرف نعرے بازی کے شعبے میں بلوچستان کو خود کفیل کیا گیا۔ جناب والا! آپ کو بھی علم ہے، ہمیں بھی علم ہے، میں اس ایوان کے اصول کے مطابق اپنی leadership کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں، مختلف ادوار میں ان لوگوں نے بلوچستان میں حکومت کی ہے، یہ record پر ہے اور جو حقوق کی بات کرتے ہیں، جناب! سب سے پہلے انسان کو زندہ رہنے کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ بات بنیادی حقوق کے زمرے میں آتی ہے۔ جناب! آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ ضلع چاغی، وہ چاغی جس کی تصویر کو آج پاکستان کا ہر شہری اٹھا کر بھنگڑا ڈال رہا ہے۔ اس چاغی کے علاقے میں آج بھی لوگوں کو train کے ذریعے پانی میسر آتا ہے۔

جناب والا! دوسری طرف جیونی ہے، مکران کوسٹ ہے، وہاں بچوں، عورتوں اور لوگوں نے پانی کے لیے احتجاج کیا کہ ہمیں پانی میسر آئے لیکن وہ پانی مانگ کر انتظامیہ کا نشانہ بنے، وہ ننگے پاؤں تھے اور لیڈر صاحبان نے ان کو cash کرنے کے لیے شہداء کا لقب دیا۔ دوسری طرف آپ اس چیز کو note کریں اور دیکھیں کہ بلوچستان میں پانی چاہیے، بلوچستان میں ڈیم چاہیے۔ جناب! صورتحال یہ ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو دو وقت کی روٹی کیا دو وقت پانی نہیں مل رہا،

یہ ہمارا استحصال کون کر رہا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہی leadership ہے اور ان لوگوں نے اپنے مفادات کے لیے، بلوچستان کے حقوق کے نام پر، بلوچستان کی عوام کے نام پر بلوچستان کا استحصال کیا ہے اور ان لوگوں کو پیچھے دھکیل دیا ہے۔

اب یہ لوگ وہی صورتحال پھر دہرانا چاہ رہے ہیں۔ جناب! ہمیں dams چاہییں، کہتے ہیں کہ جی dams نہیں بننے دیں گے۔ کیوں نہیں بننے دیں گے، کیونکہ ہماری عوام، ہمارے بچے پیاس سے مر رہے ہیں، وہ جلسے جلوس نکال رہے ہیں کہ انہیں پانی میسر نہیں ہے۔ دوسری طرف ان کے بچے فرانس کا پانی پیتے ہیں، pack بوتلوں میں فرانس کا پانی پیتے ہیں کیونکہ ان کے گردے خراب ہوتے ہیں۔ جناب والا! ایک سیاسی کارکن کے تجزیہ کے مطابق اگر ان لیڈروں کے بچوں اور ان کے فرانس کے پانی کے ڈبوں اور بوتلوں کو جمع کر کے کسی کباڑ خانے میں بیچا جائے اور اس سے حاصل کردہ رقم کو استعمال کیا جائے تو میرے خیال میں جیسے یہاں آپ کے ہاؤس میں ایک student تھا بلوچ صاحب تھے تو ایسے دس سے پندرہ ہونہار، عقلمند اور اچھے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے لوگوں کے پاؤں میں جوتے نہیں ہیں اور یہ بلوچستان کے سارے لوگ گواہ ہیں۔ اس سیاسی کارکن نے یہ تجزیہ بھی پیش کیا ہے کہ ان کے بچے branded shoes کے علاوہ کچھ نہیں پہنتے، اگر یہ سب مل ملا کر، ان کے بچے اور یہ خود اگر پرانے branded جوتے نکال کر مارکیٹ میں کباڑ خانے میں بیچیں تو میرے خیال میں بلوچستان کی Union Council کا بجٹ بھی اس سے کم ہو گا۔

جناب والا! یہ حقوق کی بات کرتے ہیں؛ حقوق کیا ہوتے ہیں؛ بنیادی حقوق کیا ہوتے ہیں؛ بلوچستان کے لوگوں کو حقوق چاہییں، حقوق میں روڈ، پورٹ اور ڈیم بھی آتے ہیں۔ معدنی وسائل کو نکالنے کی بات آتی ہے اور پھر اس میں ملازمتوں کی بات آتی ہے، ترقی، خوشحالی، اچھے ہسپتال اور سکول کی بات آتی ہے۔ جناب! یہ بلوچستان کی عوام کے حقوق کی بات نہیں ہے، یہ بات ہے ان لیڈروں کے اپنے حقوق کی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب سے اس حکومت نے بلوچستان کے حالات پر رحم کھا کر اور وہ بھی صرف صدر پاکستان نے، باقیوں کا میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کے دلوں میں بلوچستان کے لوگوں کے لیے کتنا رحم ہے، شاید لیڈروں کے لیے رحم ہو لیکن بلوچستان کی عوام کے لیے رحم نہیں ہے، جناب والا! جب تھوڑے بہت ترقی کے امکانات

شروع ہو گئے تو ان لیڈروں نے کیا کیا' فوراً بندوق لے کر کھڑے ہو گئے کہ جی! ہم اپنی terms and conditions پر ترقی کا یہ عمل چھوڑ دیں گے' ان کی terms and conditions کیا ہیں' وہ یہاں ساتھیوں نے discuss کیا' ساتھیوں نے کہا کہ مشاہد صاحب کمیٹی میں تھے' یہ بات تھی' وہ بات تھی۔ جناب! وہ ظاہری باتیں تھیں' ہمیں وہ باتیں بھی بتائی جائیں جو کہ خفیہ تھیں اور آج تک خفیہ رکھی گئی ہیں' گورنمنٹ کی طرف سے بھی خفیہ ہیں اور ان کی طرف سے بھی خفیہ ہیں جو کہ چھپا کر رکھی گئی ہیں' وہ ایوان میں بتائی جائیں اور لوگوں کو بتایا جائے کہ وہ خفیہ راز کیا ہیں' جن کے لیے مشاہد صاحب اور چوہدری صاحب وہاں کے دورے اور یاترا کر کے آتے جاتے رہے اور خیر خیریت رہی' اس کے بعد پھر جھگڑے شروع ہو گئے۔ وہ کیا بات تھی؟ بلوچستان کے حقوق کی بات تھی یا ذاتی باتیں تھیں۔

جناب والا! اس طرح پراپیگنڈہ کے ذریعے' ایک media war کے ذریعے پاکستان کے لوگوں کو یہ باور کرانا کہ بلوچستان کے لوگ غیر محب وطن ہیں' نفرت پھیلا رہے ہیں' پاکستان کی جتنی بھی قومیں ہیں ان کے درمیان نفرت پھیلا رہے ہیں لیکن میں اپنی جماعت کی طرف سے یہ واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک پاکستان ہے تو ہم ہیں۔ جناب! ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کی خوشحالی' بلوچستان کے لوگوں کی خوشحالی پاکستان کی سلامتی کی ضامن ہے۔ جناب! ہم اس وقت ادھر ایک نمائندہ کے طور پر نہیں بیٹھے ہیں' ہم ایک گواہ کے طور پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بلوچستان کے لوگوں کے لیے جہاں سے اچھائی ہو گی تو ہم عوام کو وہ بھی کہہ دیں گے اور یہاں سے اگر اس ترقی کے عمل کو روکنے کے لیے' ان لیڈروں سے یا ان کی lobby سے یہاں پر ہاتھ ملایا گیا تو ہم لوگوں کو یہ بھی بتا دیں گے۔ جناب والا! میں آپ کو عرض کروں کہ یہ قوم دوستی' وطن دوستی' قوم پرستی کی باتیں کرتے ہیں' آپ کے سامنے ہے کہ بلوچستان کے لوگ پہلے سے بدحال ہیں' جھگڑا ان کا اور مرکزی Government کا ہے۔ دوسری طرف مجھے کل زمیندار Action Committee والوں کا ٹیلیفون آیا ہے کہ آپ لوگ وہاں کچھ کہیں' کچھ بتائیں کہ جو بجلی کے towers اڑائے جا رہے ہیں' اس میں کس کا نقصان ہو رہا ہے۔ یہ بلوچستان کے لوگوں کا نقصان ہو رہا ہے' ان کی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں اور دس دنوں سے وہ بجلی کے towers کو مار گرا رہے ہیں اور دس دنوں سے بجلی والے اپنے بلوں کے چکر میں ان کے پاس جاتے ہیں اور

بلوچستان کے لوگ در بدر اور یرغمال ہیں ان دونوں گروپوں کے درمیان۔

جناب والا! قوم پرستی کس کو کہتے ہیں؟ قوم پرستی یہی ہے جو صحیح واقعہ ہوا ہے، عام غریب آدمی کو اٹھا کر قتل کرنا۔ قوم پرستی ہے کہ mines بچھا کر، معصوم چھوٹے چھوٹے بچوں کو بم سے اڑا دینا اور عورتوں کو ہلاک کر دینا، آج محبت خان مری موجود نہیں ہیں، ان کا بھتیجا تھا، وہ اپنے باپ کے انتظار میں lawn میں کھیل رہا تھا، اس پر دستی بم پھینکنا۔ قوم پرستی یہ ہے کہ آپ کے وہاں کے ایک صوبائی وزیر نے صرف ترقی کے بارے میں ایک بیان دے دیا، اس کے گھر پر تین راکٹ مارے گئے۔ جناب! یہ قوم دوستی ہے، وطن دوستی ہے، یہ بلوچستان کے لوگوں کو خانہ جنگی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ جناب والا! میں آپ کو اس ایوان کے توسط سے عرض کروں گا کہ آپ کو علم ہے کہ یہاں پر قومی اسمبلی میں بلوچستان کا ہر قبائلی، ہر علاقے کا بندہ، ہر پارٹی کا نمائندہ موجود ہے، اگر آپ گنتی کریں، شاید کوئی علاقہ بچا ہو لیکن سارے موجود ہیں، ان میں کچھ Opposition میں ہیں اور کچھ حکومت میں ہیں۔ یہ دیکھا جائے کہ مسئلہ بلوچستان کا ہے یا مسئلہ لیڈر صاحبان کا ذاتی ہے، اگر بلوچستان کا ہے تو اس پر بھی بیٹھا جائے، اگر لیڈران صاحبان کا ہے تو اس پر بھی بیٹھا جائے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری، میں آپ سے ایک منٹ لوں گا۔ اس point پر بیٹھ کر یہ دیکھیں کہ قصور کس کا ہے، اگر اس میں مرکز کا قصور ہے، مرکز کو کہا جائے، اگر اس میں لیڈر صاحبان کا قصور ہے تو مسئلے کا حل نکالیں۔ جناب والا! اگر اس طرح باتوں کو چھوڑا گیا، صرف propaganda کے ذریعے باتوں کو آگے لے جایا گیا تو میرے خیال میں یہ معاملات اور بڑھتے رہیں گے ۔ میں اپنے اچھے، پڑھے لکھے سینیٹرز صاحبان کو دیکھ رہا ہوں کہ یہاں دھمکیاں مل رہی ہیں۔ ڈاکٹر مالک صاحب نے کہا تھا کہ جی ابھی وقت ہے، اس کا کیا مطلب ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے لفظوں میں وہ پاکستان توڑنا چاہتا ہے۔ جناب والا! اس نے ہمارے ساتھ ادھر پاکستان کی سالمیت کا حلف لیا تھا اور وہ اس حلف کی پاسداری کریں اور ادھر دھمکیاں نہ دیں۔ اگر اس نے پاکستان کے خلاف کام کرنا ہے، پاکستان توڑنا ہے تو مہربانی کرکے، وہ موجود نہیں

ہے اگر ہوتا تو میں اس کے سامنے بہت زیادہ بات کرتا' یہ seat چھوڑ دے' اس ایوان کو چھوڑ دے' جائے' وہاں پہاڑوں پر بیٹھے پھر بات کرے کہ کیا ہوتا ہے۔ جناب والا! ہمارے زمیندار اور دوسرے لوگوں نے ہمیں ایک request بھیجی ہے' ہم آپ کے توسط سے اپنے وزراء صاحبان کو یا جو حکومتی اعلیٰ عہدیدار ہیں' ان کو یہ request کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے جو بھی بااختیار ہیں' داخلہ ہے' خارجہ ہے' ہمیں پتا نہیں ہے' Levis کو فعال کیا جائے' towers پر بم دھماکے ہو رہے ہیں' levis کو چھوڑا جائے تاکہ وہ وہاں round لگا سکیں' ان دہشت گردوں کے خلاف کچھ کر سکیں۔ Levies کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں! آپ سے آدھا منٹ اور لوں گا' لوگوں نے مجھ سے کہا تو میں نے کہا کہ جو وزیر صاحبان ہیں ہمیں ان کے نزدیک پھٹکنے کا موقع تو نہیں ملتا' اگر ہم غلطی سے ان سے ہاتھ بھی ملا لیں تو وہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنا ہاتھ ٹشو سے صاف کریں' میرا ان سے اتنا واسطہ بھی نہیں ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جن سے بھی ملتا ہوں وہ اپنا موڈ تھوڑا سا آف کر لیتے ہیں تو موڈ آف کرنے والے سے تو ہم ویسے ہی اپنی شرم کی وجہ سے دور ہٹ جاتے ہیں۔ جناب والا! آپ کے توسط سے میں ان سے request کروں گا کہ خدارا! بلوچستان کے ان مسائل کو جو عوامی مسئلے ہیں' بلوچستان کے لیڈروں کے مسئلے الگ ہیں' وہ Federal Government جانے' وہ جانیں' کس طرح اپنے مسئلے حل کریں گے' تو ان باتوں کے ساتھ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے اور ساتھیوں نے مجھے برداشت کیا۔ پاکستان زندہ باد۔ بلوچستان سبز باد۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، پروفیسر خورشید احمد۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! وزیرستان اور بلوچستان کے مسئلے پر ایوان کے دونوں حصوں میں بڑی سیر حاصل بحث ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں خصوصاً مولانا گل نصیب صاحب' شاہد بگٹی صاحب' مولانا محمد صالح صاحب اور اسفند یار صاحب کی طرف سے جو باتیں آئی ہیں' ان سے بڑی حد تک مسئلے کے سارے پہلو واضح ہو گئے ہیں۔ بلاشبہ اس بحث میں بہت سی ایسی باتیں بھی کہی

گئی ہیں جو میری نگاہ میں نہ صرف غلط بلکہ irrelevant بھی ہیں لیکن میں اس وقت ان کا تعاقب نہیں کروں گا بلکہ آپ کی اجازت سے چاہوں گا کہ نہایت اختصار کے ساتھ جو بنیادی مسائل ہیں ان کی تنقیض کروں اور اس کے حل کا کیا راستہ ہے' اس کی نشاندہی کروں۔

پہلی بات یہ ہے کہ وزیرستان اور بلوچستان کا مسئلہ اس حد تک تو قدر مشترک رکھتا ہے کہ دونوں جگہ حکومت اور دوسری پارٹی کی طرف سے قوت استعمال کی جا رہی ہے اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ تشدد کے ذریعے یا محض طاقت کے استعمال کے ذریعے' خواہ وہ سرکاری سطح پر ہو یا عوامی سطح پر ہو' مسائل حل نہیں ہو سکتے لیکن اپنی نوعیت کے اعتبار سے دونوں مسائل بڑے الگ' الگ ہیں' اس لیے وزیرستان کے بارے میں صرف اتنی بات کہوں گا کہ اس علاقے کی اپنی روایات' اپنی تاریخ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ پاکستان بننے سے ایک سال پہلے تک وہ علاقہ ہر اعتبار سے امن و آشتی کا نمونہ تھا اور پاکستان کے تحفظ اور پشتہ بانی کا کام انجام دے رہا تھا۔ ہم نے کچھ بیرونی مطالبات اور pressures پر ایسی کارروائیاں کیں جو ناحق اور وہاں کی روایات اور طریقوں سے ہٹی ہوئی ہیں جس کے نتیجے کے طور پر ایک آگ سی لگ گئی ہے۔ میں ایک بار پھر یہ کہتا ہوں کہ قوت کا استعمال' راکٹ' ہیلی کاپٹر کا استعمال فوج یا حکومت کی طرف سے یا قبائل اور وہاں کے مختلف لوگوں کی طرف سے' دونوں غلط ہیں' دونوں کو روکنا چاہیے۔ ماضی میں understanding کی بنیاد پر امن تھا' آج امن نہیں ہے' اس لیے کہ اب انتقام کی آگ سلگ رہی ہے اور جیسا کہ میرے کچھ ساتھیوں نے کہا' مجھے ڈر ہے کہ یہ آگ پھیل رہی ہے' ابھی کل جو ڈیرہ اسمعیل خان میں واقعہ ہوا ہے' اللہ نہ کرے کہ یہ آگے بڑھے' اس لیے خدا کے لیے اسے اہمیت دیجیے اور اس کا حل نکالیے۔

میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی خارجہ پالیسی کی خامیوں اور کمزوریوں کی بناء پر' ہم نے دوستوں کو دشمن بنا لیا ہے اور ہم اس صورتحال کو پیدا کرنے کے خود ذمہ دار ہیں۔ آج دینی مدارس' مساجد کو ہدف بنایا جا رہا ہے' میران شاہ کا علاقہ ایک قسم کا قبرستان بن گیا ہے' وہاں سے آبادی منتقل ہو گئی ہے اور یہی کیفیت اور جگہوں پر بھی پھیل رہی ہے' یہ صورتحال تباہ کن ہے اور اس کے فوری تدارک کی ضرورت ہے ۔

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ مجلس عمل کی قیادت ' وہاں کے ممبران قومی اسمبلی اور سینیٹرز نے

برملا یہ بات کہی ہے کہ آئیے سب مل کر اس مسئلے کو حل کریں۔ جرگہ، مشاورت، باہمی تعاون اور دونوں طرف سے قوت کے استعمال کو ختم کرنا ہی مسئلے کا حل ہے۔ میں اس تجویز کی تائید کرتا ہوں۔ گو بلوچستان کی کمیٹی کا تجربہ پوری طرح کامیاب نہیں ہوا لیکن میں یہ کہنے میں کوئی reservation محسوس نہیں کرتا کہ پارلیمانی کمیٹی کی حد تک اس نے اپنا فرض ادا کیا ہے، وہ نشستند و گفتند والا معاملہ نہیں تھا، اس نے ایک واضح حل دیا ہے۔ وزیرستان کے لیے بھی یہی راستہ اختیار کرنا چاہیے اس اضافے کے ساتھ کہ پارلیمانی کمیٹی متفقہ طور پر جو بھی تجاویز پیش کرے ان کے نفاذ کا انتظام ہونا چاہیے، monitoring ہونی چاہیے اور پارلیمنٹ کے سامنے اس کی رپورٹ آنی چاہیے۔

جناب والا! بلوچستان کے بارے میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں، ضمناً میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جس طرح وہاں پر فوج اپنی قوت کو استعمال کر رہی ہے international law میں اس سے بڑے serious مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ rights of aliens, rights of refugees, rights of asylum seekers یہ تینوں international law کا حصہ ہیں اور ہماری حکومت جو کچھ وہاں کر رہی ہے اس [illegible] ان سب کی violation ہے۔

بلوچستان کے سلسلے میں، میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک میں نے تجزیہ کیا ہے بلوچستان کے مسائل کو چھ نکات پر base کیا جا سکتا ہے۔ پہلا مسئلہ ہے وہاں کے سیاسی حقوق میں participation فیصلے میں شراکت کا حق اور صوبائی خودمختاری، ان کے بغیر میری نگاہ میں بلوچستان کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ دوسرا مسئلہ صوبے کے معاشی وسائل، معدنی وسائل پر صوبے کے لوگوں کا حق، اختیار اور ان کی sharing ہے، یہ بہت ضروری ہے۔ محرومی کا احساس جو وہاں ہے وہ اور صوبوں میں بھی ہے۔ یہ مسئلہ ہر جگہ ہے، تیسرا issue صوبے کی غربت، زبوں حالی اور خاص طور سے تعلیم، صحت اور روزگار، ان تینوں میدانوں میں ان کا پیچھے رہنا ہے۔ چوتھا مسئلہ ہے وہاں فوجی چھاؤنیاں، ایف سی، رینجرز، کوسٹل گارڈز اور ان کا کردار، اس مسئلے کے بارے میں بھی کمیٹی نے واضح ہدایات دی ہیں۔ یہ چوتھا مسئلہ ہے جس کو حل کیے بغیر میں سمجھتا ہوں کہ وہاں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ پانچواں مسئلہ وہاں پولیس اور لیویز کے تعلق کا ہے۔ یہ وہاں کا مخصوص مسئلہ ہے۔ 95% وہاں امن و امان کی ذمہ داری لیوی پر تھی اور ان کا کردار، performance, cost بہت بہتر تھی، جہاں جہاں پولیس کی encroachment ہوئی ہے وہاں

crime بڑھا ہے law and order کی صورتحال خراب ہوئی ہے اور ایک خاص گروپ ہے جو اسے آگے بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کی جو روایات ہیں، جو تاریخی ادارے ہیں جن پر ان لوگوں کا اعتماد ہے اور لوگ اس میں participate کرتے ہیں، وہ locals ہیں۔ چھٹا مسئلہ جو سب سے زیادہ نازک ہے لیکن ہمیں اسے face کرنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ وہاں آبادی کی composition change ہو رہی ہے۔ اس کے بارے میں شدید خدشات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ آئندہ جو بھی وہاں کی political composition ہوگی وہ آبادی کو reflect کرے گی تو اس بنا پر ہمیں وہاں کے حالات کی مناسبت سے اس مسئلے پر بھی غور کرنا چاہیے۔ جب تک یہ چھ مسائل وہاں حل نہیں ہوتے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کا مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا۔

اب کیا کرنا ہے، کرنے کے بارے میں میری پہلی تجویز یہ ہے کہ سب سے پہلی چیز قوت کے استعمال کو ترک کرنا ہے۔ بلوچستان کمیٹی کا قیام اسی اصول پر ہوا تھا کہ مسئلے کا حل سیاسی ہے، سیاسی عمل کے ذریعے ہے اور وہ تمام stake holders خواہ ان کا تعلق اس علاقے سے ہو یا ملک کے دوسرے حصے سے ہو، ان کو شریک ہونا چاہیے اور افہام وتفہیم سے اور باہم مشاورت سے ہی مسئلے کا حل نکل سکتا ہے۔ اس لیے قوت کے استعمال سے اجتناب ہو اور یہ دعوے کہ حکومت کی writ ہم قائم کرکے رہیں گے، میری نگاہ میں یہ arrogance ہے، یہ سب سے بڑی غلطی ہے۔ یاد رکھیے کہ حکومت کی writ فوجی قوت کے استعمال سے نہیں قائم ہوتی، وہ قائم ہوتی ہے انصاف سے، وہ قائم ہوتی ہے مشاورت سے، وہ قائم ہوتی ہے حقوق کی پاسداری سے، وہ قائم ہوتی ہے سب کو ساتھ لے کر چلنے سے، وہ قائم ہوتی ہے process of governance کو بڑھانے سے۔ ٹھیک ہے اس میں پولیس اور فوج کا بھی ایک مرحلے پر ایک کردار ہے لیکن جس طرح آپ قوت کے ذریعے چاہ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ حل ہوجائے تو یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا، یہ بڑھتا جائے گا۔ یہی ماضی کا تجربہ ہے، یہی تاریخ کا سبق ہے۔ خدا کے لیے آنکھیں کھولیے اور یہ پہلا قدم ہے۔

دوسرا اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ باہمی اعتماد کو بحال کرنے کے لیے کچھ ضروری اقدام کیے جائیں۔ جس طرح لوگ گھروں کو چھوڑنے پر مجبور ہوگئے ہیں، جس طرح آپ

دے رہے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر ایک راکٹ کہیں سے پھینکا گیا ہے collective punishment تو وہ غلط ہے اور اس راکٹ کا وہاں پہنچنا، آپ کی ساری intelligence اور آپ کی ساری administration پر ایک vote of no confidence ہے لیکن اس بنا پر کہ ایک علاقے سے راکٹ پھینکا گیا ہے تو اس پورے گاؤں کو تباہ کر دیں آپ، یہ اسلام کے خلاف ہے، یہ انسانیت کے خلاف ہے، یہ international law کے خلاف ہے، یہ پاکستان کے دستور کے خلاف ہے۔ مجرم کو جرم کے تعین کے بعد سزا دینا آپ کا فرض ہے۔ صرف حق ہی نہیں بلکہ فرض ہے لیکن مجرم کے تعین کے بغیر ہر کسی کو نشانہ بنانا یہ صریح ظلم ہے، یہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اعتماد سازی کا کام بہت ضروری ہے اور اس کے لیے آپ نے جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان کو چھوڑنا ہوگا، جو لوگ چلے گئے ہیں ان کو واپس لانا ہوگا۔ اس کے لیے وہاں کا جو روایتی طریقہ ہے، جرگہ، اسے invoke کیا جائے۔ ساری political parties شریک ہونے کے لیے تیار ہیں لیکن اعتماد سازی کا اقدام کیے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ as a first point بلوچستان کے سلسلے میں بلوچستان کمیٹی نے جو سفارشات دی ہیں اور جو ہماری متفقہ سفارشات ہیں، حکومت ان کو ماننے سے انکار کر رہی ہے۔ حالانکہ حکومت کی پارٹی کے نمائندے اس میں شریک تھے، مشورے سے طے کیا گیا ہے اور وہ متفق علیہ ہے۔ میری نگاہ میں حکومت کا یہ رویہ نہایت غلط رویہ ہے۔ حکومت کو ان کو من وعن تسلیم کرنا چاہیے اور آپ کم از کم اس حد تک کام کا آغاز کردیں۔ میری نگاہ میں یہ بڑا خوش آئند آغاز ہوگا۔ اس کے لیے کمیٹی کو دوبارہ بلائیے، وزیراعظم خود اس میں آئیں اور وہ اعلان کریں اور اس کے بعد پھر ایک ایک چیز پر وقت کے تعین کے ساتھ عمل کریں۔ ورنہ ماضی میں جس طریقے سے چیزیں معلق رہی ہیں، آئندہ بھی اسی طریقے سے معلق رہیں گی۔

چوتھی چیز یہ ہے کہ دستوری ترامیم لازمی ہیں۔ اس میں ضروری چیز یہ ہے کہ ایک time frame لیجیے اور اب Concurrent List کا موجود رہنا میری نگاہ میں obsolete ہے۔ Concurrent List کے تمام اختیارات صوبوں کو فوراً جانے چاہییں البتہ جو Federal List ہے، اس پر review کرنے کی ضرورت ہے کہ ان میں سے کن چیزوں کو منتقل کیا جائے اور کن چیزوں کو Concurrent List میں رکھا جا سکتا ہے اگلے پانچ سال کے لیے۔ یہ دستوری ترامیم

میری نگاہ میں بہت ضروری ہیں۔

نتیجتاً میں کہوں گا کہ پہلی چیز immediate cease-fire, قوت کے استعمال سے اجتناب اور دونوں طرف سے قوت کے استعمال کو ختم کرنا۔ دوسری چیز CBMs. تیسری چیز جو متفقہ تجاویز ہیں ان پر فوری عمل اور آئندہ کے لیے مشاورت کے ذریعے نئے مسائل، نئی چیزوں کا حل نکالنا اور چوتھی چیز دستوری ترامیم، ان کو بھی التوا میں نہ ڈالا جائے بلکہ اس کام کو غیر معمولی اہمیت دے کر اگلے دو، تین مہینوں میں سر جوڑ کر بیٹھیے اور اسے کر ڈالیے تب یہ مسائل حل ہوں گے۔

آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ قوت کا استعمال کرنے والوں نے ایک دعویٰ یہ بھی کیا ہے کہ ایک مہینے میں مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس قسم کی باتیں پچھلے دو سال سے کہی جا رہی ہیں۔ یہ کہنا آگ پر تیل ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے۔ خدا کے لیے اپنی زبانوں کو لگام دیجیے اور ہوش کے ناخن لے کر وہ راستہ اختیار کیجیے، جس سے ہم ملک کو اس crisis سے نکال سکیں۔ یہ ملک ہمارا ہے، اسے بچانا، اسے ترقی دینا، اس کی ضروریات پوری کرنا ہماری ذمہ داری ہے، ہماری ہی نہیں بلکہ ہماری آنے والی نسلوں کے ساتھ، ہماری اس رواداری، افہام وتفہیم اور مل کر کام کرنے پر ہے۔ اس کے علاوہ جو راستہ آپ اختیار کریں گے وہ خسارے کا راستہ ہے۔ خدا کے لیے اس سے اجتناب کیجیے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Mr. Raza Rabbani.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! پریس کا walkout ہوا ہے۔ وزیر داخلہ صاحب یہاں پر موجود ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سیشن کی ابتدا میں رشید چنا کے سلسلے میں پریس نے واک walkout کیا تھا جن کو ایک صوبائی وزیر نے صوبہ سندھ میں manhandle کیا تھا۔ اس وقت جب آغا صاحب واپس تشریف لائے تھے تو انہوں نے یہ کہا تھا اور یہ بات وزیر داخلہ صاحب تک بھی پہنچائی تھی اور وزیر داخلہ صاحب نے کہا تھا کہ انکوائری کے بعد اگر وزیر بھی ملوث پایا گیا تو ایف آئی آر کاٹی جائے گی۔ ابھی تک اس سلسلے میں کچھ نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی رپورٹ سامنے آئی ہے۔ لہذا پریس نے اس سلسلے میں walk out کیا ہے۔ آپ کے توسط سے میں

وزیر داخلہ سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلے پر اگر ان کے پاس کوئی معلومات ہیں تو وہ ابھی ہاؤس میں بتا دیں اور اگر نہیں ہیں تو آج دوسرے سیشن تک وہ معلومات حاصل کر کے پریس کو بتائیں۔ آپ آغا صاحب کو بھیج دیں کہ وہ جا کر پریس سے بات کریں۔

جناب چیئرمین، شیر پاؤ صاحب any update on that.

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ (وزیر برائے داخلہ)، میں نے یہاں پر یہ بات کہی تھی کہ ہم رپورٹ منگوائیں گے اور اس کی روشنی میں اقدامات لیں گے۔ رپورٹ ابھی پہنچی نہیں ہے۔ جیسے ہی رپورٹ پہنچے گی میں نے جو وعدہ کیا تھا اس کے اوپر ہم عمل کریں گے۔ We
have asked the provincial government, to send us report on this اور جیسے ہی
وہ آئے گا اور if we feel کہ اس میں کوئی تفصیل انہوں نے نہیں دی ہے اگر e can send
someone else and do an independent enquiry in that case اس کی تہہ تک پہنچنے
کے لیے۔ After all ایک وزیر ہے تو اگر ہم یہاں سے کہیں کہ اس کے خلاف ایف آئی آر درج
کریں تو Let us have some logical evidence against him. اس لیے
they should give some time. So that we can see the evidence and then take action accordingly.

Senator Mian Raza Rabbani : Sir, through you, I would request the honourable Interior Minister that it has become a habit of Provincial Governments and particularly of the Government of Sindh to trap, particularly when their own people are involved. Since in all probability the Senate would be prorogued today that opportunity would be lost, No. 1. No. 2, according to the schedule that has been given to us now the Senate would reconvene sometime in May. So, it would be a lost stroy by then. Through you I would most humbly request the honourable Interior Minister to kindly ask the staff to expedite and if possible make a

statement in the evening session so that before the House is prorogued, we are aware of it and the press is also aware as to what the exact position is. If this assurance comes from the Interior Minister that he will make efforts to try and make a statement in the afternoon session.

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: Mr. Chairman, It is to be fair to give my views in the evening, I do not think that, let us not try this up with the Senate session today. If it is being prorogued that does not mean that we will not take action. That I assure you and it is a matter of public concern and specially when a journalist is involved that makes it more incumbent on us, if he has been wrong , we will definitely take action and we will not wait till the next session is convened and I didn't say that I am going to produce the report in the House. I said, I will get the report and take appropriate action. It may take one day or two days whatever, I can't say but I will definitely ask the Sindh Government again today as to whether they had sent the report or not. Is it on the way or whatever and ask them to expedite it and if I am satisfied with the report, well and good otherwise, as I said, we will do an independent enquiry so that we can, at least, see all the facts and then take action.

Mr. Chairman: I think, we will follow to the Minister who has given the undertaking.

Senator Mian Raza Rabbani: We welcome the fact that the Interior Minister that day and again has reiterated today If he finds it appropriate, he wouldn't hesitate in asking for an FIR to be registered I

would also appreciate the fact that he has said that he would also have an independent enquiry conducted from there.

I think if you could kindly request someone from the Treasury benches to go to the press gallery so that they could talk to the press and satisfy them and inform them of what the statement of the Interior Minister is.

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: Just to make a little bit of correction, I said that if needed we will hold an independent enquiry. If they say that yes that he has done this, well in good and if need be, we will hold an enquiry.

Mr. Chairman: You assured the House that you will look into the matter.

جمالی صاحب! اگر آپ مہربانی کر کے خود جاکے convey کریں اور ہمارے ساتھیوں کو لائیں۔.Mr. Raza Rabbani

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایک بار پھر بلوچستان کے مسئلے پر بات کرنے کی اجازت دی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں مختلف اوقات میں بڑی تفصیلی .بحث بلوچستان .اور بلوچستان کے حالات اور ان اسباب پر ہوئی جن کی وجہ سے بلوچستان کا مسئلہ پیدا ہوا ہے' اور اس کے ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بات اب کھل کے اور بڑے واضح طور پر ہم سب کے سامنے ہے کہ بلوچستان کا مسئلہ ایک سیاسی مسئلہ ہے اور اس کا حل بھی سیاسی طریقے سے ہی نکل سکتا ہے اور تاریخ ہمیں یہ بات بتاتی ہے کہ جب بھی ریاستی جبر اور ریاستی قوت کو سیاسی مسئلوں کے حل کے لیے استعمال کیا ہے تو وہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوا ہے اور اس کا حل سامنے نہیں آیا۔

آج چونکہ وقت بھی کافی ہو رہا ہے۔ ہم نے اس مسئلے کو اس sitting کے اندر wind

up بھی کرنا ہے کیونکہ اگلی sitting میں دوسرا issue take up کرنا ہے اس لیے اس موقع پر میں ان تمام details میں نہیں جاؤں گا جو بارہا اس floor سے ہم کہہ چکے ہیں یا مجھ سے پہلے میرے colleagues اس مسئلے پر بات کر چکے ہیں اور نہ ہی میں ان تمام details میں جاؤں گا جو اس وقت operation کے نتیجے میں مرتب ہو رہی ہیں اور جس طریقے سے آئین میں دیے گئے Human Rights کی violations بلوچستان کے اندر ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر آپ کی توجہ اور آپ کے ذریعے سے اس ہاؤس کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو میں نے تھوڑی دیر پہلے اپنی پہلی intervention میں کی تھی اور اگر میں اس بات کو assume کر لوں کہ موجودہ حکومت بلوچستان کے مسئلے کا ایک سیاسی حل چاہتی ہے تو پھر ایک بڑا بنیادی سوال سامنے آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ پھر وہ کونسے ایسے ہاتھ ہیں یا وہ کونسی ایسی forces ہیں جو بلوچستان کے سیاسی حل کی طرف جانے سے پیش رفت کو روک رہی ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس ہاتھ کو اور ان forces کو identify کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو پھر یہ across the floor جو accusations اور counter accusations ہیں وہ ختم ہو جائیں گی اور پھر ہم شاید مشترکہ طور پر ان forces کے خلاف جدوجہد کر پائیں گے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر آپ کی توجہ ایک statement کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ کس طرح بلوچستان کے مسئلے کو اپنے سیاسی مقاصد اور اپنے سیاسی agenda کو آگے بڑھانے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور وہ جناب چیئرمین! کل پاکستان کے تمام اخبارات میں شائع ہوئی ہیں اور اس کی آج دن تک کوئی تردید نہیں ہوئی، ایک PML (Q) statement کے Prsident کے نام سے منسوب کی گئی اور اس میں یہ کہا گیا کہ بلوچستان اور وانا کی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ عین ممکن ہے کہ آئندہ کسی تاریخ کو اس ملک میں emergency نافذ ہو اور وہ emergency اس لیے نافذ ہو گی تاکہ elections کو ایک سال کے لیے التواء میں ڈالا جا سکے۔ یہ statement جناب چیئرمین! کل کے اخبارات میں چھپی ہے اور جب ہم آئین کی طرف رخ کرتے ہیں تو ہمیں یہ بات سامنے نظر آتی ہے کہ Article 232 کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے اور Article 232 میں جو emergency declare

ہوتی ہے، وہ Article 234 کے برعکس ہے، جس میں صوبائی گورنر یا صوبائی حکومت درخواست کرتی ہے declaration of emergency کے لیے، Article 232 میں discretion صدر کی ہے کہ وہ ملک میں emergency نافذ کرے۔ کیونکہ Article 232 کے تحت اگر emergency لگے گی تو اسی صورت کے تحت پھر پارلیمان کے پاس اس بات کا جواز ہو گا کہ وہ اپنی مدت کو resolution کے ذریعے ایک سال کے لیے بڑھا سکے۔ لہذا یہ malafide intent کھل کر سامنے آ جاتا ہے کہ آج کے دن تک صوبہ بلوچستان میں کوئی ایسے حالات موجود نہیں، جو emergency کے نفاذ کو warrant کریں لیکن کیونکہ آگے ایک political agenda کو تکمیل تک پہنچانا ہے، لہذا صوبے میں ایک صورت حال پیدا کی جا رہی ہے تاکہ اس end objective کو پورا کیا جا سکے۔

لہذا جناب چیئرمین! جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں کہ emergency کا نفاذ Article 232 کے تحت، جس میں provincial autonomy کا concept آتا ہے کہ صوبائی حکومت یا صوبائی گورنر کی آراء کو چھوڑتے ہوئے صدر خود emergency نافذ کر دے، تو پھر ہم کون سی provincial autonomy کی بات کر رہے ہیں، پھر ہم کون سی کمیٹی کی بات کر رہے ہیں؟ پارلیمان کی، وسیم سجاد صاحب کی سربراہی میں کہ وہ اپنی سفارشات مرتب کریں۔ جب ہم ایک صوبے کے اندر ایسے حالات پیدا کرتے ہیں تاکہ hidden political agenda پورا کیا جا سکے تو بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے لیکن اس بات کو بھی side پر رکھتے ہوئے جناب چیئرمین! میں اس بات کو link کر رہا ہوں ان hidden hands سے کیونکہ مجھے شک نہیں، مشاہد حسین سید اور چوہدری شجاعت حسین کی ان efforts پر جو انہوں نے بلوچستان کے لیے ایک political settlement کے لیے کیں لیکن بات پھر وہی سامنے آتی ہے کہ پرائم منسٹر نے ایک کمیٹی بنائی جو صدر تھے پاکستان مسلم لیگ (Q) کے، سفارشات مرتب کیں اس کمیٹی نے جس کے سربراہ رولنگ پارٹی کے سیکرٹری جنرل تھے اور ان implement recommendatios کو وفاق کے اندر PML(Q) کی حکومت نے کرنا تھا جس کا پرائم منسٹر تھا اور صوبے کے اندر PML(Q) اور alliance کی حکومت نے implement کرنا تھا لیکن پھر بھی وہ سفارشات جو ہیں جناب چیئرمین! وہ implement نہیں ہوئی ہیں تو یقیناً کوئی نہ کوئی ایسی force ہے، کوئی نہ کوئی ایسا

ہاتھ ہے جو ان سے بالاتر ہے اور اپنا ایجنڈا dictate کرواتا ہے اور اپنے ایجنڈے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی بات کرتا ہے اور اس میں PML(Q) کو politically آگے پیچھے کیا جاتا ہے ۔ جناب چیئرمین! بہت کہا گیا کہ جی بلوچستان کا issue ہے اور اس وقت بلوچستان میں جو صورت حال ہے اس میں foreign hands involved ہیں لیکن آج دن تک کوئی ایسی evidence کوئی ایسا ثبوت، کوئی ایسی بات نہیں کی گئی یا سامنے نہیں لائی گئی جس سے یہ بات سامنے آ جائے کہ جناب! یہ concrete evidence ہے کہ بلوچستان کے issue میں یہ ہاتھ ملوث ہے ۔ جناب چیئرمین! اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ بلوچستان کا issue اور اس کے ساتھ وانا کا issue اوربالخصوص بلوچستان کا issue وفاق کے اوپر نہایت سنگین اور گہرے بادل لے کر آ رہا ہے اور وفاق کے اوپر خطرات منڈلا رہے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت اس بات میں sincere ہے کہ بلوچستان کے political issue کو سیاسی طریقے سے حل کیا جائے تو جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میں چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس میں کسی قسم کی کوئی apprehension نہیں ہونی چاہیے ۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کے مسئلے کی سنگینی کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت مناسب ہوگا کہ پارلیمان کا ایک مشترکہ سپیشل اجلاس بلایا جائے ۔ سترہویں ترمیم کے تحت پارلیمان کے مشترکہ اجلاسوں کو ختم کر دیا گیاہے ۔ ایک sitting of parliament بلوچستان کے مسئلے کے اوپر فوری طور پر بلائی چاہیے اور یہ joint sitting of Parliament کا جو ایجنڈا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہایت clear ایجنڈا ہونا چاہیےکیونکہ اگر صرف وہاں پر تقاریر ہی ہونی ہیں تو جناب چیئرمین! پھر Joint Sitting کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اگر حکومت سمجھتی ہے کہ یہ sensitive ہے تو یہ sitting in camera بھی ہوسکتی ہے ۔ لیکن Mr. Chairman, agenda should be:

a) To lay evidence of foreign involvement in the Province of Balochistan;

b) To explain the causes of the failure of-

i) Implementation of the Mushahid Committee when the Provincial and the Federal Governments belong to the PML(Q);

ii) To state the quantum of provincial autonomy that the PML(Q) is willing to concede;

c) To identify the hands and forces that are blocking the implementation of the recommendations of the Parliamentary Committee and to bring them before the Bar of Parliament.

d) To provide details of those arrested, detained and kidnapped or missing in the rovince since the start of the operation.

e) To explain the causes of the breakdown and failure of the political dialogue with the political forces in the province.

f) To restart the political dialogue with the political forces in the Province after the following CBMs have been put into effect.

i) And the most foremost the halt of the operation in the province.

ii) The release of all those arrested during these days.

iii) The creation of conditions, conducive for those people who have left their homes and earths and villages and either left the Province or have taken to the heels so that a conducive atmosphere can pervail in the province whereby a political dialogue can be initiated, maintained and taken to a logical successful conclusion.

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ minimum agenda ہے جو حکومت کو اپنانا چاہیے اگر وہ بلوچستان کا سیاسی حل چاہتی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، محترمہ کلثوم پروین --- ایک سیکنڈ۔ ہراج صاحب کو پہلے بولنے

دیں - جی ہراج صاحب -

Mr. Muhammad Raza Hayat Hiraj: Honourable Chairman sir, I intend to bringing the notice of this House

کہ ہماری journalists کے ساتھ discussion ہوئی اور the journalists were very satisfied with the statement and commitment given by the honourable Minister for Interior اور ان کا جو walk out تھا اس میں کچھ اور issues بھی تھے one relating to a Journalist of "Dawn" Mr. Rashid Channah in Karachi. So I have informed the honourable Minister for Interior and he will certainly look into it. جناب ! دو issues تھے egarding one in AJK the "Nawa-e- Waqt" کے journalist نعیم چوہدری صاحب اور second was few journalists were taken by the Committee against the Bhasha Dam اور ان کے ساتھ وہاں پر کوئی زیادتی ہوئی تھی تو

I had given a commitment to them that I will talk to Mr. Faisal Saleh Hayat, honourable Minister for Kashmir and Northern Areas and he would look into the matter. So on this promise they decided to withdraw from walk out and they have come back. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you, it is appreciated. Mrs Kulsoom Perveen.

سینیٹر کلثوم پروین، شکریہ جناب چیئرمین! آج دوبارہ بلوچستان کا issue اس ایوان میں زیر بحث ہے اور میرے خیال میں اگر سینیٹ کے record کو اٹھا کر دیکھا جائے تو یہاں سب سے زیادہ بلوچستان زیر بحث رہا ہے۔ اس کی وجہ بلوچستان کے وہ مسائل ہیں جنہیں اب تک حل ہو جانا چاہیئے تھا۔ آج وزیرستان اور بلوچستان دونوں زیر بحث ہیں مگر بلوچستان ایک political issue ہے اور وزیرستان کا اندرونی معاملہ ہے جہاں شاید کچھ ایسے عناصر ہیں جن کی

وجہ سے کوئی ایسی position بن گئی ہے جس کے لیے گورنمنٹ کو وہاں take up کرنا پڑا ہے، مگر بلوچستان کیوں کہ میرا اپنا صوبہ ہے، میں اس کے مسئلے و مسائل سے بہت اچھی طرح واقف ہوں۔ جناب ! اسی ہاؤس میں بیٹھ کر ہماری پارٹی کے صدر جناب چوہدری شجاعت صاحب نے بلوچستان کے مسائل پر ایک کمیٹی تشکیل دی جس کی پھر sub-committee بنی، ایک کو مشاہد حسین صاحب head کر رہے تھے اور دوسری کو وسیم سجاد صاحب۔ سید مشاہد حسین صاحب نے بڑے اخلاص سے اس کمیٹی میں کام کیا، وہ خود ڈیرہ بگٹی، گوادر، کوئٹہ اور تربت تشریف لے گئے اور جتنے بھی وہاں کے political لوگ تھے، جتنے سردار تھے، جتنے خان تھے، ان کے ساتھ انہوں نے ہر قسم کی بحث کی اور ہر قسم کا نتیجہ اخذ کیا ۔ شاید میں یہ سمجھتی ہوں کہ کچھ issues ایسے تھے جن میں کچھ parties کی طرف سے اختلاف پایا گیا۔

جناب! میرے خیال میں اسفند ولی یار صاحب کی اس بات میں وزن ہے کہ اگر ہم کو نوشہرہ تک کا کوئی ٹکٹ مل جائے تو آگے پشاور ہم جا سکتے ہیں یعنی stand لینے کے لیے اگر ہمیں کوئی جگہ مل جائے تو پھر آگے مسئلے مسائل حل ہوتے رہیں گے۔ ضروری نہیں ہے کہ اس کمیٹی کے ذریعے ہم کوئی ایسا issue نہ چھوڑیں جو کہ حل نہ ہو سکے۔ جناب چیئرمین! یہ پارلیمان کا ایک بالا ادارہ ہے اور اس ادارے میں اور اس ادارے کی respect کے حوالے سے یہاں جو کمیٹی بنی تھی اس کا implement ہونا بہت ضروری ہے۔ جناب! میں نہیں سمجھتی کہ بلوچستان کے عوام یا بلوچستان کے لوگ جن سے بہت سی اقوام وابستہ ہیں وہ اپنے مسائل کا حل چاہتی تھیں۔ اگر چند لوگوں کی طرف سے ایسے issue آ رہے ہیں جو وہ نہیں چاہتے کہ یہ مسئلے حل ہوں تو ان کو بھی سامنے لایا جانا چاہیے کہ کون سے ایسے لوگ ہیں یا کون سے ان کے ایسے مطالبات ہیں جو کہ نہیں مانے جا سکتے ہیں یا وہ کون سی ایسی چیز ہے جس پر وہ compromise نہیں کر رہے ہیں۔

جناب! چوہدری صاحب خود ایک political ذہن کے مالک ہیں۔ وہ سیاسی بندے ہیں۔ انہوں نے بھی یہی چاہا کہ اس کمیٹی کے ذریعے بلوچستان کے issues حل ہوں۔ جناب! آج آپ کو ہاؤس میں اچھی روایت ملی ہو گی اور آپ نے تین سالوں کے بعد note کیا ہو گا کہ جس طرف سے بھی speech ہو، چاہے وہ شاہد بگٹی صاحب کی تھی، مندوخیل صاحب کی تھی یا ربانی

صاحب بولے یا یہاں سے کوئی بولا جناب! سب یہ چاہ رہے تھے کہ مثبت جواب ملے۔ شاہد بگٹی صاحب نے اپنی تقریر کے end میں no return کا لفظ استعمال کیا means کہ واپسی کے دروازے ابھی بند نہیں ہوئے، واپسی کے دروازے کھلے ہیں یعنی کہ ہم بات چیت کر سکتے ہیں، بات چیت ہو سکتی ہے۔۔

(اس موقع پر اذان کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین! یہاں ہمیں مذاکرات کو حل کرنے کے لیے ایک سطح ہموار کرنی چاہیے۔ ایسی جذباتی تقریریں یا ایسے جذباتی issues نہیں کھڑے کرنے چاہییں کہ جس سے کسی کی انا کو ٹھیس پہنچے۔ ہمیں یہ مان لینا چاہیے کہ بلوچستان میں محرومی ہے۔ اگر اس وقت بھی آپ بلوچستان کی حالت دیکھیں، میں ان تین ضلعوں کی بات نہیں کرتی، کوئٹہ سٹی، ڈیرہ مراد جمالی، جمالی صاحب کا علاقہ، جعفرآباد، ژوب، لورالائی، مسلم باغ، ہندو باغ یہ بڑے پُرامن ضلعے ہیں، مگر جناب! یہاں بھی پینے کا صاف پانی نہیں ہے، یہاں پر سکول اور کالج نہیں اور لوگوں کے پاس تعلیم نہیں ہے۔ مگر ہم دوسری طرف یہ دیکھتے ہیں کہ اگر ہم اپنے حقوق کے لیے اپنے حقوق کی جنگ کا یہ طریقہ اختیار کریں کہ ہم bomb blast کریں، ہم rocket launchers ماریں، ہم بے گناہ عوام کا قتل عام کریں تو پھر ہمارے علاقے میں ترقی کیسے آئے گی، ہم تو ترقی کے راستے خود ہی بند کر رہے ہیں۔

جناب والا! صدر محترم نے تقریباً 140 ارب کے قریب بلوچستان پر پیسہ خرچ کیا ہے، بے شک میں سمجھتی ہوں کہ 57 سالوں میں انہوں نے جس طریقے سے بلوچستان کی ترقی کے لیے خرچ کیا ہے پہلے کبھی نہیں ہوا مگر بلوچستان جو کہ پاکستان کا 43% ہے اس کے لیے یہ رقم کم ہے۔ صدر محترم خود اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر کوہلو تشریف لے گئے اور جس طریقے سے وہاں ان پر rocket launchers مارے گئے، FC کے جنرل، I.G اور D.I.G کو زخمی کیا گیا وہ بات بھی کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ کوہلو ایک چھوٹا سا ضلع ہے اس کو ڈیڑھ ارب روپے کا package دیا گیا اگر اس کو صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے تو یہ اس کا مستقبل بنانے کے لیے ایک بہت بڑا package ہے۔ جناب! یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ امن و امان قائم رکھے، یہ وہاں کے رہنے والوں لوگوں کی، وہاں سرداروں، نوابوں اور خانوں کی ذمہ داری بھی

ہے' وہ علاقے کے ذمہ دار لوگ ہیں اور جس علاقے میں کچھ ہوتا ہے وہ اس کے background پر جائیں کہ کون لوگ یہ کر رہے ہیں' جو افغانستان کا سبب بن رہا ہے یا انڈیا نے اپنے 22 کے قریب کونسل خانے افغانستان میں کھولے ہیں' کیا یہ وہ لوگ ہیں جو آ کر یہ کچھ کر رہے ہیں یا چندمعصوم اور غریب لوگوں کو خرید کر یہ کام کروا رہے ہیں۔ جناب! یقیناً یہ بھی ہو گا کیونکہ آپ نے دیکھا اس وقت دنیا میں انڈیا کو power دے کر ایک change لائی جا رہی ہے' مسلمانوں کے خلاف ایک جہاد کی قسم کا ماحول create کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمان degrade ہوں۔ جناب! آپ نے دیکھا کہ اس وقت ہم لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ توہین رسالت کرنے والوں کو کوئی سزا نہیں دی گئی بلکہ انہوں نے دوبارہ ایسی گندی حرکت کی۔ یہ مسلمانوں کے جذبات ابھارنے کے لیے ہیں' ابھی تو شاید میں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان میں کچھ لوگ کروا رہے ہوں' اس سے پہلے 2001 ۔ میں وہاں پر شیعہ سنی کے بے انتہا جھگڑے ہوئے' مسجدوں میں bomb blastکئے گئے' ایک دن میں 60,70 کے قریب شہید ہوئے' حالانکہ وہاں ہم بڑے اچھے طریقے سے رہ رہے ہیں' کبھی کسی نے سنی شیعہ والا مسئلہ نہیں چھیڑا۔ جناب والا! آپ عراق میں دیکھیں' آپ ان کی ایران کی طرف پیش قدمی دیکھیں' آپ افغانستان کی صورتحال دیکھیں' فلسطین دیکھیں' کشمیر دیکھیں' ان تمام جگہوں پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے' صرف ایک بلوچستان میں نہیں ہو رہا۔ ہمیں اس وقت سیکھنا چاہیے کہ مسلمان یہود اور نصاریٰ کے قبضے میں آئے ہوئے ہیں اور اپنی روش سے ہٹ گئے ہیں' وہ دینی روایات' وہ دینی تعلیم جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی' جن کے غلاموں کے ہم غلام ہیں' ہم نے وہ نہیں اپنائی۔ جناب! ان کے ہاتھوں میں black mail ہو رہے ہیں۔ جناب! میں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان میں چند لوگ ایسا کر رہے ہیں' کیوں کر رہے ہیں' ان کے پاس اتنے بڑے بڑے راکٹ لانچرز کہاں سے آئے اور یہ بھاری اسلحہ آیا' جناب! یہ دیا گیا ہے' ان تک پہنچایا گیاہے کہ اپنے لوگوں کے خلاف استعمال کرو' اپنے ہی گھر جلاؤ۔ جناب! مگر افسوس کی بات ہے کہ ہم جب بھی احتجاج کرتے ہیں' ہمارے احتجاج کا طریقہ ہی نرالا ہے' اگر ہم توہین رسالت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے احتجاج کرتے ہیں تو اس کے لئے ہم دکانیں جلانے کھڑے ہو جاتے ہیں' اس کے لیے ہم اپنے بچوں کی گاڑیاں جلانے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں' اس کے لیے ہم خواتین کے دوپٹے کھینچ کر' ان کو سڑکوں پر

بھاگنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ساری دنیا احتجاج کر رہی ہے، پوری world میں احتجاج ہو رہا ہے، کہیں یہ طریقہ کار نہیں اپنایا گیا ہے، ہمیں اپنے رویوں میں بھی، اپنی روش میں بھی، اپنے آپ میں بھی تبدیلی پیدا کرنی ہو گی۔

جناب! اب ایسا وقت آ چکا ہے کہ ہمیں صرف باتوں سے نہیں، ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھ کر، ایک دوسرے کے ساتھ باہم رضا مندی کے ساتھ ان تمام مسائل کو حل کرنا ہو گا۔ جناب! میں آپ کے توسط سے کہنا چاہوں گی، آپ اس House کے Chairman ہیں، آپ نے جس طریقے سے پچھلے tenure میں ہمیں بہت اچھے طریقے سے بلوچستان کے مسائل پر بولنے کا موقع دیا۔ جناب! اب اس پر عملدرآمد کا وقت ہے کہ اس House کی جو کمیٹی ہے، اس کی سفارشات پر پوری طرح implementation ہو، اس میں ہمیں آپ کی معاونت کی ضرورت ہے۔ یہاں پر جو تمام political leaders بیٹھے ہیں، اس طرف کی یا اس طرف کی بات نہیں ہے، یہ issue ہم سب کا ہے، بلوچستان ہمارا بھی گھر ہے، وزیرستان میں ہمارے بھی لوگ رہتے ہیں۔ جناب! اگر ہم ایک دوسرے کو الزام ہی دیتے رہے تو شاید ہم قیامت تک ان مسائل کو حل نہیں کر سکیں گے کیونکہ جو بڑے پیمانے پر سازشیں ہو رہی ہیں، India کو جو ایک power دی جا رہی ہے، جو ہمیشہ سے ہمارا دشمن رہا ہے، آج یہ سب کچھ ہمارے ہاں اس کے agents کر رہے ہیں، ان ایجنٹوں کو ہم لوگوں نے باہم ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر tackle نہ کیا تو جناب! یہ issues بلوچستان سے ہٹ کر خدا نہ کرے! خدا نہ کرے! سندھ اور پنجاب تک بھی پھیلتے چلے جائیں گے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب! O.K. جناب! میں سمجھتی ہوں کہ کوئی بلوچ، کوئی پٹھان، کوئی پنجابی ایسا نہیں ہے جو محب وطن نہ ہو جو اپنے دین اسلام سے محبت نہ رکھتا ہو، اپنے لوگوں سے محبت نہ کرتا ہو۔ مگر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایک دوسرے سے دست و گریباں کیوں ہیں، ہمیں تو اپنی یہ طاقت خود اکٹھی کرنی ہے اور اس وقت مسلمانوں کو اکٹھے ہونے کی ضرورت ہے۔ اس طاقت کو ایک جگہ پر کرنے کے لیے تاکہ ہم اس دشمن کا مقابلہ کر سکیں، جو ازل سے

ہمارا دشمن ہے، جب سے دنیا بنی ہے، جب سے اسلام معرض وجود میں آیا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے دشمن ہیں تو ہمیں بھی ان کے خلاف اکٹھا ہونا چاہیے، ہم اپنے لوگوں کے گھر کیوں جلا رہے ہیں، ہم اپنے لوگوں کو ختم کرنے کے درپے کیوں ہو گئے۔ جناب! یہ سب سوچنے والی باتیں ہیں۔ جناب! Government مائی باپ ہوتی ہے، ماں ہوتی ہے تو جب وہ ماں ہوتی ہے تو بہت سے بچوں کے قصور معاف بھی کر دیتی ہے، کچھ بچے شرارتی ہوتے ہیں، کچھ بچے فرمانبردار ہوتے ہیں، اگر بلوچستان کو ایک چھوٹا صوبہ ہونے کی وجہ سے حقوق نہیں مل رہے۔ جناب! میرا خیال ہے کہ جو اس کے حقوق ہیں، اسے ملنے چاہیں۔ میرے بھائی نے ابھی بات کی کہ گیس پشاور تک پہنچ گئی، بلوچستان سے دو قدم پر جناوڑک ہے، کیوں نہیں ملی، جناب! ملنی چاہیے، یہ ان کا حق ہے، ان کا right ہے، نوکریاں ان بچوں کا حق ہے۔ Sandak Project ہے تو وہاں بھی ان بچوں کا حق ہے، اگر Gwadar Port بنی ہے، اس کی ترقی ہو رہی ہے، ہم بالکل اس کی ترقی کے خواہاں ہیں، وہاں بھی ہمارے ان نوجوانوں کا حق ہے۔ بے شک ان میں تعلیم کی کمی ہے، ان کو یہ training دی جائے، ان کو ایسی سہولیات مہیا کی جائیں جو پنجاب کے بچوں کے لیے ہیں، جو سندھ کے بچوں کے لیے ہیں، جو NWFP کے بچوں کے لیے ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ میرے بلوچستان کے بچے کسی سے پیچھے رہیں، جناب! صرف اور صرف ان کے احساس محرومی کی بات اس حد تک ختم نہیں ہوتی ہے۔

جناب! آپ دیکھیں کہ یہاں پر Federal میں quota تین سالوں سے ابھی تک پورا نہیں ہوا جو کہ بلوچستان کا حق تھا، یہاں پر اس کوٹے کو پورا کیا جائے۔ جناب! Thank you.

جناب چیئرمین، جناب طلحہٰ محمود، جناب لیاقت علی بنگزئی، پروفیسر محمد ابراہیم خان۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب چیئرمین! بلوچستان اور وزیرستان اس وقت ایوان میں زیر بحث ہیں۔ وزیرستان کے بارے میں میرے دو فاضل دوستوں جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب اور اسفند یار ولی خان صاحب جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے، مجھے ان کی یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ وہ وزیرستان کے اندر جاری ملٹری اپریشن کی حمایت کرتے ہیں یا مخالفت کرتے ہیں۔ مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ

وزیرستان کے مسئلے کو افغانستان کے واقعات سے جدا نہیں کیا جا سکتا لیکن افغانستان کے واقعات صرف آج کے واقعات کی روشنی میں دیکھے جائیں تو یہ بھی انصاف نہیں ہوگا۔ میں اس پر تفصیل سے بات نہیں کر سکتا، صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ افغانستان میں سوویت یونین کا ایک کردار ہے، امریکہ کا ایک اور کردار ہے، pro Soviet Government کا ایک کردار ہے، افغان مجاہدین اور طالبان کا ایک اور کردار ہے اور افغانستان کے حوالے سے پاکستان کے سیاست دانوں، جن میں Soviet Union کے pro سیاست دان اور دینی جماعتیں ہیں ان کا الگ الگ کردار ہے۔ ان تمام کرداروں کا جائزہ لیا جائے تو صحیح پس منظر سامنے آسکتا ہے لیکن یہ ایک اور بحث ہے اس لیے میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اس وقت وزیرستان کے جو حالات ہیں، میرے یہ دوست میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ پاکستان کی حکومت کو اس بات کا ہرگز ہرگز حق نہیں دیا جا سکتا کہ وزیرستان کے عوام کے خلاف پاکستان کی افواج کو استعمال کیا جائے اور وزیرستان کے عوام کو اپنا گھر بار چھوڑنے اور اپنے علاقے سے نکلنے پر مجبور کیا جائے، مجھے یقین ہے کہ وہ اس بات سے اتفاق کریں گے۔

جناب چیئرمین! میرے ایک اور دوست، جناب سلیم سیف اللہ خان صاحب نے MMA کی حکومت کے حوالے سے کچھ اظہار خیال فرمایا ہے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ صوبہ سرحد کے اندر MMA کی حکومت پر پاکستان مسلم لیگ یا جنرل پرویز کی کوئی کرم فرمائی نہیں ہے۔ صوبہ سرحد کے عوام نے متحدہ مجلس عمل پر اعتماد کا بھرپور اظہار کیا ہے اور اس کے نتیجے میں صوبہ سرحد کی حکومت قائم ہوئی ہے اس لیے اس کو اس انداز سے بیان کرنا کہ گویا یہ پاکستان مسلم لیگ کا بڑا احسان ہے کہ مرکز مخالف ہوتے ہوئے بھی تین، ساڑھے تین سال تک صوبہ سرحد کی حکومت کو برداشت کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! اصل میں یہی رویہ ہے جس سے حالات بگڑتے ہیں، سنورتے اور سدھرتے نہیں ہیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ حالات کو سدھارنے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ صوبہ سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت، پاکستان مسلم لیگ یا جنرل پرویز مشرف کا MMA پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ سرحد کے عوام نے MMA پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے، اس کے نتیجے میں، یہ حکومت بنی ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے ان کی بات سے مکمل اتفاق ہے کہ قبائلی علاقوں کے اندر بھی سرحد کی حکومت کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ مرکزی حکومت، صوبائی حکومت کو قبائلی علاقے میں اپنا کردار ادا کرنے نہیں دے رہی۔ تاریخ میں یہ پہلی بار ہوا ہے کہ پشاور میں FATA Secretariat قائم کیا گیا ہے اور گورنر کا ایک Secretary, for the affairs of FATA مقرر کیا گیا ہے حالانکہ اس دور سے قبل، ہمیشہ یہ سارے معاملات Chief Secretary and Home Secretary صوبہ سرحد کے ذریعے چلائے جاتے تھے اور صوبائی حکومت اس میں بھرپور کردار ادا کرتی تھی۔ میرے یہ دوست اگر اس کام کے لیے تیار ہیں تو MMA اس کام کے لیے تیار ہے کہ سرحد کی صوبائی حکومت، وزیرستان اور قبائلی علاقہ جات میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔

جناب چیئرمین! اس وقت بلوچستان اور وزیرستان میں جو اپریشن جاری ہے، اس وقت ہمارے سامنے جو قرارداد ہے

The Senate may discuss the situation in Waziristan and Balochistan.

میں کہوں گا

The Senate may discuss the Military Operation in Balochistan and Waziristan.

اصل میں وہاں اپریشن ہو رہا ہے اور اس اپریشن کے لیے جو rationale دیا جا رہا ہے، مجھے اس سے بھی اتفاق ہے، کہا جاتا ہے to establish writ of the government, درست ہے، یہ بات بالکل صحیح ہے، وزیرستان اور بلوچستان کے اندر writ of the government establish ہونی چاہیے لیکن جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ writ of the government establish کرنے کا جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے، اس سے حالات بگڑ رہے ہیں اور writ of government establish نہیں ہو رہی بلکہ حالت یہ ہے کہ ٹانک سے D. I. Khan اور میرانشاہ سے بنوں تک یہ حالات پہنچ رہے ہیں اور settled areas کے اندر بھی شاید operation کرنا پڑے اور یہ صورتحال اس طریقے سے نہیں بنے گی جو طریقہ اختیار کیا جا رہا ہے

جناب چیئرمین! میری پہلی گزارش یہ ہوگی کہ جنرل پرویز مشرف صاحب اس وقت

ملک کے قانونی یا غیرقانونی طور پر انتہائی ذمہ دار منصب پر فائز ہیں۔ اس منصب کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو انتہائی ذمہ دارانہ زبان استعمال کرنی چاہیے اور الفاظ کے استعمال میں ان کو بہت ہی احتیاط کرنی چاہیے ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسا نہیں ہو رہا۔ بلوچ سرداروں کو جو دھمکیاں دی جا رہی ہیں ان میں اس کے اپنے ساتھی اور بلوچ سردار بھی آ جاتے ہیں۔ علما اورخطیبوں کے بارے میں جو زبان استعمال کی جاتی ہے وہ بالکل مناسب نہیں ہے ۔ اس لیے اس منصب کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے تو زبان کے استعمال میں اور الفاظ کے انتخاب میں بہت ہی احتیاط برتیں اور جناب جنرل پرویز مشرف صاحب کو سب سے زیادہ اس بات پر توجہ دینی چاہیے۔

دوسری بات میں عرض کرنا چاہوں گا کہ writ of the government اندھی اور ظالمانہ قوت کے استعمال سے کبھی بھی قائم نہیں ہو سکتی brutal and blind use of force can never be useful in establishment of the writ of the government. Writ of the government establish کرنے کے لیے حکمت کی ضرورت ہے ، writ of the government establish کرنے کے لیے تدبر کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور اندھی قوت کے استعمال سے writ of the government establish نہیں ہوگی بلکہ مزید destabilization ہو گی۔

جناب چیئرمین ! میں تیسری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ writ of the government پاکستان کی خاطر ہی establish کی جائے امریکہ کی خاطر writ of the government کو establish نہ کیا جائے ۔ بش کے دورے سے چند روز قبل وزیرستان کے اندر بش کو قبائلی عوام کی لاشوں کا تحفہ دینے سے writ of the government establish نہیں ہوگی اور وزیرستان میں کرفیو لگا دینا اور وزیر ستان کے اندر اس قسم کے operations شروع کر دینا، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ Writ of the government اپنے ملک کی خاطر establish کی جائے، writ of the government وانا میں بھی ہو، جب امریکہ کے وزیر خارجہ اور وزیر دفاع لاہور آئے ہوئے تھے تو وانا کے اندر لوگ قتل کیے جاتے تھے تو اس طریقے سے writ of the government امریکہ کی خاطر establish کی جاتی ہے ، یہ establish نہیں ہو رہی۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات عرض کرنا چاہوں کہ writ of the government establish کرنے کے لیے جو اتھارٹی استعمال کی جا رہی ہے ' اس کی اپنی آئینی اور قانونی حیثیت ہونی چاہیے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت جو نظام چل رہا ہے بلاشبہ ہم اس کا ایک حصہ ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ نظام چلے اور اس نظام کے اندر آئین اور قانون کا تقاضا یہ ہے کہ پارلیمنٹ کو۔۔۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان ، جناب والا! میں ختم کرنا چاہتا ہوں ' آخری نکتہعرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے ایوانوں کو اختیار دیا جائے اور پارلیمنٹ کے ایوانوں پر کوئی شخصیت یا کوئی ادارہ بالادست بنا کر قائم نہ کیا جائے ۔ مجھے یہ بات بھی افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ اس وقت پارلیمنٹ کو اور اس نظام کو اور عوام کے منتخب نمائندوں کو یہ موقع نہیں دیا جا رہا اور اس وقت ایک فرد واحد سارے نظام پر چھایا ہوا ہے اور اس کی اپنی کوئی constitutional or legal writ موجود نہیں ہے ۔ جناب چیئرمین! ہمیں طعنہ دیا جاتا ہے کہ سترھویں ترمیم پر آپ نے ساتھ دیا ہے اور سترھویں ترمیم کی رو سے جنرل پرویز مشرف کی آئینی اور قانونی حیثیت بحال ہو گئی ہے ۔ مجھے یہ بات تسلیم ہے۔ ہم نے ساتھ دیا ہے ۔ ہمیں اپوزیشن کے دوستوں نے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ جنرل پرویز مشرف آپ کو دھوکا دے رہا ہے۔ جنرل پرویز مشرف کے دوست ہمیں سمجھاتے رہے کہ جنرل پرویز مشرف بڑا gentle آدمی ہے اور اس کے جو الفاظ ہیں وہ کافی ہیں ' اس پر آپ کو اعتماد کرنا چاہیے۔ ہم بیچ میں کھڑے تھے ' ہم نے کہا کہ چلیں جنرل پرویز مشرف کو آزمالیں لیکن ہمیں بہت تلخ تجربہ حاصل ہوا ۔ جنرل پرویز مشرف نے سترھویں ترمیم کے۔۔۔

جناب چیئرمین، پروفیسر صاحب! بلوچستان کی بات ہو رہی ہے ' آپ سترھویں ترمیم پر جا رہے ہیں اور ہمارے پاس issue اور ہے ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب جنرل پرویز مشرف نے سترھویں ترمیم کی پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے۔

جناب چیئرمین، پروفیسر صاحب! آپ بلوچستان اور وزیرستان کی بات کریں، سترھویں ترمیم کی بات نہ کریں۔ مہربانی کرکے relevant رہیں اور آپ کا وقت بھی زیادہ ہو گیا ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! میں صرف آپ کا ایک سیکنڈ چاہوں گا اور آخری بات عرض کروں گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ افواج پاکستان کے سامنے اب دو options ہیں۔ ان دو میں سے ایک option ان کو اختیار کرنا ہوگا۔ پاکستان یا جنرل پرویز مشرف۔ پاکستان اور جنرل پرویز مشرف دونوں ایک ساتھ کبھی نہیں چل سکتے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب! پہلے اگر مجھے اجازت دیں تو میں ایک Motion move کر لوں۔ جناب والا! جس طرح ایوان کو علم ہے کہ ہمارے 50% Senators چونکہ retire ہوگئے تھے اور اب دوبارہ نئے Senators elect ہوئے ہیں تو اس کے پیش نظر committees کی دوبارہ تشکیل یعنی casual vacancies fill up کرنا اور Chairmen کے elections کرانا ہیں۔ لہذا اس سلسلے میں، میں نے مشورہ کیا ہے جناب پروفیسر خورشید صاحب سے اور رضا ربانی صاحب سے جو کہ A. R. D. اور M. M. A. کی نمائندگی کر رہے تھے تو اس ضمن میں ایک متفقہ اور مشترکہ قرارداد جناب کی اجازت سے move کرنا چاہوں گا۔

"This House authorises the Chairman Senate to fill casual vacancies in all committees including the Functional/ Standing and Finance Committees of the Senate and make such changes therein as required and further authorises him to arrange fresh elections to the Chairmanship of Committees as soon as possible. The Chairman in filling up the vacancies and making changes therein shall act in consultation with the Leader of the House and Leader of the Opposition or in his absence a Senator nominated by the Democratic Alliance and a Senator

nominated by the MMA keeping in view the choices of the newly elected Senators."

یہ اگر منظور ہو تو۔

Mr. Chairman: Now, I put it to the House for vote.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Obviously, it is unanimously carried. Mandokhel sahib.

آپ کا personal explanation ہے اس کو مختصر رکھیے گا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! یہاں پروفیسر ابراہیم خان نے پوچھا کہ ہم ---

جناب چیئرمین، انہوں نے آپ کا نام تو نہیں لیا نا۔ یہ policy matter ہے' اس کو تقریروں میں cover کرلیں۔ یہ اس میں نہیں آتا۔ عبدالرحیم خان صاحب تشریف رکھیے' personal explanation تب ہوتی ہے اگر کوئی آپ کا نام لے۔ آپ تشریف رکھیے۔

We can take break. We take one speaker and then break for lunch and prayers. Babar Awan sahib! I will request our honourable colleagues to please stay relevant, to the point and

مہربانی کرکے وقت کی سختی سے پابندی کریں کیونکہ ہمارے کافی colleagues جو ابھی تک رہتے ہیں وہ رہ جائیں گے۔ اس کے علاوہ ایک اور نیا issue بھی ہے۔ مہربانی کرکے مختصر رہیں اور relevant to the point رہیں اور وقت کی خود پابندی کریں۔ I would appreciate that very much. Dr. Zaheeruddin Babar Awan.

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Thank you honourable Mr. Chairman.

یہاں بلوچستان اور وزیرستان کے حوالے سے جو گفتگو ہوئی اس سے دو طرح کے مسائل

کا احاطہ ہوا۔ ایک طرح کے مسائل وہ تھے جن پر بہت تفصیل کے ساتھ فاضل ممبران نے اظہار خیال فرمایا۔ میں ان issues کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گا جن issues کے حوالے سے بہت elaborate گفتگو نہیں ہو سکی لیکن وہ admitted position کی طرف جاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! مثال کے طور پر یہاں یہ کہا گیا اور سرکاری طور پر بھی اور اس ایوان سے باہر بھی کہا گیا کہ بہت سارے لوگ بلوچستان سے اور بہت سارے لوگ صوبہ سرحد سے حکومت کی حراست میں ہیں۔ اس کو آئین کے Article 10 کی زبان میں اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 491-A کی زبان میں اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 167 کی زبان میں illegal and improper custody کہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حبس بے جا میں رکھے ہوئے لوگ، جن کو کسی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا، جن کے خلاف عدالتی طور پر کوئی الزام ثابت نہیں ہوا وہ اس ایوان کی اور سرکار کی فوری توجہ کے مستحق ہیں۔ انہیں یا تو رہا کیا جانا چاہیے یا انہیں قانون کا سامنا کرنے کا آئینی اور قانونی حق ملنا چاہیے۔

دوسرا یہ کہا گیا کہ لوگوں کو custody میں لے کر ان کے ہاتھ پیچھے باندھ کر انہیں گولیوں سے مارا گیا۔ اسے قانون کی زبان میں custodian killing کہتے ہیں۔ اس ایوان میں یہ کہا گیا floor of the House کے اوپر کہ بغیر کسی قانونی جواز کے بچوں اور عورتوں کو بموں اور راکٹوں سے مارا گیا اور اس کے لیے سرکار کی پوری قوت استعمال کی گئی۔ جناب چیئرمین! اس کو extra judicial killing قانون کی زبان میں کہتے ہیں۔ یہ دونوں کے دونوں کام خواہ یہ custodian killing ہو، خواہ وہ extra judicial killing ہو آئین کے آرٹیکل 4 اور آئین کے آرٹیکل 9 میں دیے گئے بنیادی انسانی حقوق کو بلڈوز کرنے کے مترادف ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ جو آئینی طور پر گارنٹی شدہ حقوق کی violation ہے اس پر کوئی مہذب معاشرہ، کوئی مہذب حکومت، کوئی مہذب مملکت اور کوئی مہذب سرکار منہ پھیر کر نہیں رہ سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سختی کے ساتھ نوٹس لیا جانا چاہیے۔ یہ نوٹس کون لے گا۔ بدقسمتی کے ساتھ آج جو بلوچستان کے بارے میں زبان استعمال کی جا رہی ہے and a person not less than sitting at the helm of the affairs میں مار دوں گا، میں سبق سکھا دوں گا، میں چھوڑوں گا نہیں، میں طاقت دکھلاؤں گا، میں غائب کروا دوں گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ زبان کسی

ریاستی حکمران کو قطعی زیب نہیں دیتی۔ یہ youngster کی زبان ہے۔ اس کو استعمال کرنے کا سلسلہ بند ہونا چاہیے۔

میں یہاں پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر میرے بھائی اور دوست وسیم سجاد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بائیکاٹ کی سیاست ختم کرنی چاہیے۔ مجھے اس سے اتفاق ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ dictation کی سیاست کا بھی فوری خاتمہ ہونا چاہیے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اگر dictation کی سیاست ہوگی تو پھر میں یہ کہوں گا کہ سینیٹر مشاہد حسین صاحب نے، شاہ صاحب نے جو کام یہاں اس ایوان میں کیا آج ان کی آواز ان کے ساتھی سرکار میں بیٹھے ہوئے لوگ سننے کے لیے تیار نہیں۔ کل سینیٹر مشاہد حسین صاحب نے کہا کہ پاکستان میں سیاسی اسیروں کو رہا ہونا چاہیے۔ سننے والے کان سینیٹر مشاہد حسین صاحب سے بہت دور نہیں ہیں لیکن یہ آواز بدقسمتی سے وہاں تک نہیں پہنچی۔ میں اسی حوالے سے دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تاریخ کا سبق ہے، جدید تاریخ کا، instant تاریخ کا، اسلامی تاریخ کا، لوکل تاریخ کا، انڈین تاریخ کا کہ جب سرکار میں بیٹھے ہوئے لوگ فیل اور اصحاب فیل بنتے ہیں تو پھر گلہ نہیں کیا جا سکتا کہ جوابی حملہ کیوں ہوا؟ پھر عوام چھوٹے چھوٹے ابابیل بنتے ہیں۔ میں بدقسمتی کے ساتھ ایسے موضوع پر بات کر رہا ہوں جسمیں لاشہ اگر ایف سی کے جوان کا گرے تو پاکستانی بیوہ ہوتی ہے۔ لاشہ اگر خاصہ دار کا گرے تو پاکستانی یتیم ہوتا ہے۔ لاشہ اگر کسی بلوچ کا گرے تو پاکستانی مارا جاتا ہے۔ لاشہ اگر کسی محسود کا گرے، کسی وزیر کا گرے، کسی بگٹی کا گرے اور کسی دوسرے کا گرے تو تب بھی قائد اعظم کا ایک بیٹا ضائع ہوتا ہے۔ کسی ایسے آدمی نے کہا تھا جو ابوالاثر حفیظ جالندھری سے کم نہیں تھا۔ شاہنامہ اسلام میں کہ

کوئی ایسا نہیں جو اس لڑائی کا سبب پوچھے
فروزاں کیوں ہوئی یہ آتش قہر و غضب پوچھے

آج جو پوچھنے والے ہیں، بدقسمتی کے ساتھ جو حکومت کے مراکز ہیں وہ اس جنگ کے فریق ہیں اور کوئی اپنی جنگ چھوڑ کر صلح کی بات کرنے کے لیے تیار نہیں۔

جناب چیئرمین! اندرونی مسائل جنگ کے راگ سے نہیں بلکہ سیاسی ڈائیلاگ سے سلجھائے جا سکتے ہیں۔ آج war on terror hold on power کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ کچھ

لوگ یہ نام لے کر کہ ہم terrorism کے خلاف جنگ کر رہے ہیں اپنے شخصی اقتدار کو دوام دینے کے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں دو اور چیزیں جن کی طرف ایوان کی توجہ دلانا بہت ضروری ہے' ان کی طرف میں آپ کی توجہ چاہوں گا اور پہلی یہ ہے کہ اس بات پر ہاؤس کے اندر consensus ہے کہ بلوچستان کا اور جنگ کا مسئلہ حل ہونا چاہیے۔ آج بدقسمتی سے پاکستان کے دو صوبوں کے اندر war zone بن گئے ہیں' mini جنگ چھڑی ہوتی ہے اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کچھ miscreants گڑ بڑ کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا اور بڑی خوبصورتی سے کہا گیا کہ سرکار کے پاس ایک parental jurisdiction ہوتی ہے' ریاست میں اقتدار پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس والدین والا اور میری بہن نے کہا کہ ماں والا کردار بھی ہوتا ہے۔ آج بدقسمتی سے بلوچستان اور صوبہ سرحد کے ان علاقوں میں جن کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ریاست سوتیلی ماں کا کردار ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اگر اس معزز ایوان کے Treasury Benches میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی آواز اتنی موثر ہے تو آج سے اس مسئلے کے حل کا آغاز ہو سکتا ہے۔ صرف دو اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلا کہ حکومت action روک دے اور dialogue کا آغاز ہو جائے اور دوسرا کہ حکومت ceasefire میں اپنی parental jurisdiction کو پہل کے طور پر استعمال کرے۔ یہ ایسا CBM ہوگا کہ دوسری طرف کے دوست خود بخود table پر آجائیں گے اور اگر ایسا نہیں ہو سکا تو یقین کیجیے میں دہرانا نہیں چاہتا کہ تاریخ کا سبق کیا ہے لیکن آج دونوں طرف سے گرنے والے لاشے' دونوں طرف سے بہنے والا خون ہمیں پکار کر کہتا ہے کہ

اے وطن کیسے یہ دھبے درودیوار پہ ہیں
کس شقی کے یہ طمانچے تیرے رخسار پہ ہیں۔

تھوڑا سا بڑھاتے ہوئے ایک آخری judgement دینا چاہتا ہوں جو دنیا کے آخری بڑے آدمی کی زبان میں جو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے(فاصلحو بین اخویکم)۔ کس کے انتظار میں سرکار بیٹھی ہوئی ہے؟ کوئی باہر سے تو راضی نامہ کروانے والا نہیں آئے گا۔ ہمیں پھڑانے کے لیے کوئی

بدیشی نہیں آنے گا اور ہمیں چھڑانے کے لیے اگر سرکار دو لڑتے ہوئے factions کے سامنے پارٹی بننے کی بجائے اس خلیج کو کم کرنے کے لیے کردار نہیں ادا کر سکتی تو پھر اور کونسا کردار ہے جو ملکی سالمیت کے لیے اس حکومت سے ادا کرنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر جو کچھ کہا گیا میں نے اس میں سے چار points draw کیے ہیں اور میری یہ خواہش ہوگی کہ اس مسئلے کے حل کے لیے جس طرح پروفیسر خورشید صاحب نے کہا، جس طرح رضا ربانی صاحب نے کہا، جس طرح سے اور دوسرے دوستوں نے کہا اس کی روشنی میں اگر چار اقدامات ہو جائیں اور حکومت ہماری ایک تجویز مان لے تو اس مسئلے کے حل کے لیے سفر شروع ہو سکتا ہے۔ Chinese میں کہتے ہیں کہ ہزار میل کے سفر کے لیے پہلا قدم اٹھاؤ تو پہلی منزل طے ہو گئی۔ پہلا قدم میں نے پہلے عرض کر دیا کہ حکومت ceasefire کرے۔ جو چار تجاویز میں سامنے رکھنا چاہتا ہوں، ان الزامات کی کہ کوئی غیر ملکی ہے اور ان الزامات کی کہ مرنے والے سارے مقامی ہیں۔ مولانا نے پچھلے اجلاس میں بھی یہ بات کہی۔ اس کی fact finding ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ آج تک دونوں طرف سے یہ بات کہی گئی ہے۔ وہاں سے کہا جا رہا ہے کہ لڑنے والے غیر ملکی ہیں اور یہاں سے کہا جا رہا ہے کہ مرنے والے ہمارے ہیں اور اگر مرنے والے ہمارے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ مارنے والوں کا بھی احتساب ہونا چاہیے جو اپنوں کو بلا وجہ مارتے ہیں۔ یہ پہلی تجویز ہے کہ fact finding ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین! I will conclude within the given time. دوسری تجویز کہ reconciliation کے لیے ایک قومی جرگہ بنانے میں کیا حرج ہے۔ ہم فتح مکہ والے دن کی مثال کیوں نہیں سامنے رکھ سکتے جس دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حمزہ کا سینہ چاک کر کے کلیجہ چبانے والی کا گھر بھی آج general amnesty والا گھر ہے جو وہاں جائے گا اس کو بھی معاف کیا جائے گا۔ ہم تو Article-1 کے sub-Article (1) and (2) کے مطابق ایک گھر میں رہنے والے لوگ ہیں، سارے بھائی ہیں۔

تیسری تجویز جناب چیئرمین! کہ مرکزی حکومت صوبائی خود مختاری کا احترام کرے۔ یہ

وہ اصل جھگڑا ہے جس پر یہ ساری جھگڑے کی بنیاد کھڑی ہوتی ہے۔ اور چوتھی یہ کہ صوبوں کا معاشی مسئلہ حل کرنے کے لیے حکومت سنجیدگی کا مظاہرہ کرے۔ بلوچستان کی بات کی گئی۔ مجھے اتفاق ہے کہ وانا میں غربت ہے' میں متفق ہوں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو یہاں سے چارکلومیٹر کے فاصلے پر کھوئہ لے چلتا ہوں' آپ غربت دیکھیے۔ پینے کا پانی نہیں ہے' سڑک نہیں ہے' بجلی نہیں ہے' لوگوں کے پاس گھر نہیں ہیں۔

میں آخری گزارش wind up کرنے کے لیے یہ کرنا چاہوں گا کہ جس طرح حکومت سیاسی قیادت کو ملک سے باہر رکھنے اور دھکیلنے کے لیے پوری ریاستی قوت استعمال کر رہی ہے' اس طرح سے اگر وہ سنجیدہ ہو جائے کہ اگر کوئی غیر ملکی ہے اور اسے نکالنا ہے' تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور میں ایک بات کہہ کر آپ سے اجازت چاہوں گا کہ آج وسیم سجاد صاحب نے یہ ارشاد فرمایا کہ کھلے دل سے حکومت بات کرنا چاہتی ہے اور پرسوں وزیر اعظم صاحب نے کہا کہ ہم حکومتی طریقے سے اس مسئلے کو حل کریں گے۔ کون سی بات حکومت کے نزدیک غور کرنے کے قابل ہے اور قوم کس کو سنجیدگی سے لے؛ یہ فیصلہ میں اس ایوان' قوم اور حکومت پر چھوڑتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ، جناب چیئرمین! و اصلحوا بین اخویکم حدیث نہیں ہے۔ اصلحو بین اخویکم ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

We will break now for the *Zuhar* prayers and lunch and *Insha Allah* reconvene at 2.30 p.m. sharp. Alright.

کافی speakers ہیں اور ایک پورا issue رہتا ہے پھر شام کو بہت لمبا ہو جائے گا۔ جنہوں نے بولنا ہے وہ ڈھائی بجے تک آ جائیں تاکہ جلدی ختم ہو سکے۔ سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلم علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again at 2.30 p.m.]

(وقفہ نماز ظہر کے بعد اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی ۔ جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Senator Saadia Abbasi: Mr. Chairman! if you allow me to start.

Mr. Chairman: Yes, I think you have the whole House yourself..

Senator Saadia Abbasi: I just wanted to say that new members of the Senate who have come now, if somebody can teach them through the rules and the procedures of the House, because what I felt was that some of the members who went and who have retired, specially the lady members, I just felt that they could not participate fully because they were not fully aware of the rules and more than that, they were constrained because their political parties did not explain the procedure to them. If such an arrangement can be made so that these members are explained the rules and they familiar with the rules. So, that they can participate more actively and more fully. They should understand what a point of order is, what is relevant and what is not relevant and how to participate in the session more fully. So, some sort of arrangements can be made for that.

Mr. Chairman: I think it is excellent idea. We had planned this last time also but I think the begnning was a little volatile but this time we discussed in the House also, we will have get togethers *Insha-Allah* soon, where senior members of Senate will give their view point, give some

guidance then they can give question and answer session. We are *Insha-Allah* planning on that.

Senator Saadia Abbasi: Can I make my speech?

Mr. Chairman: Go right ahead.

Senator Saadia Abbasi: Thank you Mr. Chairman! We are discussing two issues one is the situation in Balochistan and the other is the situation in the Waziristan. So, I am not going to take much time of this House and I am just going to, as briefly as possible, just my views about this topic in the sense that, I came into this House in 2003 and every issue of Balochistan was discussed threadbare in this House to the extent that we had proposed that Committee should be formed to understand the issues of Balochistan and two Committees were formed, then sub-Committees were formed and than about three days ago Ch. Shujaat Hussain who is the President of Pakistan Muslim League (Q) he came on Television and said that there is no need to create further Committees. Balochistan is an issue that has been discussed and we have formed the Committees and he said that it required the political solution and he is in favour of a political solution. So, when he was asked as to why the recommendations of the Committee have not been implemented, he said implementation is a problem. So, when implementation is a problem and heis also admitting it, then it is the duty of the Government, he is the head of the political party, he is not the Prime Minister. It is the duty of the Government to come forward and say that what are the problems with the

implementation of this issue of Balochistan. It is not going to serve any purpose of this House day and day out and everytime when there is a session we discuss Balochistan. There is nothing more to be discussed, I mean, we sit here and make fiery speeches all the time but it is not going to solve the problem unless all the stakeholders sit together and they try and reach solution. It goes without saying and it is part of history that coercive measures are never going to settle anything. They are never going to help anyone and this is the realization on both sides of the political divide and it is time that you know this debate is being winded up and the Government is thinking how it is going to implement the recommendations of the Committees. All the stakeholders or all those people who are relevant to that did participate in that and they were satisfied with the progress and they were happy with the progress. Sir, there is no reason why they should not proceed further on it. It is now for the Government to come in and tell us as to what is the problem with the implementation. Sir, as regards the situation in Waziristan, I feel that it is a situation which should be discussed in this House, it should be discussed by the members but this debate should not be opened to the public. It is avery sensitive issue and I am mindful of the sensitivities. I understand andI comprehend the entire problem and many of us too and we are responsible citizens, we have duty to this country. I don't want a situation where the people and the Army are fighting each other and this situation is never in the interest of Pakistan, never to the benefit of Pakistan. And this is a debate that should not be carried out and should not made

publicly. These are proceedings that should be secret proceedings in the sense that we understand the problem but it is such a sensitve issue that it relates to the sovereignty and the integrity of our countryand there are so many other connotations to it. So, if the government is sensitive to it that they should sit down with the Opposition members and they should be willing to discuss it and it serves no purpose and it is not a question of point secoring. This Army is Pakistan's Army, it is not one individual's Army, it is an army on which we all have a pride and the progress and prosperity of Pakistan is vital for everyone, it is not like just for one political party or for one component of the armed forces. It is a sad situation and we are willing to work with the Government to find a political solution to it but to say that there are miscreants and there are terrorists and that by killing them or by using gunship heli-copter, by allowing American war planes to come in and bomb those areas it is not going to solve anything. In fact it is going to increase the tension in the area.

Yesterday to my deep regret and quite frankly you know it was very very shocking and I think it is highly responsible and I feel that it has served no purpose for the Head of the Jamaat Islami to try and establish alink between Osama Bin Laden and Mr. Nawaz Sharif. Mr. Nawaz Sharif is the head of a political party of Pakistan. He has been the Prime Minister of this country. He is a person who is commanding the loyalty of millions of people of Pakistan and to try to label him as a terrorist and as a friend of a terrorist is highly irresponsible, it is amazing that a person of the calibre of Qazi Hussain Ahmed would issue such a statement and it is

highly regretted, it should not have happened and it is something and we understand fully what was said, why it was said and for what purpose it was said but it serves no purpose. It serves no personal purpose to label the political leaders of this country as terrorists or friends of terrorists and I think he should apologize to Mr. Nawaz Sharif for the statement that he attributed to him. Sir other than that I will just reiterate that it is time that we wind this debate and there are other issues to be discussed, the most important is the visit of the American President to India and then to Pakistan and the consequences that have followed from that, that is something that is very important, that is something vital to the integrity and to the sovereignty of Pakistan and that is something that we should not only discuss but we should give our input to the government as to how to handle the situation because there is now imbalance in the region and which is clearly directed again Pakistan and China. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Chairman Mrs Tahira Latif.

سینیٹر طاہرہ لطیف: شکریہ جناب چیئرمین! بلوچستان رقبے کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے مگر اس کی خصوصی جغرافیائی position اور پہاڑی سلسلے اور زمینی نشیب و فراز کی وجہ سے ذرائع آمد و رفت محدود تھے اور اس لیے آبادی بھی کم تھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس علاقے کے حالات بدل رہے ہیں۔ ہر سمت ترقی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ سڑکوں کا جال بچھایا جا رہا ہے اور Indus Coastal Highway مکمل ہونے پر مزید سہولتیں ملیں گی۔ گوادر کی بندرگاہ کے کھلنے سے صنعتیں لگیں گی اور تجارت کو فروغ ملے گا۔ اس سے روزگار کے مواقع بھی بڑھیں گے۔ یہ سب کاوشیں صوبے کی ترقی کے لیے ہو رہی ہیں۔ حکومتی کوششوں

سے بلوچستان ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔بلوچستان معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ جناب چیئرمین! جب SANDIK پروگرام شروع ہوا تو بیرونی لوگوں کو ڈرا دھمکا کر واپس بھیج دیا گیا جو experts سونا اور copper نکالنے کے لیے آئے تھے ان کو وہاں نہ ٹکنے دیا گیا۔ اگر یہ سونا اور کاپر وغیرہ آتا تو غریب خوشحال ہوتا اور پاکستان میں خوشحالی آتی۔

جناب چیئرمین! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ gas pipeline کو تباہ کر دیا گیا' چاروں صوبے تنگ ہوئے اور کروڑوں روپے repair پر لگ گئے۔ اس وقت جو چند لوگ شور مچا رہے ہیں وہ کھاتے پیتے ہیں' اگر علاج معالجے کی ضرورت پڑے تو باہر کے ملکوں میں جا کر علاج کرا لیتے ہیں' مارے تو بیچارے غریب لوگ جاتے ہیں جن کو صحت کی سہولتیں بھی میسر نہیں۔ حکومت غریبوں کے لیے ہسپتال' سکول اور کالج بنوا رہی ہے' اگر کوئی کالج بن جاتا ہے تو وہاں پر students کو نہیں جانے دیتے' اگر یہ سکول اور کالج چلنے دیں تو گورنمنٹ اس میں بہت help کر رہی ہے اور وہ اس پر رات دن کام کر رہی ہے۔ بلوچستان کی ترقی کے لیے کثیر funds رکھے گئے ہیں' یہ منصوبے پورے ہونے پر اور سہولتیں بھی ملیں گی۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ بلوچ سردار' لیڈر' وفاق کے ساتھ مل بیٹھ کر معاملہ سلجھائیں' صرف شور کرنے سے' جاگیرداری نظام لانے سے اور سرداری کی باتیں کرنا کوئی حل نہیں ہے۔ یہ ترقی کا دور ہے جس پر حکومت کام کر رہی ہے۔ کثیر زرمبادلہ سے خریدے ہوئے stations تباہ کیے جا رہے ہیں' یہ اپنی املاک کو کیوں ضائع کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے honourable بھائیوں سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا بلوچی سردار بے گناہ اور مظلوم ہیں' وہ کیوں نہیں مل بیٹھ کر بات چیت کرتے۔ بلوچی سرداروں کو چاہیے کہ وہ مل بیٹھ کر جس طریقے سے وہ چاہتے ہیں اس کا حل نکالیں۔ جب چھاؤنیوں کی بات کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ کنٹونمنٹ نہیں بننے دیں گے' کنٹونمنٹ بننے سے تو علاقہ خوبصورت اور خوشحال ہو جاتا ہے۔ شاید وہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ان کی سرداری کو گزند پہنچے گا۔ جناب چیئرمین! NGO's کو دوسرے صوبے welcome کرتے ہیں' جب کہ یہ NGO's ان کے خلاف ہیں' وفاق کیوں چاہے گا کہ اس کا اتنا بڑا صوبہ پسماندہ رہے اور الگ ہو جائے۔ کوئی ذی شعور یہ نہیں چاہے گا کہ پاکستان کو نقصان ہو۔ صدر پرویز مشرف صاحب' وزیر

اعظم شوکت عزیز صاحب اور چوہدری شجاعت صاحب دن رات بلوچستان کی ترقی کے منصوبے بنا رہے ہیں، ان کے اچھے کاموں پر بھی غور کریں۔ اگر آپ لوگ بلوچستان کی ترقی چاہتے ہیں تو مل بیٹھ کر بات چیت کریں اور بلوچستان کو تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ بنائیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت ایمانداری، حب الوطنی اور سچے دل سے کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ وفاق کے تمام units مل بیٹھ کر اصولوں پر گامزن ہوں تو یہ ملک ایشیاء کا ایک مثالی خطہ بن سکتا ہے۔ اللہ نے اس ملک کو ہر نعمت سے نوازا ہے، ہمارے پاس پانی، گیس اور توانائی ہے، ہمارا ملک قدرتی وسائل سے مالا مال ہے، محنت کش اور ذہین افرادی قوت ہے، ہمیں قدرت کی ان نعمتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ چند مفاد پرست لوگ تعصب، گروہی مفادات اور صوبائیت کو ہوا دے کر قومی مفاد کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہ قومی خدمت کے منافی ہے، ہمیں چاہیے کہ اجتماعی سوچ کا جذبہ پیدا کریں اور بھائی چارے کی فضا پیدا کریں۔ تمام صوبوں کے وسائل کو احسن طریقے سے استعمال کریں۔ اسی میں عوام کی بھلائی اور خوشحالی کا راستہ ہے، اللہ پاکستان کا حامی و ناصر ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین ، شکریہ۔ جناب لیاقت بنگزئی، جناب رحمت اللہ کاکڑ، ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی، مولانا عبدالرشید۔ ثنا بلوچ آ رہے ہیں؟

Senator Mian Raza Rabbani: Sana, I think, I am not sure he will come today.

Mr. Chairman: Miss Seemi Siddiqui.

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، شکریہ جناب چیئرمین صاحب کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا، یہ میرا پہلا موقع ہے کہ میں کسی ایسے فورم سے بول رہی ہوں اور میری باری اتنی آخر میں آئی ہے اور اس بارے میں کافی کچھ کہا جا چکا ہے لیکن پھر بھی اپنے تاثرات کا اظہار کرنا چاہوں گی۔ بلوچستان ہمارا قدرتی وسائل سے مالا مال صوبہ ہے لیکن بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایک پسماندہ صوبہ ہے۔ جب سے ہماری یہ حکومت آئی ہے، پرویز مشرف صاحب نے اس میں ذاتی دلچسپی لی ہے، انہوں نے اس میں کافی ترقی کے programmes introduce کروانے

ہیں، جیسے کہ گوادر کی بندر گاہ اور کوسٹل ہائی وے وغیرہ ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم سب چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک ترقی کرے، اگر جسم کے کسی ایک حصے میں بھی تکلیف ہو تو پورے بدن میں تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح ملک کے کسی صوبے میں تکلیف ہو تو ملک کو ہی تکلیف ہوتی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم ایک طرف تو صوبوں کی ترقی چاہتے ہیں، دوسری طرف ایسی دہشت گردی کی جاتی ہے کہ ہماری ترقی میں رکاوٹ بنے۔ پچھلے دنوں ہی کی بات ہے کہ دو چینی engineers کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا اور اس سے پہلے بھی نشانہ بنایا گیا تھا، گیس کی pipeline کو تباہ کیا جاتا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ کس کا نقصان ہے، یہ عوام کا نقصان ہے۔ اس میں جو بلوچی leaders حضرات ہیں جو نواب ہیں یا سردار ہیں، میں ان سے پرزور اپیل کرتی ہوں کہ یہ حکومت کی طرف مفاہمت کا ہاتھ بڑھائیں اور ایک table پر بیٹھیں اور بات چیت کے ذریعے اس مسئلے کو حل کریں، تشدد یا جھگڑا کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتا۔ میرے ذہن میں اس سلسلے میں ایک اور بات بھی آتی ہے کہ ہم جو آپس میں صوبائی خود مختاری اور مراعات کی بات کرتے ہیں، اس سے ہٹ کر یہ کوئی hidden hand ہے، سب ہی یہاں کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے ایک hidden hand. ہے۔ ہم اس چیز کو سامنے کیوں نہیں لاتے جو miscreants ہیں، جو مقامی لوگ ہیں، وہ تو یقیناً پہچانتے ہوں گے کہ miscreants کون ہیں، کون دہشت گردی کر رہے ہیں تو وہ حکومت کو ان کی نشاندہی کر سکتے ہیں، اس سلسلے میں ان کی مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔ ایک report جو شائع ہوئی تھی، شاید یہاں بہت سے اراکین کی نظر سے گزری ہو یا نہ گزری ہو، میری نظر سے گزری تھی، یہ South Asian Tribune میں 1st March, 2005 کو ایک report شائع ہوئی تھی جو Balochistan Liberation Army اور سرداروں وغیرہ کے بارے میں تھی۔ وہ right now میرے پاس نہیں ہے لیکن I can provide you with that, اس میں بلوچستان کے بارے میں اتنی باتوں کے انکشافات ہیں کہ پڑھ کر دل دہلتا ہے۔ مجھے تو ایسا لگا کہ جیسے بلوچی لوگ خود اپنی history یا اپنے حالات سے اتنے واقف نہیں ہیں، جتنے وہ ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں پر Russian تھے، KGB کے officials, foreign officials ہیں، انہوں نے بھی کچھ انکشافات کیے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جیسے رضا ربانی صاحب نے کہا، میں agree کرتی ہوں کہ حکومت اور Parliamentarians مل کر بیٹھیں اور وہ رسالہ حاصل کیا جائے، اس کی

روشنی میں ہمیں کافی معلومات ہو سکتی ہیں کہ یہ hidden hands کون سے ہیں۔ ہم سب ویسے تو جانتے ہیں کہ کون ہو سکتا ہے' ہمارے کچھ neighbours ہیں' ان کا ہاتھ بھی ہو سکتا ہے لیکن کہیں یہ صورت حال بنگلہ دیش جیسی نہ ہو جائے' وہاں بھی ہمارے ہی لوگ استعمال ہوئے۔ محرومی کا تو بہانہ بنایا جاتا ہے' آپس کے اتفاق اور اتحاد سے محرومی دور کی جا سکتی ہے لہذا' اس report کو پڑھا جائے اور اس سے معلومات حاصل کی جائیں کہ کیا وجہ ہے اور بلوچستان کی صورت حال کو control کیا جائے۔ بلوچی بھی ہمارے بھائی ہیں' وہ بھی محب وطن ہیں' وہ ہم سے الگ نہیں ہیں اور ایک table پر بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ پاکستان کے مستقبل کو اپنے سامنے رکھا جائے' اب میں نہیں سمجھتی ہوں کہ پاکستان دوبارہ کسی نقصان کا متحمل ہو سکتا ہے۔ لہذا' اس پر روشنی ڈالی جائے اور سب آپس میں اتفاق رائے پیدا کریں اور اس مسئلے کو سیاسی طور پر حل کریں۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین، بلیدی صاحب! میں آپ کا نام بلا چکا تھا' بہرحال ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، شکریہ جناب چیئرمین کہ آپ نے ایک اہم مسئلہ پر مجھے بولنے کی اجازت دے دی۔ اس سے پہلے کہ میں اس موضوع پر بات شروع کروں کیونکہ حلف برداری کے بعد میں نہیں تھا' میں آپ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ دوسری دفعہ آپ بحیثیت چیئرمین آف سینیٹ elect ہوئے ہیں تو یہ ہمارے لیے بہت خوشی کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو خوبیاں اور انکساری اور جو اوصاف آپ میں ہیں' ہمیں فخر ہے کہ اتنے بڑے رتبے پر ہوتے ہوئے بھی آپ میں وہ چیز نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک مذہبی ذہن دیا ہے اور میں اپنی طرف سے آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، اس سے میں یہ فائدہ بھی اٹھاؤں گا اور میں اپنی جماعت اور اپنے قائد مولانا فضل الرحمٰن اور صوبائی قائد مولانا شیرانی صاحب کا بھی انتہائی مشکور ہوں کہ I am first person of Blochistan کہ تیسری مرتبہ یہ اعزاز حاصل ہوا ہے اور میں

سینیٹ میں آیا ہوں۔ میں اس قابل نہیں ہوں لیکن انہوں نے مجھ پر جو اعتماد کیا' میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے سرخرو کرے اور جماعت کا جو discipline ہے اور اس کی جو پابندی ہے' اس پر مجھے پورا اترنے کی توفیق دے۔ جناب چیئرمین! جس issue پر debate ہو رہی ہے' اس سے پہلے Parliamentary Committee تشکیل دی گئی اور اس پارلیمانی کمیٹی نے جو سفارشات اور recommendations مرتب کی ہیں' مجھے یہاں نو سال ہو چکے ہیں' یہاں کئی دفعہ بلوچستان کے issue پر بات ہوئی ہے' ہم نے recommendations دی ہیں' resolutions بھی پاس کیے ہیں لیکن جناب چیئرمین! میں حیران ہوں کہ ?who is powerful اختیارات کس کے پاس ہیں کہ وہ اس مسئلے کو حل کرے؟ مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ با اختیار ادارے کون سے ہیں۔ سب یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کا issue ہے اور آپ یہ بتائیں کہ ?what is the reason وہ وجوہات کیا ہیں کہ بلوچستان کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا؟

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! آج بڑی انگریزی بول رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم issue ہے اور جو سفارشات اور recommendations ہم نے مرتب کی ہیں' آپ دیکھ لیں آج تک ان پر کوئی implementation نہیں ہوا۔ یہ جو وسیم سجاد صاحب نے اور پہلے مشاہد حسین صاحب نے بھی بات کی تھی' میں سمجھتا ہوں کہ یہ بااختیار persons نہیں ہیں' یہ سب dictation لیتے ہیں' اب ان کو بلوچستان کے حوالے سے کیا dictation ملتی ہے؟ وہ اسی کو follow کرتے ہیں۔ اگر ایک کمیٹی نے اپنی سفارشات دی ہیں تو ان پر آج تک عملدرآمد کیوں نہیں ہوا؟ وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ چھاؤنی نہیں بننی چاہیے' تو وہاں چھاؤنیاں بننی شروع ہو گئی ہیں' اس میں یہ recommendation تھی کہ لیویز کو police state نہیں بنانا چاہیے' اس پر اب اس کے against عمل ہو گا اور کمیٹی نے یہ بھی recommend کیا تھا کہ بلوچستان کو اس financial year میں quarterly دس ارب روپے کا پیکج دینا چاہیے' تو اس پر بھی عمل نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین! یہاں ہمارے ساتھی جو بات کرتے ہیں یعنی ہمیں مارتے بھی ہیں اور رونے بھی نہیں دیتے' یہ کونسا انصاف ہے؟ آپ ہمیں برائے نام کہتے ہیں کہ you belong to

Balochistan لیکن آپ practically بتائیں کہ یہاں کے جو اہم ادارے، جو key posts ہیں، جناب! آپ دیکھیں موجودہ پچاس یا باون وفاقی سیکریٹریز ہیں، تو میں اس House میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر بلوچستان سے ایک بھی وفاقی سیکریٹری کا تعلق ہو تو بتایا جائے۔ ہمیں کس حوالے سے سمجھایا جاتا ہے کہ ہم بلوچستان کے حقوق دے رہے ہیں، مسائل حل کر رہے ہیں۔ سرداروں کے ساتھ جو fighting ہو رہی ہے وہ تو الگ بات ہے، اب تین اضلاع کوہلو، ڈیرہ بگٹی یا وڈھ اس کے علاوہ بلوچستان میں چھبیس اضلاع ہیں، آپ مجھے بتائیں کہ وہاں کیا ترقیاتی کام ہو رہے ہیں؟ آپ ہمیں گوادر بندرگاہ، کوسٹل روڈ اور میرانی ڈیم کا بتاتے ہیں کہ میگا پراجیکٹ ہیں، اگر آپ دیکھیں، کہ میری جو تحصیل بلیدہ ہے وہاں ایک لاکھ کی پاپولیشن ہے، وہاں اب تک ایک leady doctor بھی نہیں ہے۔ اس ترقی یافتہ دور میں وہاں پر میری مائیں، بہنیں پانچ، پانچ میل دور سے اپنے کندھوں پر پانی لاتی ہیں۔ وہاں اسکولوں میں کمرے نہیں ہیں، وہاں لیبارٹری کا سامان نہیں ہے، وہاں health, education کی سہولت نہیں ہے تو آپ ہمیں بتائیں کہ اگر ہم یہاں روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے حقوق دیں تو آپ کہتے ہیں کہ یہ جو بات ہے یہ تو غداری ہے، یہ تو آپ پاکستان کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر حقوق مانگنا، مطالبہ کرنا غداری ہے تو ہم یہ غداری ہزار دفعہ کریں گے۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے، ہمارے ساتھ table پر بیٹھ کر بات کرو، calculation کرو، ہم بھیک نہیں مانگتے، ہمارے حقوق ہیں۔ پاکستان میں چار بھائی ہیں، اگر تین بھائیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھتے ہیں اور ایک بھائی کے ساتھ آپ سوتیلا سلوک کریں گے تو آپ ہمیں کب تک مطمئن کریں گے؟ وہاں جو حالات ہیں، پریذیڈنٹ صاحب نے خود یہ اعتراف کیا ہے کہ 57 سال سے بلوچستان سے زیادتی ہوتی رہی ہے، میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ جب وہ یہ اعتراف کرتے ہیں تو اس کا حل یہ ہے کہ بندوق کی نوک پر لوگوں کو بتایا جائے کہ اگر آپ مزاحمت کریں گے تو ہم آپ کو یہ سبق سکھائیں گے۔ جناب! یہ جو 1971 والا معاملہ ہے۔ اس واقعے کو نہ دہرایا جائے۔ جس قوم کو آپ جتنا دبائیں گے وہ اتنا ہی ابھرے گی۔ چار اکائیاں وفاق کی علامت ہیں تو آپ ہمیں بتائیں کہ باہر کے سفارتخانوں میں بلوچستان کا کتنا کوٹہ ہے؟ آپ بتائیں پی آئی اے کی پوسٹوں میں کون سا جنرل منیجر یا ڈائریکٹر یا دوسرے اہم عہدوں پر بلوچستان کا کوئی افسر

ہے؟

جناب والا! بلوچستان کے مسائل کا حل یہ ہے کہ ہمیں صوبائی خود مختاری دی جائے۔ ہمارے جو وسائل ہیں وہ ہماری ملکیت ہوں' ان کا فیصلہ ہم کریں۔ گوادر بندرگاہ کی بات کی جاتی ہے لیکن مرکز اس کو براہ راست کنٹرول کر رہا ہے۔ کیا یہ ہمارا حق نہیں کہ گوادر کے معاملات صوبے کے حوالے کیے جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ پرویز مشرف صاحب کو جو لوگ مشورہ دے رہے ہیں وہ اس کے دوست نہیں ہیں' وہ ہوش کے ناخن لیں اور مذاکرات کے ذریعے معاملہ طے کریں۔ میری تجویز ہے کہ تمام پارٹیوں کو بلا کر سرداروں کو ساتھ بٹھا کر' یہاں سے specially ایک کمیٹی سینیٹ سے جائے اور وہاں بیٹھ کر ان سے کہیں کہ آپ کا کیا مطالبہ ہے' آپ کیا چاہتے ہیں؟ جناب چیئرمین! یہ کوئی مشکل کام ہے نہیں اگر آپ سنجیدگی سے یہ مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر حساب کریں کہ بلوچستان کے ساتھ ہم نے کون سا انصاف کیا ہے؟ آپ نے کونسا انصاف کیا ہے مجھے جواب دیں۔ جناب چیئرمین! یقیناً میں سرداروں کو بھی یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بھی بلوچستان کی جتنی بھی political forces ہیں ان کو ساتھ ملا کر بات کریں اور یہ نہیں ہے کہ بلوچستان صرف تین سرداروں کا ہے' بلوچستان سب کا ہے اور اگر سردار حق کی بات کرتا ہے تو یقیناً میں اس کا ساتھ دوں گا۔ اگر مرکز یہ کہتا ہے کہ ہم نے بہت مہربانی کی ہے' ابھی ہمارے ایک سردار نے جو بیان فرمایا کہ فرانس سے پانی کی بوتلیں منگوائی جاتی ہیں اور یہاں فرانس کا پانی پیا جاتا ہے' اس کے بچے انگلینڈ اور لندن میں پڑھتے ہیں' اگر کوئی غریب بات کرتا تو اور بات تھی وہ تو خود ان سرداروں میں سے ہے۔ اگر کوئی غریب یا متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والا شخص یہ بات کرتا تو بہتر تھا۔ جناب!

ملے جو خشک روٹی آزاد رہ کر

ترے خوان نعمت سے بدرجہا بہتر

یہ نہیں ہے کہ بندوق کی نوک پر کہا جائے کہ بلوچستان کا مسئلہ میں حل کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب والا! یہاں ہم بلوچستان کے مسائل پر بار بار

بحث کرتے ہیں لیکن ہماری تجاویز پر عملدر آمد کرانے والا کون ہے ؟ یہ ہم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ سینیٹ کو کوئی اختیار نہیں ہے ۔ جناب چیئرمین! بے ادبی معاف، آپ کو کوئی اختیار ہے، نہ قومی اسمبلی کو کوئی اختیار ہے نہ یہاں کے وزیر اعظم کو کوئی اختیار ہے ۔ یہاں اختیار ایک فرد واحد کو حاصل ہے، وہ اس ملک کو غلط چلا رہا ہے۔ اگر اس کو انہوں نے کنٹرول نہیں کیا تو اس کے بہت خراب نتائج برآمد ہوں گے۔ اس لیے میں کہتا کہ بلوچستان کا issue کوئی معمولی issue نہیں ہے ۔ جناب والا! گیس ہمارے علاقے سے نکلتی ہے لیکن آج تک قریب کے علاقوں کو گیس فراہم نہیں کی گئی ہے ۔ یہ کوئی انصاف ہے؟ لہذا میری تجویز یہ ہے کہ وہاں فورسز کو cease fire کا فوراً حکم دیا جائے اور مذاکرات کے ذریعے بلوچستان کا مسئلہ حل کیا جائے۔ اس کے لیے جمیعت العلمائے اسلام نے ثالثی کا کردار ادا کرنے کے لیے پیش کش بھی کی ہے کہ اگر حکومت چاہتی ہے تو ہم ثالثی کا کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ تو میں دونوں طرف کے لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی بے گناہ لوگوں کو مارنا بند کریں۔ میں سرداروں کو بھی کہنا چاہتا ہوں کہ وہ بھی جو بے گناہ لوگ پنجابی ہیں یا جو بھی ہیں وہ انسان تو ہیں، مسلمان بھی ہیں۔۔۔ اور مرکز سے بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ بندوق کی نوک سے احتیاط کی جائے اور مذاکرات کے ذریعے مسئلے کا حل انتہائی ضروری ہے اور میری تجویز ہے کہ آپ مداخلت کریں، آپ بذات خود ایک خصوصی کمیٹی بنا کر بلوچستان issue کے حل لیے بھیجیں۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں ۔ آپ نے بہت وقت لے لیا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، وزیرستان میں کوئی غیرملکی نہیں ہے ۔ القاعدہ کے نام پر لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ یہ وہی لوگ تھے جیسا کہ ہمارے ساتھی نے کہا، پہلے مجاہد تھے آج دہشت گرد ہیں۔ جب امریکہ کی ضرورت نہیں ہے تو آج دہشت گرد ہیں ۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت زبردست موضوع ہے اور بہت زبردست تقریریں ہوئی ہیں۔ بلوچ قوم ایک بہت بہادر اور ایک بڑی تاریخ کی

حامل قوم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے عربوں میں ان کی بہادری کے گیت گائے جاتے تھے۔ ان کو عرب فوجوں میں بھرتی کیا جاتا تھا۔ ان کی بنی ہوئی تلواریں وہاں چلتی تھیں اور بلوچ کا عربی تاریخ میں، اسلامی تاریخ میں بہت سنہری باب ہے اور یہ پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ بلوچستان جیسا صوبہ اور بلوچ جیسے بہادر لوگ ہماری قوم کے نمائندے ہیں، ہمارے بھائی ہیں لیکن ان تمام تقریروں میں ایک بنیادی بات کا خیال نہیں رکھا گیا کہ جب بات ہوتی ہے اور مقرر چھٹا، ساتواں گیئر دباتا ہے تو وہ فوراً کہہ جاتا ہے کہ باز آجاؤ یہ ملک ٹوٹ جائے گا یا حکمران ہوش کے ناخن لیں اور آنکھیں پھاڑ لیں، کھول لیں۔ یہ بڑی عجیب سی باتیں ہیں۔ حکمران بھی پریشان ہیں جیسے میں پریشان ہوں، جیسے آپ پریشان ہیں، جیسے ہر تحریک کا قائد اور ہر تحریک کا ممبر اور ہر پاکستانی، جاہل ہو یا پڑھا لکھا ہو وہ اس صورت حال سے پریشان ہے اور اس کو حل کرنے کی بڑی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ جیسا بھی وہ کر سکتا ہے، جتنا بھی وہ کر سکتا ہے۔

یہ ملک اس لیے نہیں بنا تھا کہ اس کے رہنے والے اگر تھوڑی سی لڑائی ہو جائے تو وہ کہیں کہ یہ ٹوٹ جائے گا، ورنہ 1971ء کا سانحہ دوبارہ ہو جائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا اور اب اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتے ہیں کہ یہ ملک ٹوٹے۔ (عربی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم ارادہ کرتے ہو اور میں بھی ارادہ کرتا ہوں، اللہ جو ارادہ کرتا ہے وہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ یہ جو بلوچستان کا مسئلہ ہے، یہ جو وزیرستان کا مسئلہ ہے یا کشمیر کا مسئلہ ہے یا پنجاب کا مسئلہ ہے یا کسی محلے کا مسئلہ ہے، جتنے بھی مسائل ہیں، اس بات کو اس سے بہت دور ہونا چاہیے، کروڑوں میل دور ہونا چاہیے کہ پاکستان کی وحدت اور سالمیت پر کوئی بات کرنے کی طاقت رکھے یا بات کرنے کی جرات کرے۔ اس بات سے ہر شخص کی تقریر مبرّا ہونی چاہیے اور دور ہونی چاہیے۔ اس لیے کیونکہ کائنات میں اللہ تعالیٰ نے ایک محوری نظام پیدا کیا ہے۔ وحدت کائنات ہے، وحدت الٰہ ہے، وحدت قانون ہے، وحدت دستور ہے۔ ایک بیٹے یا بیٹی کے دو باپ نہیں ہو سکتے، ایک بیوی کے دو خاوند نہیں ہو سکتے، ایک قبیلے کے دو سردار نہیں ہو سکتے، ایک ملک کے دو قانون نہیں ہو سکتے، ایک ملک کے دو سربراہ نہیں ہو سکتے، ایک ملک میں دو حکومتیں بھی نہیں ہوسکتیں اور اس پوری کائنات کے دو خدا نہیں ہو سکتے۔ اگر دو خدا ہوتے تو (عربی) اللہ نے فرمایا پھر فساد ہوتا اور پھر پوری کائنات تباہ ہوجاتی۔

اب اس وقت ہم جو کہہ رہے ہیں' ہمارے یہ بڑے بڑے بزرگ بیٹھے ہیں' ان کی تقریریں سن کر مجھے بڑے فوائد حاصل ہوئے اور میں ایک دفعہ پھر سے طالب علم بن گیا ہوں اور میں پڑھ رہا ہوں ان سے۔ بات چیت کرنی چاہیے۔ ہمارے قائد الطاف حسین' جن کی جماعت کی طرف سے میں آیا ہوں' ان کو اتنا دکھ اور درد ہے اس مسئلے کا کہ انہوں نے سب سے پہلے Pearl Continental, Karachi میں ایک بہت بڑی کانفرنس ایم کیو ایم کی طرف سے طلب کی اور اس میں تمام لیڈروں نے آزادی کے ساتھ اپنی اپنی رائے پیش کی کہ بلوچستان کا کیا حل ہونا چاہیے۔ مخالفین بھی تھے' محافظین بھی تھے۔ ایک بڑا بہترین مقرر' میرا خیال ہے ان کا نام نصر اللہ کاکڑ تھا یا کیا تھا انہوں نے بڑی بہترین تقریر کی اور انہوں نے اپنے خیالات پیش کیے۔ ماشاء اللہ' اللہ کے فضل سے دو' چار دنوں کے بعد اس کو اتنے برسٹ مار کر قتل کر دیا گیا کہ اس بے چارے کا پوچھنے والا کوئی نہیں رہا۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آج اتنے میرے محترم اراکین ایوان بالا میں ہیں' کیا اس بات پر اصولی طور پر متفق ہیں کہ حکومت کے اندر کوئی حکومت ہونی چاہیے؟ پہلے اس بات پر بحث ہو جناب چیئرمین۔ ایک گھر میں دو باپ ہونے چاہییں۔ ایک قبیلے کے دو سردار ہونے چاہییں۔ ایک ملک میں دو حکومت' حکومت کے اندر حکومت در حکومت ہونی چاہیے۔ پہلے اس بات پر بات ہو۔ اگر حکومت در حکومت کی کوئی تائید کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کے ساتھ وفادار نہیں ہے اور نہ وہ دین دار اور نہ اس کی رائے میں کوئی اخلاص ہے۔ اس لیے کہ حکومت اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک ہی ہوگی۔ آرڈر ایک ہی ہوگا' دین ایک ہے' خدا ایک ہے' قرآن ایک ہے لہذا آرڈر بھی ایک ہی ہوگا۔ جب صدر پاکستان اور وزیراعظم لوگوں کے انتخاب کردہ طریقے کے مطابق آئیں گے تو قرآن کے مطابق (عربی) اللہ کی اطاعت کرو' رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولی الامر ہیں ان کی اطاعت کرو۔ اب بات رہ گئی مظلوم بلوچ کی۔ اس کے لیے میں نے بہت کچھ تیار کیا ہے لیکن کیا کروں وقت نہیں ہے' تھوڑی سی بات کر کے میں اس کو ختم کرتا ہوں۔ آپ محترم چیئرمین! مجھے یہ بتائیں کہ اتنے دن ہوگئے ہیں آپ کو سنتے ہوئے' آپ نے کبھی یہ بات بھی سنی ہے کہ مذاکرات تو ہونے چاہییں: میں بھی کہتا ہوں کہ مذاکرات ہونے چاہئیں۔ میرا قائد الطاف حسین بھائی بھی کہتا ہے کہ مذاکرات ہونے چاہییں۔ ہماری یہ تحقیق ہے کہ کوئی ملٹری اپریشن

نہیں ہو رہا۔ اگر پارلیمنٹ لاجز میں کوئی بدمعاش، لفنگا مجھے آکر قید کر کے واش روم میں بند کر دے تو آپ کا فرض ہے کہ آپ مجھے آکر چھڑائیں گے۔ جب آپ مجھے آکر چھڑائیں تو باہر شور مچا دیا جائے کہ جناب! پارلیمنٹ میں تو ملٹری اپریشن ہو رہا ہے۔ یہ حکومت کا حق ہے کہ جہاں پر مظلوموں پر ظلم ہو رہا ہے وہاں جو کچھ بھی حکومت رکھتی ہے اس کی تحقیق ہو سکتی ہے۔ اب بات رہی مذاکرات کی، میں یہ نہیں چاہتا کہ مولانا جے' قے سمیت بیٹھ جائیں۔ وقت بہت ہو گیا ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا، میں جلدی ختم کر رہا ہوں، یہ سب کچھ میں اپنے لیے محفوظ رکھتا ہوں۔ مجھے آپ محترم چیئرمین صاحب! بتائیں اور جتنے یہاں پر اراکین محترم بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سب سے جونیئر ہوں، میں ہاتھ جوڑ کر پوچھتا ہوں، قائد تحریک الطاف حسین کہتے ہیں کہ مذاکرات ہونے چاہئیں۔ آپ بھی کہتے ہیں، چھوٹے بھی کہتے ہیں، یہ بزرگ بھی کہتے ہیں، مجھے یہ بتائیں کہ مذاکرات کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔ مذاکرات شخصی مفادات پر ہوں یا مذاکرات ان مظلوم بلوچوں کے لیے ہوں کہ اگر تھوڑی سی غلطی کرے تو کہیں کہ پانچ عورتیں نواب صاحب کو پیش کرو یا مذاکرات شخصی مصالحت کی بنا پر ہوں گے کہ آپ ہمیں اتنے کروڑ دیتے تھے اب اتنے کروڑ دیں۔ آپ جو ایک سو چالیس ارب یا دس ارب روپے خرچ کر رہے ہیں، آج اگر حکومت بے ایمان ہوتی تو اس کا آدھا نہیں، چوتھا حصہ ان کو دے کر چپ کر کے وقتی طور پر ان کو بٹھا دیتی۔ کیوں حکومت مصر ہے اس بات پر کہ غریب بلوچوں کے لیے بنائیں گے۔ پولیس کے سٹیشن بھی بنیں گے، فوج کے سٹیشن بھی بنیں گے، وہاں پورٹ بھی بنے گی، سکول بھی بنیں گے، کالج بھی بنیں گے۔ جب بنانے لگتے ہیں تو اس کو damage کرنے کے لیے تمام باطل طاقتیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی تقریر نہیں ہے۔ یہ بتایا جائے کہ آج تک اٹھاون سال سے، چھوٹے چھوٹے لوگوں کو جیل میں ڈالا جا رہا ہے اور غریب عورتوں کو اور غریب بلوچوں کو غلام بنا کر رکھا جا رہا ہے۔ یہ کون سے جمہوری نظام میں جائز ہے۔

(Question کی آوازیں)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ : Question کر لیجیے گا، میں آپ کا شاگرد ہوں، لیکن مجھے یہ بتایا جائے کہ اب جو بات ہوگی وہ ذاتی مفادات پر ہوگی یا وہ جمہوریت اور مظلوم

بلوچوں کے لیے ہو گی۔ مجھے چاہیے کہ اب کوئی صاحب دو چار تقریریں اس پر کرے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی لیاقت علی بنگزئی صاحب۔ آپ کا نام دو دفعہ میں بلا چکا ہوں، یہ تیسری دفعہ ہے۔ مختصر رکھیے گا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر اس بات سے شروع کروں گا کہ کہتے ہیں کہ

جس کو خبر نہیں اس کو جوش و خروش ہے

جو پا گیا ہے راز وہ گم ہے خاموش ہے

جناب چیئرمین! بلوچستان کے حوالے سے میں مختصر سی بات کروں گا۔ میرے کئی دوستوں نے بات کی ہے لیکن میں repetition کا قائل نہیں ہوں۔ میں کچھ تجاویز دوں گا۔ ہمارے ایک دوست نے کل بتایا کہ ہم گولی کی بجائے بولی کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں ہدف تنقید بنایا کہ آپ بولی کی بات کیوں کر رہے ہیں۔ بولی سے مراد آپ پیسے لینا چاہتے ہیں۔ چونکہ وہ ہماری جونیئر دوست ہیں شاید ان کو ہماری سیاست کے یہ اہداف جو ہیں، اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! بولی سے ہم dialogue مراد لیتے ہیں اور

iscuss and debate and then delivery

ہمارے ہاں مصیبت یہ ہے جناب چیئرمین! کہ ہم جب بھی کوئی بات کرتے ہیں، حقائق سے آنکھیں چرا کے بات کرتے ہیں جبکہ حقائق روز روشن کی طرح ہمارے سامنے ہیں۔ ہم نے یہ ملک کس لیے حاصل کیا؟ یہ کوئی سو ڈیڑھ دو سو سال پہلے کی پرانی تاریخ نہیں ہے۔ وہ کردار آج بھی الحمدللہ بقید حیات ہیں اور وہ اس چیز کی گواہی بھی دیں گے کہ جو بھی قربانیاں ہم نے دیں اس ملک میں لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے قانون کو نافذ کرنے کے لیے، آج ہم نے ان مطالبوں سے، ان نعروں سے روگردانی کر لی ہے۔

جناب چیئرمین! المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں سول اور ملٹری بیوروکریسی نے ساٹھ سال تک وہ گند مچایا کہ ہمیں بحیثیت پاکستانی قوم کے پنپنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ آج ہم میں سے ہر ایک اپنی ذیلی پہچانوں پر نازاں ہے۔ اگر ہم لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ کے حوالے سے ایک ہو

جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ان مسائل کا سر اٹھاتے ہی قلع قمع کیا جاسکتا تھا۔ مسئلہ بالکل سیدھا سادھا ہے۔ بلوچستان کا مسئلہ کیا ہے لیکن نیتوں میں کھوٹ ہے۔ یہ جو شعلہ لپک رہا ہے' جو چنگاری ہے ہم اسے مزید ہوا دے رہے ہیں بجائے بجھانے کے۔ میری تجویز ہے جناب چیئرمین! کہ ہم بالکل صاف ذہن ہو کے' ہماری حکومت تمام پارٹیوں پر مشتمل ایک گول میز کانفرنس بلائے اور اس میں جیسے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ discuss ہو ' dialogue ہو اور پھر اس کے بعد debate ہو اور اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ open forum میں نہ ہو تو in-camera اس کا بندوبست ہو سکتا ہے۔

موجودہ عالمی سیاسی تناظر میں بھی دیکھ لیجیے کہ اللہ تعالٰی نے ہمیں ایک اورموقع دیا کہ ہم White House کو سیدھی راہ دکھانے کے لیے بلا تاخیر اپنی سیاسی جماعتوں کو بلا کر ' اور ان کو اعتماد میں لے کر کم ازکم یہ message تو ان کو convey کرا سکتے ہیں کہ جس طرح وہ ہمیں ذلیل و رسوا کر کے خوش ہو رہے ہیں اور داخلی اور خارجی پالیسیوں پر میں بعد میں بات کروں گا لیکن اسی تناظر میں' میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ وہ کم از کم اس وقت سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر ان کو بھی آنکھیں دکھا سکتے ہیں۔

اب آپ دیکھیں کہ ہمارے ہاں کوئی مسئلہ نہیں' it is self-created crisis. کہیں بھی کوئی دھماکا ہو' کہیں بھی firing ہوتی ہے' اس کے پیچھے اگر آپ تھوڑی سی محنت کریں تو آپ کو نظر آئے گا کہ کرنے والے کون ہیں۔ بدنامی کسی اور کے گلے میں ڈال رہے ہیں' کرنے والے کوئی اور ہیں۔ میرے خیال میں پورے ہاؤس میں کوئی بھی انکارنہیں کرے گا کہ وہ نہیں جانتا۔

میں صرف دو منٹ آپ کے لوں گا جی' ہمارے سلیم سیف اللہ صاحب نے بڑی بات کی ایم ایم اے کی Government کے حوالے سے اور انہوں نے ہر معاملے میں محترم اسفند یار ولی خان کی تائید کی۔ میں سمجھتا ہوں being a General Secretary of Muslim League N.W.F.P ان کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے تھا کہ اسفند یار ولی خان نے ان کے حوالے سے کچھ میٹھی باتیں کیں' لیکن کچھ تلخ باتیں بھی کیں۔ انہوں نے میٹھا میٹھا ہپ' کڑوا کڑوا تھو' وہ تھو کر کے پھینک دیا' ایم ایم اے کے سلسلے میں۔ اسفند یار ولی خان صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ

جس قدر بھی یہاں شورش ہو رہی ہے' اس میں آپ کی حکومت involve ہے۔ انہوں نے یہ quote نہیں کیا۔ مرکزی حکومت کا انہوں نے کہہ دیا اور انہوں نے کہا کہ جی ایم ایم اے یہ ہے' فلاں ہے۔ اس پر میرے دوست بات کرلیں گے۔ میں ان سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ ذرا اگر کسی کی اچھی باتوں کی تائید کرتے ہیں تو جو بات ان کو تلخ لگے' اس پر بھی ذرا اظہار خیال کریں۔ و ما علینا الا البلاغ۔

جناب چیئرمین، محمد عباس کمیلی۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت کیا۔ اس وقت بلوچستان اور وزیرستان میں جو صورت حال ہے' وہ نہایت ہی گھمبیر ہے۔ ملک کی سلامتی کا سوال ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ملکی مسائل کو سنجیدگی کے ساتھ لیں اور ہرصورت میں امن و امان بحال ہونا چاہیے اور جو قتل و غارت گری ہو رہی ہے' اسے فوری طور پر رک جانا چاہیے۔ میں جناب پروفیسر خورشید صاحب کی suggestions سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ اسی طرح سے جناب بابر اعوان صاحب نے بھی جو suggestions دی ہیں' یقینا وہ قابل عمل ہیں۔ Extra judicial killings نہیں ہونی چاہئیں۔ جو لوگ بے گناہ اسیر ہیں' بغیر مقدمات کے' ان کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ یہی کل مشاہد حسین صاحب نے کہا ہے۔ طاقت کسی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ ہتھیاروں سے مسائل حل نہیں ہوتے اور جب یہ بات کہتا ہوں تو دونوں طرف apply ہوتی ہے۔ اسلحے اور ہتھیاروں سے مسائل حل نہیں ہوتے' یہ بات حکومت کو بھی پیش نظر رکھنی چاہیے اور جو لوگ ہتھیار' دوسری طرف سے اٹھائے ہوئے ہیں' ان کو بھی۔ مذاکرات ہی حل ہے۔ بات چیت ہی کے ذریعے مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ طاقت کے ذریعے نہیں۔ آج کل اسلحہ عام ہے۔ صرف حکومت کے پاس نہیں' لوگوں کے پاس بھی اسلحہ ہے' لہذا یہ مسئلہ کہیں بھی رکنے والا نہیں ہے اور وہ حالات پیدا ہوتے جا رہے ہیں جو ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان میں تھے تو ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ مذاکرات ہی حل ہیں اور جیسا کہ بابر اعوان صاحب نے بھی ایک حدیث کا حوالہ دیا' میں بھی یہی کہوں گا اور قرآن مجید بھی یہی کہتا ہے کہ اگر دو گروہ مومنین کے آپس میں ٹکرا رہے ہوں اور ان میں قتل و غارت

گری ہو رہی ہو تو فاصلحوا بینھما تو ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو' اس august House کا اس وقت یہی کردار ہونا چاہیے کہ یہ august House یہ کوشش کرے کہ جو قتل وغارت گری ہو رہی ہے' خواہ وہ وزیرستان میں ہو' خواہ وہ بلوچستان میں' تو صلح کرانے کا کردار ادا کرے۔ و ان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما ان کے درمیان صلح کرا دو' لیکن ساتھ قرآن یہ بھی کہہ رہا ہے (فان بغت عحداھما علی الاخری اگر ان میں سے کوئی ایک بغاوت کر رہا ہے تو فقاتلوا التی تبغی کہ جو بغاوت کر رہا ہے اس کے خلاف تم کھڑے ہو جاؤ اور ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ صلح کراؤ عدل کے ساتھ' انصاف کے ساتھ۔ اگر عدل و انصاف کے ساتھ صلح کرائی جائے گی تو یقیناً وہ دیرپا ہو گی' اور اگر عدل و انصاف کو پیش نظر نہیں رکھا گیا تو پھر وہ صلح بھی دیرپا نہیں ہو گی۔ تو میں یہی گزارش کروں گا کہ خواہ وزیرستان کا معاملہ ہو یا بلوچستان کا مسئلہ ہو اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ مذاکرات کے ذریعے حل تلاش کیا جائے ۔ یقیناً مسائل ہیں اور اس وقت سب سے بڑا مسئلہ صوبائی خودمختاری کا ہے اور دوسرے صوبے بھی فریاد کر رہے ہیں۔ سندھ میں بھی یہی مسئلہ ہے' بلوچستان میں بھی یہی مسئلہ ہے' سرحد میں بھی یہی مسئلہ ہے' تو صوبائی خودمختاری کا مسئلہ بھی حل ہونا چاہیے ۔ اگر تمام صوبوں کو اختیارات دے دیے گئے' اگر ان کو ان کے حقوق دے دیے گئے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ کسی کو بغاوت کرنے کا جواز ملے گا۔ پھر بغاوت کرنے والے خود بے نقاب ہو جائیں گے۔ لیکن جب تک صوبائی خود مختاری نہیں دی جاتی جب تک صوبوں کے درمیان عدل و انصاف نہیں ہو سکتا تو آپ کیسے تمیز کر سکیں گے کہ کون بغاوت کر رہا ہے اور کون اپنے سیاسی حقوق کے لیے لڑ رہا ہے ۔ آپ پہلے عدل و انصاف کریں' آپ پہلے تمام صوبوں کو ان کے اختیارات دیں' ان کو وسائل فراہم کریں' جو صوبہ سب سے زیادہ آپ کو ریونیو دے رہا ہے آپ اسے کیا دے رہے ہیں۔ آپ کو دیکھنا ہو گا جیسا کہا گیا کہ بہت سے مقامات پر گیس نہیں ہے جب کہ بلوچستان ہی گیس دے رہا ہے ۔ کوئٹہ میں گیس نہیں تھی یا اس کے اطراف میں جبکہ دور دراز مقامات پر گیس پہنچ چکی ہے ۔ تو یہ انصاف نہیں ہے ۔ بہت سارے شہروں میں' بہت سارے گاؤں میں بہت سارے دیہات میں پانی تک نہیں ہے۔ تو لوگوں کو اگر پانی نہیں ملے گا' اگر لوگوں کو روٹی نہیں ملے گی تو پھر لوگوں کے کیا جذبات ہوں گے ۔ انہیں بڑی آسانی کے ساتھ exploit کیا جا

سکے گا اور طالع آزما جو چاہے گا انہیں اکسائے گا۔ لیکن اگر لوگوں کو حقوق مل جائیں گے، پیٹ بھر کے روٹی ملے گی، کھانا ملے گا، پانی ملے گا، عدل و انصاف ملے گا، تو پھر کوئی بھی کسی کو exploit نہیں کرسکے گا۔ تو جناب والا! سب سے بڑا مسئلہ اس وقت یہ ہے کہ عدل و انصاف ناپید ہے، صوبوں کے درمیان بھی اور ویسے بھی انصاف کتنا مہنگا ہے۔ اس کا اندازہ سب کو ہے، آپ کو بھی ہے اور مجھے بھی ہے لہذا مسائل کو سنجیدگی کے ساتھ حل کیا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بات اور بگڑتی چلی جائے۔ مولانا گل نصیب صاحب نے بڑی بروقت آیت کی تلاوت کی "(عربی) عدل کرو، عدل کرو، یہی تقویٰ کے قریب ہے لیکن اس سے پہلے قرآن کہہ رہا ہے کہ (عربی) کسی قوم کی دشمنی کہیں تمہیں عدل سے نہ ہٹا دے، دیکھیں دشمنی میں بھی عدل کو ملحوظ خاطر رکھنا بہت ضروری ہے۔۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: لڑتے ہوئے بھی دشمنی میں بھی عدل کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر دشمنی کرتے ہوئے، لڑتے ہوئے، ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہوئے، طاقت کا استعمال کرتے ہوئے عدل سے انحراف کیا گیا تو پھر یہ بات خلاف مزاج قرآن ہوگی، عدل کرو (عربی) عدل کرو یہی تقویٰ کے قریب ہے۔ اگر عدل کیا گیا تو سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ انصاف کیا گیا تو سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! آپ کا نام پہلے ہو گیا تھا۔ اب بولیں۔ مختصر رکھیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، شکریہ جناب چیئرمین! باتیں بہت ہو چکی ہیں۔ مختصر نارتھ وزیرستان میں بہتے ہوئے خون کی ارزانی پر دو جملے عرض کروں گا میرانشاہ بارودی سرنگوں سے کھنڈر بن چکا ہے۔ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ انہوں کا کیا دھرا ہے۔ پبلک کا کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ کسمپرسی کا عالم ہے۔ حکومت وقت سو رہی ہے۔ جو لٹی پٹی دکانوں پر لوگوں کا سامان ہے۔ ہوٹل ہے، سرائیں ہیں سب منہدم ہو چکی ہیں۔ گناہ عظیم کا آغاز، گاؤں کو پشتو میں (کلے) کہتے ہیں۔ کلے کے اپریشن سے ہوا۔ تین دفعہ اس پر یلغار کی گئی۔ ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ اس کے بعد باری آئی سیدگی کلے کی۔ اس پر اخباری خبر تو یہ ہے کہ

تیس کے قریب بے گناہ شہید ہوئے ہیں ۔ اصل حقیقت تو خدا جانتا ہے ۔ لوگ الزام لگا رہے ہیں کہ extra judicial killings ہوئی ہیں ۔ ہمارے اور حکومت کے درمیان ایک پردہ حائل ہے کہ اپنوں کو راز نہ بتایا جائے ۔ باہر کے میڈیا پر سب کچھ دکھایا جا رہا ہے ۔ ماچس چوک ، میرانشاہ میں ایک مدرسہ ہے اس کو تہس نہس کردیا گیا ہے ۔ اب مدرسے سے کیا ملا ، قرآن کے پھٹے پرانے اوراق ، احادیث کی کتب۔ پٹھان جب اپنے بچوں کو لوری دے کر سلاتے تھے تو ایک typical word ہے "باؤ" کرکے سلاتے تھے ۔ اب اپنوں کا نام لے کر سلاتے ہیں کہ وہ آرہے ہیں ۔

جناب والا! ذرا غور فرمائیں کہ بھائی کو بھائی کے مقابلے میں کھڑا کیا گیا ہے ۔ جو تقدس تھا اس کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت خاک میں ملایا جا رہا ہے ۔ میرے بھائی اسفند یار ولی خان اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں ۔ انہوں نے فرمایا کہ وزیرستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو افغانستان کے تناظر میں دیکھا جائے ۔ ضرور دیکھا جاسکتا ہے اور دیکھنا چاہیے ۔ انہوں نے وفاقی حکومت اور ایم ایم اے دونوں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے ۔ گورنمنٹ کی ترجمانی تو میرے بھائی جو left پر بیٹھے ہوئے ہیں new comer انہوں نے کی ۔ اب ایم ایم اے نے کس پر ہاتھ اٹھایا ہے اس کی تو انہوں نے شاید وضاحت نہیں فرمائی ۔

جناب والا! اس وقت کے سوویت یونین کے نمک خوار تھے ۔ جو اپنے آپ کو leftist کہتے تھے جن کا ماسکو، دہلی ، کابل میں بسیرا تھا بعد میں کبھی کبھی لندن یاترا پر بھی جایا کرتے تھے آج pro-capitalist, pro-feudalist ہیں ۔ کارروائیاں تو اب بھی ان ہی کے زیر سایہ ہو رہی ہیں، ایم ایم اے درمیان میں کہاں سے آئی ۔ انصاف نہیں ، ورنہ کٹہرا ان کا منتظر ہے ۔ یاد ماضی پر کچھ ان کو یاد کرایا جائے۔ کہیں یہ وہی لوگ تو نہیں ہیں جو hospitals, railway stations, PIDC house, Lahore railway bridges پر بے گناہ مسافروں کو بموں سے اڑایا کرتے تھے ۔ لوگوں کو یاد ہے وہ ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ۔ پیر اور مفتی quote کیے گئے کہ باڑہ میں پیر اور مفتی ایف ایم ریڈیو پر چل رہے ہیں ۔ اب ریڈیو چینلز کو کون کنٹرول کرتا ہے ، اس کے لیے کون سی اتھارٹی ہے، وہی جواب دیں اس کا ۔ پیر اور مفتی پیدا کرنے والے بھی تو یہی حضرات ہیں ۔ Collateral damages کی بات کی گئی اور irrationality کو

justify کرنے کے لیے یہ عذر لنگ پیش کیا گیا کہ اب بندوق تو انہوں نے اٹھائی ہی ہے۔ پھر اگر کوئی پنجابی بولتا ہے تو اس کا کام کرو۔ اگر اس علاقے میں کوئی اور زبان بولتا ہے تو اس کا گلا گھونٹو۔ یہ انصاف ہے اور یہ حالات اس حد تک لے جائے گئے ہیں۔ پینتیس کلومیٹر بارڈر کے اندر کی بات کی گئی تو بارڈر پر ہمارا کیا کام ہے۔ بارڈر جن کے ہاتھ میں ہے یا اس ایریا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب کو پتا ہے ان کا نام کیوں نہیں لیا۔ ڈر تو سب کو لگتا ہے۔

جناب والا! سلیم سیف اللہ خان نے فرمایا کہ ساڑھے تین سال ہم نے مہربانی کی ہے اور صوبہ سرحد کی حکومت کو ہم نے سانس لینے دیا ہے۔ پاکستان کے ایوان بالا میں بیٹھ کر ایک experienced politician یہ زبان استعمال کرتا ہے۔ کیا مہربانی کی ہے۔ پروفیسر ابراہیم صاحب بتا چکے ہیں کہ لوگوں نے منتخب کیا ہے تو وہ بیٹھے ہیں۔ جب لوگ کہیں گے جاؤ تو وہ چلے جائیں گے۔ گلہ ان ہی کو ہے جن کو ایم ایم اے نے عبرتناک شکست دی ہے۔ آگ لگانے اور آگ بجھانے کی بات کی گئی اس کے ساتھ یہ threat بھی دی گئی کہ حالات کی ذمہ داری صرف مرکزی حکومت پر نہیں ڈالی جا سکتی ہے اگر مرکزی حکومت ان حالات کی ذمہ دار نہیں تو پھر مرکزی حکومت باقی لوگوں کو بلا کر سر جوڑ کر بھی نہیں بیٹھتی۔ ہم تو کہتے ہیں کہ سر جوڑ کر بیٹھا جائے۔ ہمارے پرانے مہربان جو آپ کی جگہ کبھی کبھی تشریف فرما ہوتے تھے، وہ وہاں بیٹھے ہیں اور الگ سے راج کر رہے ہیں۔ فاٹا ان کی jurisdiction میں ہے۔

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، ہم تو مختصر گزارش کریں گے۔ کچھ باتیں جنرل صاحب کی تعریف میں بھی کی گئی ہیں، اچھی بات ہے ہم بھی تعریف کرتے ہیں۔ بلوچستان کے حوالے سے جو کچھ ہو رہا ہے کسی سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ مشاہد حسین صاحب کی کمیٹی اور وسیم سجاد صاحب کی کمیٹی کی بات کی گئی تو اگر اس کو صحیح spirit میں implement کیا جاتا تو شاید یہ حالات نہ ہوتے۔ ہمارے ایک دوست نے tribal system سے ناواقفیت کی بنیاد پر ایک بات کی ہے کہ نوابوں کو پانچ پانچ عورتیں پیش کی جاتی ہیں۔ وہ شاید tribal system سے واقف نہیں ہیں ورنہ ایسی بات نہ کرتے۔ نواب ہمارے طبقے کے محترم، باعزت لوگ ضرور ہوتے

ہیں' ان کی activities کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں اگر کوئی ایسی ویسی بات کرتا ہے تو خود federal government اس سسٹم کو جاری رکھنے کے حق میں ہے۔ 1973 میں اس وقت کی بلوچستان اسمبلی نے ایک unanimously resolution پاس کیا کہ اگر federal government اس سسٹم کو جس کے خود سردار عطا اللہ مینگل Chief Minister تھے' نہیں چاہتی تو اس system کو ختم کر دے لیکن اس وقت سے لے کر آج تک federal government کی چاہت ہے کہ یہ سسٹم رہے۔ جب رہے تو رہے۔

میں آخری گزارش یہ کروں گا کہ ہماری سفارشات میں صوبائی خود مختاری کے حوالے سے چار نکات record پر موجود ہیں کہ دفاع' امور خارجہ' کرنسی اور مواصلات اور Production and Defence مرکز کے پاس رہیں باقی صوبے جائیں اور ان کا کام جانے۔ ایک اور صاحب نے بات کی کہ ایک گھر میں دو میاں' دو فلاں' دو دو یہ نہیں ہو سکتے' دو حکومتیں نہیں ہو سکتی۔ ہم چار حکومتوں کو مانتے ہیں' مرکز کو مانتے ہیں' صوبے کو مانتے ہیں' تحصیل کی حکومت کو مانتے ہیں' ضلع کی حکومت کو مانتے ہیں لیکن پھر بھی ہم مسلمان ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب محمد نصیر خان مینگل۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل : بہت بہت شکریہ کہ آپ نے موقع دیا کہ ہم بھی اظہار خیال کریں۔ ہم بھی اپنے آپ کو بلوچستانی سمجھتے ہیں۔ ہمارا تعلق بلوچستان سے ہے' ہم بلوچستان کے سود و زیاں میں شامل ہیں اس floor سے میں کہتا ہوں کہ جن کی جتنی قربانیاں ہیں ہماری ان سے زیادہ ہیں۔ ترازو کو لا کر اگر تول لیں تو ہماری قربانیاں' بلوچوں کی کسی سے کم نہیں ہیں' چاہے وہ جیل ہو' چاہے وہ لوگوں کے حقوق ہوں' چاہے قید و بند ہو لیکن ہمارے بزرگوں نے خوشحال بلوچستان کے لیے کام کیا ہے جو پاکستان کے اندر زیب دیتا ہو۔ پاکستان پر آنچ نہ آتی ہو۔ پاکستان کے استحکام پر کوئی نظر نہ لگائے اور پاکستان کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ میں اس بات کو اس floor پر clear کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچ مختلف نہیں ہیں کہ ایک اصلی ہے اور دوسرا نقلی۔ نہیں یہ تمام اصلی بلوچ ہیں۔ اگر قربانی کو دیکھا جائے تو ہم ان سے بھی اصل ہوں گے۔ جان محمد جمالی آیا' جمالی اپنے ووٹوں سے آتا ہے' وہ ایک بلوچ ہے۔ وہ سالہا سال سے آتا ہے۔

صرف یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے نانا نے پاکستان بنانے میں کردار ادا کیا اور اس نے کچھ نہیں کیا یا نصیر مینگل نے کچھ نہیں کیا' ان کے باپ نے پاکستان کے لیے قربانی دی۔ بھائی پاکستان کے لیے سب کچھ کیا اور پاکستان کے لیے کرتے رہیں گے۔ بلوچستان کے حقوق لینے کے لیے ان سے زیادہ ہماری قربانیاں ہیں لیکن within the framework of Constitution and Pakistan. یہ آج میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اصل بلوچ' نقلی بلوچی کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں challenge کرتا ہوں کہ قلی کیمپ میں کون تھے' کیا ہمارے بزرگ نہیں تھے' کیا شہیدوں میں وہ تھے' ہمارے نہیں تھے۔ وہ ہمارے لوگوں کے بل بوتے پر سب کچھ کرتے رہے ہیں اور credit لیتے جا رہے ہیں۔ وہی ہماری بیساکھیوں سے بلوچستان میں چلتے رہے' وہ credit لیجا رہے ہیں۔ یہ اسرار زہری صاحب کہہ رہے تھے' نواب محبوب خان کہتے تھے شہید ہے' نواب محبوب خان' خان قلات کے ساتھ پاکستانیت کی بات کرتے تھے' اس وقت میرے والد صاحب تھے' ان کو تو appreciate نہیں کیا گیا' اب شہید ہوا تو اب یہ اس کی شہادت کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں' اگر فائدہ اٹھانا ہے تو سردار دودو خان کا لڑکا اور نواب کا پوتا اسرار زہری ہے' یہ اس کے credit میں جاتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ 1985ء میں جب میں غلام قادر مرحوم کے زمانے میں منسٹر تھا تو ایک جلوس نکلا' کسی کی دکان کو جلایا گیا' جب جلا دیا گیا تو اس آدمی کی لاش کو اٹھانے نہیں دیا گیا اور گورنر ہاؤس لے گئے' وہاں میرا جاننے والا آ گیا اور کہنے لگا کہ جب تک میرا والد زندہ تھا' چپلی بیچتا تھا اور کوئی قریب نہیں آتا تھا' آج شہادت کا درجہ دے کر اس کی میت خراب کر رہے ہیں۔ خدارا وزیر اعلیٰ کو کہو میت ہمارے حوالے کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے کا خون بہا کر credit لینا چاہتے ہیں' دوسروں کو مروا کر شہادت کا credit لینا چاہتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ بھئی! بلوچستان ہے' ہم سب بلوچ ہیں' ہم سب کا contribution ہے' اگر اس ہاؤس میں آئے ہیں تو کسی selection سے نہیں آئے ہیں' اپنی حیثیت سے آئے ہیں اور اس حیثیت سے ہم نے ووٹ لیے ہیں۔ بلوچستان اسمبلی میں جام یوسف کی حکومت ہے' اگر وہاں وہ آئے ہیں تو وہ لسبیلہ سے ووٹ لے کر آئے ہیں' اگر مسلم لیگ کی حکومت ہے تو عوام الناس نے ان کو ووٹ دیا ہے' وہاں پر ہمارے members ہیں' سب سے بڑی majority کی پارٹی ہے' یہ کونسا ترازو

ہے جس میں تولا جاتا ہے کہ اس کا وزن زیادہ ہے اور اس کا کم ہے۔ اگر وزن کے حساب سے دیکھا جائے تو یونین کونسل level تک ہمارے لوگ ہیں' district level تک ہیں' ہمارے سب سے زیادہ ووٹ تھے۔ اگر اس طریقے سے دیکھا جائے تو federation, Senate and National Assembly میں کسی کے ایک یا دو ممبر ہیں اور ہم کہیں ان کا کوئی وزن نہیں ہے تو ہمارے پاس وہ وزن بن جاتا ہے۔

ایک بات کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کو بلوچستان کے لیے اگر فکر ہے تو ہمیں ان سے زیادہ فکر ہے۔ اگر بلوچستان کے لیے کسی نے قید و بند اور خون دیا ہے تو ہمارے بزرگوں نے زیادہ دیا ہے' اگر قلی کیمپ گئے ہیں تو اس میں ہمارے بزرگ گئے ہیں لیکن اس بلوچستان کے لیے جو پاکستان کے اندر ہو' اس کے لیے ہم کام کرتے رہیں گے' ہم اس سے باہر نہیں جا سکتے' اس کے اندر رہیں گے۔ خوشحال بلوچستان اس وقت ہو گا جب پاکستان خوشحال اور مضبوط ہو گا۔

دوم' یہ کہا گیا کہ پارلیمانی پارٹی کو کیوں کام نہیں کرنے دیا گیا؟ چیئرمین صاحب! معذرت کے ساتھ' پارلیمانی پارٹی میں' میں ممبر تھا' میرے دوسرے اصحاب تھے' ہم ہر جگہ گئے' appreciate کیا گیا۔ یہاں کا ایک طریقہ کار ہے کہ جب final ہوتا ہے اس وقت یہ لوگ بھاگ جاتے ہیں تو اس وقت انہوں نے خود وہاں سے راہ فرار اختیار کی' اگر ساتھ بیٹھتے' وہ recommendations چلی جاتیں' متفقہ فیصلہ ہوتا اور آج اس پر عمل درآمد ہوتا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ اگر اس پر عمل درآمد ہو تو 80% بلوچستان کے مسائل ختم ہو جائیں گے۔ جب ختم ہو جائیں گے تو ان کو وہاں رہنے کا کوئی موقع نہیں ملے گا۔ لہذا انہوں نے boycott کیا۔ کہتے ہیں کہ جی کوئی بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہے' جنرل پرویز مشرف صاحب گئے' وہ elected President of Pakistan ہیں' وہ افواج پاکستان سے ہیں اور پاکستان کی فوج کی یونیفارم میں ہیں' ہندوستان کی فوج کی یونیفارم میں نہیں ہیں کہ ہم انہیں اتنی حقارت سے دیکھیں۔ Then he is an elected President of Pakistan. اس نے معذرت کی' اس نے علی الا علان کہا کہ آؤ بیٹھو' بات کرتے ہیں۔ میں گورنر ہاؤس میں موجود تھا تو ایک صاحب اٹھے نواب ذوالفقار مگسی کے بھائی جو کہ District Nazim تھے' اٹھے اور انہوں نے کہا کہ بات کرنا چاہتے ہیں تو انہوں

نے کہا کہ لے آؤ، میں کوئٹہ میں بیٹھوں گا اور میں حکومت کی طرف سے بات کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اب sincerity کے ساتھ مسئلے کو حل کرنا چاہیے، وہ جانتے ہیں کہ ہم بیٹھیں گے تو یہ سب چیز ماننے کے لیے تیار ہو جائے گا لیکن وہ چیز مانگنے کے لیے in the larger interest of the all Balochis, Pushtoon and Seculars جو بلوچی ہیں، سب کے مفادات ہیں۔ میرے ایک دوست اسرار زہری نے کہا کہ پارلیمان بحث کر رہی ہے، دوسرے ذرائع سے بات کر رہے ہیں۔ یہ تو چند صاحبان ہیں، باقی تو ایسے ہیں کہ جیسے بچوں کی گاڑی ہوتی ہے کہ چابی دیتے ہیں تو تھوڑی سی چلتی ہے، چابی ختم ہوتی ہے رک جاتی ہے، یہ تو سب اسی قسم کے ہیں، ان کی کوئی say نہیں ہے، ان سے آپ کیا توقع رکھیں گے؛ ان کے bosses سے بات کریں، bosses بات کرتے ہیں، ان سے بات نہیں بنتی ہے تو ان کو چابی دیتے ہیں، مت مانگو، یہ چلے جاتے ہیں۔ تو اس لیے اگر بات کرنی ہے تو بات چیت اچھی چیز ہے، dialogue اچھی چیز ہے، خون خرابہ بہتر نہیں ہے لیکن with the integrity of the country and nation اور ساتھ ہی اپنے لوگوں کو بھی اعتماد میں لیا جائے۔ یہ شرط نہیں ہونی چاہیے کہ elected Chief Minister موجود ہے تو ہم اس سے بات نہیں کریں گے۔ جب آپ بلوچستان سے elected ہیں اور بلوچوں کی بات کر رہے ہو اور اس he is elected Chief Minister تو اس کی اپنی authority ہے تو اس کی بات ماننی چاہیے، اس کو بٹھانا چاہیے، جمالی صاحب کو بٹھانا چاہیے، دوسروں کو بٹھانا چاہیے کیونکہ یہ پاکستانیت کی بات کرتے ہیں، ان کو مت بٹھائیں تاکہ ہم سے خفیہ معاملہ کریں تو اس طریقے سے بات نہیں ہو سکتی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جہاں تک dialogues کا تعلق ہے، جہاں تک بات چیت کا تعلق ہے، اس بات چیت کے لیے ہر forum پر Federal Government تیار ہے، President مشرف صاحب تیار ہیں، آپ کے وزیر اعظم صاحب تیار ہیں، باقی لوگ چاہتے ہیں کہ dialogue ہی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے کبھی یہ افسوس ہوتا ہے کہ اس House میں مجھ سے بہت senior بیٹھے ہوئے ہیں، پاکستان کی تاریخ کی طرف نظر نہیں ڈالتے۔ ایک ہمیں شعر و شاعری نہیں آتی، سیدھے، سادھے لوگ ہیں، اتنے زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ دوسری لفاظی اور تقریریں بھی نہیں آتی ہیں، دبنگ انگریزی مار کر ادھر ادھر چلتا کر دیا۔ مجھے بتاؤ، سب اس پارلیمنٹ میں بیٹھے ہو کہ کیا 58 میں operation نہیں ہوا؟

آپ کہتے ہیں کہ آج مشرف صاحب کر رہے ہیں، کیا 62 سے 67 تک نہیں ہوا؟ اس وقت آپ لوگ کہاں تھے؟ یہی لوگ تھے، یہی لوگ حکومت میں موجود تھے جو کہ آج اس پر تنقید کر رہے ہیں۔ What about 53 to 57? اس وقت civilian Government نہیں تھی؟ وہاں بمباری نہیں ہو رہی تھی؟ وہاں operation نہیں ہو رہا تھا؟ بھائی اگر مفاہمت ہے تو ہم مان لیتے، ان مراحل سے گزرتے رہے ہیں۔ ہم ابھی بھی چاہتے ہیں کہ وہاں کوئی---ابھی کل کا واقعہ دیکھیں کہ لوگ picnic کے لیے جاتے ہیں، وہاں چن کر تین آدمیوں کو علیحدہ کیا جاتا ہے، ہم کہتے ہیں کہ پاکستانی ہیں، بلوچ، پشتون، سندھی، پنجابی، سرائیکی، settlers جو مسلمان ہیں اور بعد میں پاکستانی ہیں۔ ایک کلمہ گو ہیں، پاکستان اسلام کے نام پر لیا گیا، امت کا تصور ہے، وہ بہت بڑی فلاسفی ہے۔ چار آدمیوں کو قتل کیا جاتا ہے، گاڑی سے اتار کر تین آدمیوں کو قتل کیا گیا۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، 28 آدمی mines میں مارے گئے، کیا یہ عام شہری نہیں ہیں؟ اس طرف کہتے ہیں کہ writ of Government نہیں ہے۔ اگر Government کچھ کرتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ زیادتی ہو رہی ہے تو آ کر راستہ بتایا جائے کہ کونسا راستہ اختیار کیا جائے۔ لہذا، عوام کی عزت اور جان و مال کا تحفظ انہی کے لیے ہے تو اس لیے Government کو چند مواقع پر اقدامات کرنے ہوتے ہیں تاکہ مسائل حل ہو جائیں۔ اس کے لیے ہماری Federal یا Provincial Government ہو یا Parliamentarians ہوں، ہمیں سب سے زیادہ ہمدردی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ مسائل حل ہونے چاہیں۔ مسائل کے حل کے لیے ہر اقدامات کے لیے Government تیار ہے۔ پھر ترقیاتی کام بھی ہو رہے ہیں، وہاں projects بھی ہیں، Gwadar Port بھی ہے۔ پہلے کہتے تھے کہ بلوچستان میں کوئی port نہیں بنا رہے ہیں، جی کوئی ڈیم نہیں بنا رہے ہیں، جب بننے لگے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بننے نہیں دیں گے۔ بھئی! چند اراکین کے مفاد میں تو نہیں ہونا چاہیے، اس کا تمام benefit بلوچستان کو جانا چاہیئے۔ جیسے اسرار صاحب نے کہا کہ کل مجھے کئی فون آئے کہ ایک ہفتے سے بجلی بند ہے، پینے کے لیے پانی نہیں ہے، زمینداروں کی فصلیں سوکھ رہی ہیں، باغات سوکھ رہے ہیں۔ یہ کس کا نقصان ہو رہا ہے؟ یہ عوام

الناس کا ہوتا ہے' general عوام الناس' عام آدمی جس سے مستفید ہوتا ہے۔ بم مارا جائے اور سڑکیں ٹوٹ جائیں یا ہماری جو دوسری installations ہیں' وہ سب کا نقصان ہے۔ خدارا! ایسا راستہ اختیار کیا جائے جس میں پاکستان کی عظمت' پاکستان کا استحکام مجروح نہ ہو اور جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے' اگر یہ dialogue سے حل ہو جاتا ہے تو اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ mines Government بچھا رہی ہے یا FC بچھا رہی ہے---

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، یہ بتا دیا جائے کہ mines سے کتنے شر پسند یا جنہوں نے کیا ہے' وہ مرے ہیں؟ ایک آدمی نہیں مرا ہے یا معصوم بچے' خواتین' مرد مرے ہیں یا police/levis کے لوگ مر گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سرکار اور حکومت کی طرف سے ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ میں پھر بھی بحیثیت اپنی پارٹی credit چوہدری شجاعت صاحب کو دیتا ہوں' بہت وضعدار آدمی ہیں' بہت traditional آدمی ہیں' بہت ولائتی آدمی ہیں' صلح پسند ہیں' پہلے کوشش کر رہے تھے' ان کی ابھی بھی کوشش ہے' President of Pakistan کی یہی کوشش ہے جب چوہدری صاحب نے انہیں مشورہ دیا---

جناب چیئرمین، مینگل صاحب! وقت کا خیال رکھیے' وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، مصالحت کی طرف جانا چاہیے' انہوں نے مان لیا تو ہماری پارٹی کی قیادت' ہماری حکومت کے سربراہ جو وزیر اعظم صاحب ہیں' وہ بھی یہی چاہتے ہیں اور پاکستان کے صدر بھی یہی چاہتے ہیں کہ dialogues خوش اسلوبی سے ہوں' عام آدمیوں کی جان کا زیاں نہ ہو' جان و مال محفوظ ہو' عزت ہو' آبرو محفوظ ہو۔ مسائل پر صحیح طریقے سے گفت و شنید کی جائے۔ مسائل پر صحیح طریقے سے گفت و شنید کے ذریعے حل نکل سکتا ہے' اس میں کسی ایک کو ذمہ دار ٹھہرانا' حکومت' صدر مشرف یا وزیر اعظم کو blame کرنا درست نہیں۔ آخر میں سلیم سیف اللہ میرے colleague ہیں' میں ان کو بہت وسیع الذہن' وسیع القلب اور صاحب بصیرت سمجھتا تھا لیکن آج افسوس ہوا' میری پارٹی کے آدمی ہیں' میں ایک پوائنٹ پر اٹھ کر ان کو clarify کرنا چاہتا تھا' انہوں نے کہا کہ تقریر نہیں کرنے دیتے۔ اس کے بعد ہمارے ظفر اللہ

جمالی، جن کے خاندان کے جان جمالی کے میں پہلے بھی خاصا قریب تھا، اگر اٹھارہ مہینے رہا تو کہتے ہیں کہ بلوچستان کا کوئی وزیر اعظم نہیں ہوا۔ (عربی)

غنی اس وقت ہوتا ہے جب دل غنی ہو، چار صدور مل گئے، جنرل ایوب خان، جنرل یحیٰی خان، اسکندر مرزا اور ضیاء الحق کا ڈومیسائل وہیں کا تھا۔ آپ کے پانچ، چھ کمانڈر انچیف، اللہ اجر دے مشرف صاحب کو ان کے زمانے میں ایک وزیراعظم، اٹھارہ مہینے کے لیے، تین سال کے لیے ایک کور کمانڈر، پہلے کبھی لیفٹیننٹ کرنل سے اوپر نہیں جاتا تھا، اب جنرل قادر ہو گئے ہیں، اب چوہدری افتخار صاحب چیف جسٹس ہیں، تو ہمیں اتنا تعصب نہیں کرنا چاہیے، اتنا narrow minded نہیں ہونا چاہیے۔ میں بہت کچھ کہنا چاہ رہا تھا، آپ کہہ رہے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

Thank you very much.

جناب چیئرمین، مہربانی۔ وقت کا ذرا خیال رکھیں please, I will request the speakers کہ وقت کی سختی سے پابندی کریں۔ ابھی ایک نیا issue بھی رہتا ہے۔ مولانا عبدالرشید صاحب، نہیں ہیں۔ پری گل آغا صاحبہ! چھ سات منٹ۔

سینیٹر آغا پری گل، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آج ہمارے صوبے بلوچستان کے بارے میں ہمیں موقع دیا گیا کہ ہم یہاں پر کچھ بولیں۔ جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان ہے تو بلوچستان ہے، بلوچستان ہے تو پاکستان ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے بلوچستان اور پاکستان کو سلامت رکھے۔ چاروں صوبوں کو سلامت رکھے۔ اگر یہ چاروں صوبے ہیں تو ہم ہیں۔ اگر یہ چاروں صوبے نہ ہوں تو ہمارا بھی وہی حشر ہوگا جو بیچارے مہاجرین کا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں کہنا چاہتی ہوں کہ یہاں تین سال سے ہم بلوچستان کے بارے میں تقریریں کرتے رہے، بولتے رہے، چیختے رہے اور پھر دوبارہ بات کر رہے ہیں۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ پاکستان گورنمنٹ ہمیں اتنا موقع دوبارہ دے رہی ہے کہ ہم پھر اپنے صوبے کے بارے میں آواز اٹھائیں، یہ بہت بڑی بات ہے۔ کئی اسمبلیوں میں اس طرح نہیں ہوتا، ہم بھی اسمبلی کے ممبر رہے ہیں، صوبے میں بھی رہے ہیں، وہاں پر ہم نے آواز بھی اٹھائی ہے مگر ایک دفعہ، دو دفعہ۔ تیسری دفعہ انہوں نے کہا کہ

اب آپ چوتھی دفعہ یہ بات نہ اٹھائیں، جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

جناب چیئرمین صاحب! اس کے لیے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جتنی آزادی سینیٹ میں ہے، قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلیوں میں بھی نہیں ہو گی۔ جناب چیئرمین صاحب! دراصل بات یہ ہے کہ ہم بلوچستان کے لوگ بڑے پیارے، بہت دلیر، محنت کش، غریب، صاف گو، سادے اور خوددار لوگ ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ ہم یہاں آکر روتے ہیں، چیختے ہیں، پیٹتے ہیں، اس لیے کہ ظاہر ہے اپنوں کو ہی اپنا درد سنایا جاتا ہے، غیروں کو نہیں۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ زیادتی شروع سے ہوئی ہے۔ اب ہم یہ نہ کہیں کہ وزیر اعظم نے یہ کیا یا صدر مشرف نے یہ کیا، کتنے افسوس کی بات ہے۔ بلوچستان کے ساتھ جو بھی زیادتی کی یہ پرانے لیڈروں نے کی، اس میں ہم کسی اور کو کیوں قصوروار ٹھہراتے ہیں، کیوں ہم کسی اور کو کہتے ہیں کہ انہوں نے بلوچستان کے لیے یہ کیا۔ میں یہ بھی بتاتی چلوں کہ بلوچستان کے لوگ مہمان نواز ہیں، بلوچستان کے لوگ کبھی بھی اپنے مہمانوں پر وار نہیں کرتے۔ یہ کیسی بات ہے؟ مجھے خود بھی پریشانی ہوتی ہے میں سوچتی ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہر آدمی اپنی تقریر میں کچھ کہتا ہے، الفاظ استعمال کرتا ہے، جناب چیئرمین! ہمارے سردار ہوں یا نواب ہوں یا ملک ہوں یا خان ہوں، وہ اتنے ظالم نہیں ہیں، آپ یقین کریں وہ بڑے پیار کرنے والے لوگ ہیں، وہ کس طریقے سے اپنے گھر میں آئے ہوئے انسان پر وار کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم بلوچستان والوں کو کوئی بھی سکون سے نہیں رہنے دیتا۔ اکثر ان کی کوشش ہوتی ہے کہ بلوچستان میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہو تاکہ ہلچل پیدا ہو اور گورنمنٹ کو ناکام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! مجھے بتائیں ہم خود اپنے آپ کو کیسے مار سکتے ہیں؟ اگر آپ اپنے ہاتھ کے ناخن کو کھینچیں گے تو درد ہو گا تو ہم اپنے بندوں کو کیسے مار سکتے ہیں؟ کیوں ماریں؟ بلوچستان میں ضرور کچھ ایسے دہشت گرد آ گئے ہیں، اللہ جانے انڈیا سے آئے ہیں یا اللہ جانے کابل سے آئے ہیں یا کہاں سے آئے ہیں، یہ پتا نہیں ہے۔ یہ نہیں پتا کہ وہ کون ہیں اور کون بدبخت اتنی بے دردی سے مار رہا ہے اور اتنی بمباری ہو رہی ہے مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ دہشت گرد ہیں۔ بلوچستان کے لوگ کیسے اپنے گھر کو پٹرول ڈال کر جلا سکتے ہیں، کیوں جلائیں؟ جس گھر کے لیے ہم لوگ یہاں پر آ کر چیختے ہیں، روتے ہیں، پیٹتے ہیں کہ ہمیں ترقی چاہیے، ہمیں تعلیم

چاہیے تو اس گھر کو ہم کیسے جلا سکتے ہیں؟ کبھی ہم یہ چاہیں گے کہ اپنے گھر کو خود آگ لگائیں جہاں ہم رہتے ہیں، جہاں ہماری اولاد رہتی ہے اور ہمارے بزرگوں کی وہاں پر قبریں ہیں، وہاں پر ہماری جائیدادیں ہیں۔ کوئی بھی نہیں چاہتا۔

جناب چیئرمین! پروفیسر صاحب نے کہا کہ یہ سارے کام پرویز مشرف کے ہیں اور اسی کی وجہ سے حالات خراب ہو رہے ہیں۔ جناب یہ کوئی آنکھ مچولی کا کھیل نہیں ہے۔ ہم کوئی بچے نہیں ہیں کہ آپ لوگ ہمیں ٹھگو اور ہم آرام سے بیٹھ کر آپ کی باتیں سنیں۔ یہ کھیل پرویز مشرف کا نہیں ہے یہ بہت پرانا کھیل ہے۔ یہ انہی کے لیڈروں کا کھیل ہے جنہوں نے آج تک بلوچستان کے عوام کے ساتھ کھیلا اور ان کو ترقی کے لیے چھوڑا ہی نہیں۔ اب اگر پرویز مشرف نے دو، تین سال سے بلوچستان کی طرف توجہ دی ہے اور بلوچستان کی ترقی کے لیے توجہ دی تو اب پرویز مشرف صاحب برے ہوگئے، برداشت سے باہر ہوگئے۔ دراصل ہم سارے یہاں پر آ کر کہتے ہیں کہ میں ہوں تو یہ ہے، بلوچستان میں ہم سب برابر ہیں۔ کوئی کسی کا لیڈر نہیں ہے۔ ہر کوئی اپنے گھر میں برابر کا لیڈر ہے کیونکہ بعض لوگ یہاں پر آ کر ہماری نمائندگی کرتے ہیں اور ایسے اس کو داؤ پیچ لگاتے ہیں کہ یقین کریں کہ بلوچستان کے لوگ بھی پریشان ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے آپ لوگوں کو وہاں پر نمائندہ بنا کر بھیجا ہے تاکہ ہمارے مسئلے مسائل حل کریں اور ہمیں سکون سے رہنے دیں، الٹا آپ وہاں جا کر ایک دوسرے کے ساتھ لڑائیاں کر رہے ہیں، ڈیسک بجا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! جس طرح پروفیسر صاحب نے کہا کہ پرویز مشرف ایک عوامی نمائندہ نہیں ہے۔ میں کہتی ہوں کہ ماشاء اللہ وہ ایک پروفیسر ہیں اور اچھے خاصے پروفیسر ہیں، لکھے پڑھے انسان ہیں، وہ یہ کیسے کہتے ہیں پرویز مشرف عوامی نمائندہ نہیں ہیں، ان کا حلقہ نہیں ہے۔ ایک دائرہ نہیں جہاں سے وہ لڑ کر آسکے۔ جناب! پورا پاکستان اس کا ہے۔ آپ کس طرح کہتے ہیں کہ وہ نمائندہ نہیں ہے۔ وہ پورے پاکستان کا نمائندہ ہے۔ وہ election لڑ کر آیا ہے۔ جس طریقے سے انہوں نے پورے عوام کو election لڑایا ہے، جس طریقے سے انہوں نے آپ لوگوں کو نمائندگی دی، آپ لوگ کیسے کہتے ہیں کہ وہ ایک نمائندہ نہیں ہے۔ اگر وہ نمائندہ نہیں ہے تو پھر ہم بھی نمائندے نہیں ہیں----

(مداخلت)

Mr. Chairman: No interruption. Please no cross talk.

رحیم خان صاحب! آپ ان کو سن لیں۔

سینیٹر آغا پری گل، آئندہ میں ان کی تقریر میں ایسا غلغلہ (شور) مچاؤں گی کہ یہ یاد کریں گے۔

جناب چیئرمین، نہیں، آپ بولیں۔ آپ کو اب کوئی interruption نہیں کرے گا۔

سینیٹر آغا پری گل، یہ میں نے آپ کو warning دی ہے اور میں نے کہہ دیا ہے کہ میں ایسا "غلغلہ" (شور) مچاؤں گی کہ یہ یاد کریں گے۔ بلوچی میں کہتے ہیں "غلغلہ" (شور)۔ پشتو میں بھی "غلغلہ" (شور) کہتے ہیں۔ میں ایسا غلغلہ مچاؤں گی کہ یہ کوئی لفظ سوچ بھی نہیں سکے گا۔

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ کوئی interruption نہ کرے۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! یہ تو اسی طرح بولتے رہتے ہیں، ان کی عادت ہے۔ مگر میں آپ کو یہ ضرور کہوں گی، آپ میری بات کان کھول کر سنیں، وہ صدر ہیں پاکستان کے۔ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ آپ کے ماننے سے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پاکستانی عوام نے اسے صدر چنا ہے اور پاکستانی عوام اسے پسند کرتی ہے اور یہ بات پوری دنیا کو پتا ہے کہ پرویز مشرف ایک پسندیدہ عوامی نمائندہ ہے۔ آپ کی اس no, no سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ مذاق اڑائیں۔ پوری پاکستانی قوم اس کے ساتھ ہے۔ آپ رہیں یا نہ رہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مگر میں نے ان کو یہ پہلے بھی کہا کہ جن لیڈروں پر آپ لوگ ناز کرتے ہیں انہوں نے آپ کو لارے دینے کے علاوہ کیا دیا۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: No cross talk and no interruption please.

سینیٹر آغا پری گل، میں ان سے پوچھتی ہوں کہ ان لیڈروں نے ان کو کیا دیا؟ انہوں نے بلوچستان کو کیا دیا؟ لارے دے دے کر، جناب چیئرمین! ایک پہلے پہنچی، روٹی کپڑا مکان کا نعرہ لگا کر دس سال گزار کر وہ چلی گئی۔ پھر دوسرا آیا ملک سنوارو قرض اتارو کا نعرہ لگایا،

وہ چلا گیا۔ جناب! یہ کم از کم جھوٹ تو نہیں بولتا۔ کم از کم ایک ایسا صدر اللہ نے پاکستان کو دیا ہے جو صاف گوئی سے تو پیش آ رہا ہے ناں۔ کبھی انہوں نے غلط بیانی نہیں کی۔ پاکستانی عوام اس کو اچھی نظر سے دیکھتی ہے۔ جب کوئی لیڈر اپنی پاکستانی قوم کے ساتھ سچ بولے تو وہ بہت پسندیدہ لیڈر ہوتا ہے۔ جھوٹ بولنے سے کیا ملتا ہے۔

آخر میں، میں آپ کو بلوچستان کی کمیٹی کے بارے میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جناب چیئرمین! ہمارے بلوچستان پر جو پارلیمانی کمیٹی بنی ہے، آپ یقین کریں چوہدری شجاعت حسین صاحب جو ہماری پارٹی کے صدر ہیں، جب وہ وزیراعظم بنے تو انہوں نے فوراً یہاں پر آکر اعلان کیا کہ بلوچستان کی پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے اور پارلیمانی کمیٹی بنی۔ جناب چیئرمین! اب ہم روتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ پارلیمانی کمیٹی کا کچھ نہیں ہوا۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ دس بندے ہم بلوچستان سے ہیں، جن میں سے چھ بندے ہم بیٹھے ہوئے ہیں اور باقی واک آؤٹ کرکے نکل گئے۔ یہ کیسے بلوچستانی اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ کس طرح یہ کہتے ہیں کہ ہم بلوچستانی ہیں جبکہ انہوں نے بلوچستان کی کمیٹی سے واک آؤٹ کیا۔ وہ کمیٹی چلتی رہی، چلتی رہی، چلتی رہی، آخر میں پھر دوبارہ چوہدری شجاعت صاحب نے کہا کہ بھئی خدا کے لیے اس کو سیاست میں لاؤ۔ یہ معاملہ آپ کے صوبے کی فلاح و بہبود کا اور آپ کی ترقی کے لیے ہے لیکن وہ پھر بھی نہیں آئے۔ اس کے باوجود کہتے ہیں کہ پاکستان نے ہمیں کیا دیا؟ پاکستان نے ہمیں ایک اچھا وزیراعظم دیا، ظفراللہ جمالی۔ پہلے تو ہمارا وزیرمملکت نہیں بنتا تھا۔ میں بھی یہاں پر ہوں، میں نے دنیا دیکھی ہے۔ اس طرح تو نہیں ہے کہ بس یہاں پر سینیٹ میں آکر بول بول کر چلی جاتی ہوں۔ یہاں پر ہمیں وفاق میں کوئی وزیرمملکت تو کیا یہاں پر ہمیں clerk نہیں رکھتے تھے۔ بلوچستان والوں کو ایسا دھکا دے کر نکالتے تھے۔ کبھی انہوں نے بلوچستان والوں کو یہاں چھوڑا ہی نہیں۔ اگر ہمارے 20, 22 grade کے لوگ آتے تھے تو ان کو OSD بنا کر دھکا دے کر باہر پھینک دیتے تھے۔ اگر عوامی نمائندے یہاں پر آتے تھے تو پانچ سال دھکے کھا کر نکل جاتے تھے۔ یہی پہلی حکومت ہے، بندے کو تھوڑا سا appreciate کرنا چاہیے۔ بندے کو سچ کو سچ کہنا چاہیئے، جھوٹ کو جھوٹ کہنا چاہیے۔ اللہ کو جان دینی ہے۔ کل ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ انہوں نے ایک وزیراعظم کا حوالہ دیا۔ کم از کم بلوچستان والوں کا نام تو آگیا کہ ایک بلوچستان کا وزیراعظم بھی

بنا۔ آخر میں، میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ بلوچستان کے مسئلے جلدی حل کرے اور سیاسی لیول کا------ یہ کیا الزام لگایا گیا----

جناب چیئرمین، تشریف رکھیے تاکہ میں پھر کاکڑ صاحب کو موقع دوں۔

سینیٹر آغا پری گل ۔ بلوچستان کا، چاہے وہ جس پارٹی سے بھی ہو اگر بلوچستان کا ہے تو مجھے دل و جان سے زیادہ عزیز ہے۔ ان کی بے عزتی میری بے عزتی ہے کبھی بھی میں یہ برداشت نہیں کرتی ہوں کہ بلوچستان کے کسی بھی سینیٹر کا....، چاہے اس کا تعلق کسی بھی پارٹی سے ہو، بے شک وہ برا کہے، بھلا کہے جو بھی کہے، ہے تو پاکستانی، ہے تو بلوچستان کا۔ آخر میں، میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں اور ایک معارش اور کرتی ہوں کہ یہ جتنی بھی ہم نے بلوچستان کے لیے تقریریں کیں براہ مہربانی اس کا ردعمل ہونا چاہیے۔ اس پر عمل ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہمارے صوبے میں اتنی غربت ہے اور آج کل بارشیں نہیں ہو رہی ہیں۔ کسان مر رہے ہیں۔ قسم سے میں آپ کو صحیح کہتی ہوں۔ اوپر سے واپڈا بم مار رہا ہے، زمیندار برباد ہو گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر ہم لوگ اسی طرح لڑتے رہیں گے اور یہاں پر تقریریں کرتے رہیں گے، کیونکہ مجھے پتا ہے کہ صدر صاحب کو بلوچستان کا بہت زیادہ خیال ہے۔ اب آپ میری طرف سے اور بلوچستان کے لوگوں کی طرف سے ایک پیغام ہمارا پاس کریں کہ ایک سیاسی کمیٹی بنائی جائے، جس میں ہمارے تمام بڑے بڑے بزرگ سیاستدان بیٹھیں اور صحیح طریقے سے بلوچستان کا مسئلہ حل کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب محمد سرور خان کاکڑ۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے آپ نے اس ہاؤس میں بولنے کا موقع دیا۔ اگرچہ بلوچستان کے بارے میں کئی اجلاسوں میں ذکر ہوا ہے، باتیں ہوئی ہیں اور تجاویز پیش کی گئی ہیں لیکن موجودہ topic بھی بلوچستان اور فاٹا ہے۔ عرض یہ ہے کہ بلوچستان ایک پسماندہ صوبہ ہے۔ دور دراز علاقے ہیں۔ بلوچستان میں روز اول سے جو ہمارے صوبے کے تین چار سردار ہیں وہ یہ نہیں چاہتے کہ بلوچستان کے ... ترقی کرے ... بلوچستان کے عوام خوشحالی سے ہمکنار ہوں۔ انہوں نے ہمیشہ، ہر

حکومت کو بلیک میل کرنے کی کوشش کی ہے اور ترقی کی راہ میں ہمیشہ رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔ مجھے حیرانی ہے کہ بلوچستان کے عوام میں تعلیم نہیں ہے، شعور کم ہے، قبائلی روایات ہیں اس لیے یہ ہمارے تین سردار ان روایات سے غلط فائدہ اٹھا کر ہمیشہ بلوچستان کی ترقی اور خوشحالی میں رکاوٹ بنے ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ پاکستان میں صدر جنرل مشرف صاحب کی قیادت نے 135 بلین روپے کا ترقیاتی کام شروع کیا ہے۔ صدر پرویز مشرف چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں میگا پراجیکٹس کے ذریعے، بلوچستان کو جلد از جلد ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار کیا جائے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے یہ تین سردار صاحبان اس کے راستے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ بلوچستان کا مسئلہ بلوچستان کا مسئلہ نہیں ہے یہ تین سرداروں کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان کا مسئلہ عام آدمی یا غریب آدمی کا ان کی تعلیم یا پینے کے پانی کا یا بجلی کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ نہیں ہے کہ بلوچستان میں چھاؤنیاں مت بناؤ اور roads مت بناؤ، سکول مت بناؤ، کالج مت بناؤ، یونیورسٹیاں مت بناؤ۔ یہ بلوچستان کا مسئلہ نہیں ہے اور یہ جو ہمارے سردار صاحبان ہیں آج بھی ان کی لڑائی نہیں ہے کہ بلوچستان کے عوام کو آپ ترقی اور خوشحالی نہ دیں بلکہ وہ اس کو exploit کر رہے ہیں اور بلوچستان کے عوام جیسا کہ میں نے پہلے کہا مختلف روایات کی وجہ سے یا شعور نہ ہونے کی وجہ سے، تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ سے سیاستدانوں کے یرغمال بنے ہوئے ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ بلوچستان میں ایسے طاقتور گروہ آئے ہیں جنہوں نے ہمیشہ کلاشنکوف اور راکٹ اور دوسری طاقت ور چیزوں سے لوگوں پر زبردستی اثرورسوخ اور اپنی طاقت جمائی ہے۔۔ اب جو بھی حکومت عوامی فلاح و بہبود کے لیے کوئی قدم اٹھاتی ہے تو وہ بلوچستان کی ترقی یا بلوچستان کے حقوق کے نام پر لوگوں کو ورغلاتے ہیں، بھکاتے ہیں۔ تو یہ پہلی دفعہ ہے کہ اتنی بڑی رقم 135 billion کا پروگرام جنرل صاحب نے شروع کیا ہے، میرے خیال میں یہ بلوچستان کی تاریخ میں پہلا موقع ہے اس لیے بلوچستان کی تاریخ میں صدر پرویز مشرف کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔

اب شرپسند اس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر کے اپنے ذاتی مقاصد یا ذاتی مفادات یا سیاسی اثرورسوخ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میری خواہش یہ ہے کہ بلوچستان میں یونیورسٹیاں بنائیں، تعلیم کو عام کیا جائے اور quality of education کو بہتر بنایا جائے، اس کے سوا بلوچستان

کے مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے اور بلوچستان کے نوجوانوں کو اور ان کے تعلیم یافتہ لوگوں کو پاکستان میں نوکریاں دی جائیں۔ بلوچستان کے نوجوانوں نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ غربت سے پریشان ہیں۔ ابھی ہی حال میں ایک اعلان ہوا ہے کہ نوجوانوں کے لیے صدر صاحب نے پانچ ملین کی گرانٹ منظور کی ہے جو ان کو کاروبار کے لیے دی جائے گی۔ یہ بڑا اچھا قدم ہے اور میں کہتا ہوں کہ اس سے بلوچستان کی ترقی اور خوشحالی ممکن ہو جائے گی۔

اب بلوچستان کا جو مسئلہ ہے، کل ہی ہمارے تین چار بھائی جو پنجاب سے تعلق رکھتے تھے ان کو اس وقت ہلاک کیا گیا جب وہ swimming کرنے گئے تھے، وہاں ان کو گولی مار کے قتل کیا گیا۔ یہ ایک شرمناک واقعہ ہے اور بلوچ روایات میں اس قسم کی باتیں پہلے نہیں ہوئی ہیں۔ یہ پہلی دفعہ اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعے لوگوں میں تعصب اور نفرت کو پھیلایا جا رہا ہے۔ اسی طرح ہمارے بلوچستان میں جو معاملات چل رہے ہیں ان کا تدارک یہ ہے کہ وہ لوگ جو ان چیزوں میں شریک ہیں، ان کی دو باتیں ہیں اور وہ لوگ جو ان باتوں سے اجتناب کر رہے ہیں یا جو نہیں چاہتے کہ اس قسم کے واقعات ہوں اور ایسے لوگوں کو بھی جو ان کے ساتھ تحریک میں رہے ہیں، ان کی بھی حکومت amnesty کی کوشش کرے اور جو لوگ زیر عتاب ہیں یا جو مجبوری سے گئے ہیں ان لوگوں کے ساتھ جو ہمیشہ ترقی کے مخالف رہے ہیں، ان کے ساتھ حکومت سختی سے بھی نمٹے اور ان کی سیاسی، سماجی اور روایتی سوچ کے خلاف عام آدمی، عام سیاستدانوں کو بلوچستان میں آگے آنا چاہیے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو اپنے صوبے، اپنے ملک کی روزمرہ کی زندگی میں، عام لوگوں کو، اچھے لوگوں کو proved Pakistani and proved Balochistani elements کو آگے آنا چاہیے۔ اب ان کی سرپرستی کی ضرورت ہے۔ اگر وفاقی حکومت ان کی سرپرستی کرے تو اس منفی سیاست سے بلوچستان کے عوام کی جان چھڑا سکتی ہے۔ میں بلوچستان کے ساتھ ساتھ فاٹا کی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، وقت کا ذرا خیال رکھیے۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، ہمارے ہاں پاکستان میں مسلمانوں کی یہ بدقسمتی رہی ہے۔ ڈیڑھ سو سال پہلے امیر امان اللہ خان کے خلاف جب انگریزوں نے سازش تیار کی اور امیر امان

اللہ خان کو افغانستان سے نکلنے پر مجبور کیا' اس تحریک کے سربراہ بھی ملا شور بازار تھے اور اس کے بعد ہمارے سامنے بیس پچیس سال پہلے افغانستان میں جو معاملہ ہوا' کوئی امریکہ کہتا ہے کوئی کیا کہتا ہے' انہوں نے افغانستان میں انہی مجاہدین کے ذریعے شورش برپا کی اور وہاں بڑی قتل و غارت ہوئی' بڑے مسلمان مارے گئے۔ لیکن ہمارے علماء صاحبان کہتے ہیں کہ جناب! یہ لڑائی ہے' امریکہ بہت طاقتور ملک ہے' اس وقت کہتے تھے کہ امریکہ مسلمان ہے' عیسائی مسلمانوں کے بہت نزدیک ہیں' ان کے ساتھ خواتین کا نکاح بھی ہو سکتا ہے اور ان کو بہت نزدیک کہتے تھے۔ جب ہم نوجوان تھے' ہم اس وقت بھی یہ کہتے تھے کہ افغانستان میں یہ جو لڑائی لڑی جا رہی ہے' یہ مسلمانوں یا اسلام کی لڑائی نہیں ہے۔ یہ صرف ڈالر کی لڑائی ہے اور اسی تناظر میں ڈیڑھ سو سال پہلے بھی لڑائی لڑی گئی ۔ میں بڑے ادب کے ساتھ ان علمائے کرام کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے علمائے کرام ہمیشہ سامراجی قوتوں کے بہکاوے میں کیوں آ جاتے ہیں؟

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ. اور ان کو اس وقت کیوں اسلام یاد نہیں آتا' جب انگریز اور امریکہ انہیں لڑانے کی کوشش کرتے ہیں اور مسلمانوں کے خون سے ان کے ہاتھ رنگے جاتے ہیں۔ اگر یہ خود عالم ہیں تو ان کی سوچ و فکر اسلامی ہونی چاہیے اور اسلام کے مفاد میں ہونی چاہیے ۔ اگر اسلام کا مفاد پیش نظر نہیں ہے تو پھر یہ نہ کہیں کہ امریکہ خراب ملک ہے۔ کیونکہ ہمیشہ انہی استعماری قوتوں نے انہیں اسلام کے نام پر استعمال کیا' اسلام کے نام پر لڑایا گیا' اسلام کے نام پر ڈالر دیے گئے۔ آج بھی اگر فاٹا میں' آس پاس کے علاقوں میں' افغانستان یا بلوچستان میں' جتنا اسلحہ امریکہ نے ان مجاہدین کو دیا ہے' جتنے یہ لوگ اس وقت militant بنے ہوئے ہیں' وہ صرف افغانستان کی war سے بنے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! وقت کا خیال رکھیں۔ کافی وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ. میں آپ کا احترام کرتا ہوں ۔ یقیناً وقت کم ہے ۔میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے علماء صاحبان کو بھی اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے --

جناب چیئرمین، کتنا وقت اور چاہیے ۔

جناب محمد سرور خان کاکڑ، اب وہ صدی نہیں رہی کہ لوگوں کو اسلام کے نام پر غلط چیزوں پر لائیں۔اب یہ اقتدار یا کرسی یا دولت جو بھی ہے یہ لالچ کی ایک بنیاد ہے۔ہمارے ملک میں مسلمانوں کی سب سے بڑی کمزوری لالچ رہی ہے۔ لالچ بری بلا ہے اور اس لالچ کی وجہ سے ہمیشہ دنیا میں لوگوں نے اسلام کو غلط معنوں میں لیا ہے ورنہ مسلمان اچھے لوگ ہیں اور صحیح لوگ ہیں ۔ نہ یہ لوگ دہشت گرد ہیں نہ کبھی انہوں نے دہشت گردی کے بارے میں سوچا ہے اور نہ یہ کسی اورمسلمان کو دہشت گرد بناتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے لوگوں کو دہشت گرد اور militent بنایا ہے اور اس میں ہمارے علماء کرام کا بڑا ہاتھ ہے ۔جہاد صرف اس لیے ہے کہ اپنے آپ کو اچھا انسان ثابت کریں نہ آپ کو انگریزوں یا امریکنوں کے کہنے پر اٹھا کر جہاز سے گرا دیا جائے۔جہاد ہمیشہ اپنے نفس ' اپنی سوچ اور فکر کو مثبت بنانے کے لیے اورمسلمانوں کے مفاد میں ہونا چاہیے اور ہر وہ فیصلہ جس میں عالم اسلام کا فائدہ ہو ' اس کے لیے استعمال کیا جائے نہ کہ اپنے ذاتی اقتدار اور ذاتی فکر اور سوچ کے لیے۔ اسی لیے شاید پاکستان میں ایسی علاقائی اور قوم پرستی کے نام پر ہماری پارٹیاں بنی ہوئی ہیںجن کی بلوچستان میں کوئی عوامی طاقت یا حیثیت نہیں ہے لیکن انہوں نے یرغمالی طاقت اور سوچ کے تحت' بندوق ان کے پاس ہے' چند خطرناک بدمعاش لوگوں کو رکھا ہوا ہے-----

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! تشریف رکھیے ' بہت time ہو گیا ہے ۔

سینیٹرمحمد سرور خان کاکڑ، وہ عام آدمی کو terrorist بناتے ہیں اور انہیں زبردستی اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لیے استعمال کرتے ہیں۔آپ خود سوچیں کہ بلوچستان میں تمام تعلیمی اداروں میں ہر سیاسی پارٹی کا وجود ہے اور وہاں ہر روز ہڑتالیں ہوتی ہیں ' کلاشنکوف اور یہ چیزیں چلتی ہیں۔یہ کونسی بلوچستان کی خدمت ہے ۔اپنے نوجوانوں کو تعلیم دینی چاہیے۔ ان کو کلاشنکوف یا ان کو لڑائی لڑنے کےلیے یا اپنی پارٹی کے سیاسی جھنڈے اٹھانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے ۔لہذا میں اس بات پر آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے time دیا ۔ آخر میں میں بھی یہ کہوں گا کہ بلوچستان کا مسئلہ صرف اگر عوام کا مسئلہ ہے تو اس پر ضرور بات ہونی چاہیے۔ اگر عوام کا نہیں ہے تو ایسے وہاں پر لڑنے کے لیے مختلف لوگ ذاتی مفادات ' ذاتی

اغراض ، ذاتی سوچ ، اور اپنی ذاتی طاقت اور اقتدار کے لیے لڑائی کرتے ہیں۔ تو یہ ان کے ساتھ مذاکرات کے لیے کہہ دیا کہ آپ کے ساتھ مذاکرات کریں گے اور نہ کبھی مانیں گے ۔ کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں چھاؤنیاں نہیں بننی چاہیئں۔ یہ سب سے بڑا ان کا مسئلہ ہے ۔ جب مشاہد حسین صاحب نے اور چوہدری شجاعت حسین صاحب نے بلوچستان کے مسئلے پر پارلیمانی کمیٹی بنائی تو انہوں نے بہت محنت کی اور بہت کام کیا لیکن جب اس پر دستخط کرنے کا وقت آیا تو انہوں نے ایک ڈاکٹر شازیہ کے کیس کو اتنا exploit کیا کہ انہوں نے بلوچستان کے مسئلے کو پس پشت ڈال دیا۔ اب ڈاکٹر شازیہ کا کیس اگر ہے تو یہ تو سارے ملک کا معاملہ ہے لیکن بلوچستان کے مفادات کے برخلاف انہوں نے شازیہ کیس کو ایک بنیاد بنا کر ان سفارشات پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے ۔ جہاں تک ان کی بات ہے یہ کہتے ہیں کہ جنرل پرویز مشرف نمائندہ نہیں ہے ۔ میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جنرل پرویز مشرف اسی معزز ایوان سے اور قومی اسمبلی سے اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ووٹوں سے صدر بنے ہیں اور اس میں ایم ایم اے کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے صدر مشرف کو ووٹ دیا اور ان کو کامیاب کروایا اور ان کو صدر بنایا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! تشریف رکھیئے ۔ سید دلاور عباس صاحب ۔

سینیٹر سید دلاور عباس، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ بلوچستان کے مسئلے پر اس وقت آپ نے مجھے floor دیا کہ میں چند منٹ کے لیے اپنے خیالات کا اظہار کروں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ بلوچستان کا مسئلہ نہیں ، بلوچستان کے مسائل کی بات ہے ۔ جس طرح اس پر debate ہو رہی ہے اور تین سال سے جس کے بارے میں ، میں یہ کہوں گا کہ گاہے گاہے بازخواں ، ایں قصہ پارینہ را ۔ آپ نے جس طرح سے بلوچستان کے عوام کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے جتنے patience سے وقت دیا اور جتنے patience سے یہاں debate ہوئی اور جیسے جاری رہی اور آئندہ بھی بلوچستان کے مسائل کے لیے ہم پورا احساس رکھتے ہیں اور دلی احساس رکھتے ہیں کہ بلوچستان سے اگر پچھلے ۱۰۰ میں کسی قسم کی کوئی بھی زیادتی ہوئی ہے

تو اس کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے جب چوہدری شجاعت حسین صاحب نے جب وہ وزیراعظم تھے انہوں نے Parliamentary Committee کا قیام تجویز کیا اور وہ کمیٹی بنائی گئی اور اس میں بلوچستان کی leadership کے علاوہ ہمارے دوسرے اپوزیشن کے قائدین بھی شامل تھے اور اس کمیٹی نے جب بلوچستان میں جا کر بہت تفصیلا ملاقاتیں کیں۔ان مسائل کا گہری نظر سے مطالعہ کیا اور پھر اس کے بعد ایک draft committee بنائی گئی جس میں پروفیسر خورشید صاحب تھے ' اپوزیشن کے اسلم بلیدی صاحب تھے ' رضا محمد رضا صاحب تھے ' میں تھا ' سعید ہاشمی تھے اور مشاہد حسین تھے ۔ Draft committee کی recommendations جو تھیں ' وہ unanimous تھیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر جتنے بھی مسائل کے اوپر ہم نے توجہ دی اور جن کا ہم نے مطالعہ کیا اور اس کے بعد جو recommendations تھیں وہ unanimous ہونے کے بعد approve ہوئیں اور وہ اپوزیشن سمیت حکومت کی ایک larger committee نے approve کیں ۔ میں سمجھتا ہوں اس پر عمل جاری ہے ۔ یہ unfortunate ہے جیسے ابھی کاکڑ صاحب نے بتایا کہ ایک ایسا واقعہ سامنے لا کر اس کو کچھ groups نے exploit کیا۔ اس کی وجہ سے اس کمیٹی کے اوپر مختلف قسم کے الزامات لگائے گئے اور یہ کہا کہ کام نہیں ہو رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کام بھی ہو رہا ہے اور پھر اس کے بعد یہ ساری باتیں ہوش سے ہونے والی ہیں ' جوش سے ہونے والی نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی اپنی leadership پر ' اپنی قیادت پر یہ بہت بڑا بوجھ ہے کہ وہ ہوش سے اس کام کو لیں نہ کہ جوش سے اس کام کو چلائیں ۔ ہوش سے اگر کام چلے گا تو انشاء اللہ بلوچستان کے مسائل حل بھی ہوں گے اور ہماری پیش رفت بھی ہو ں ۔ صدر مملکت کا ایک بہت بڑا پیکج جو پرویز مشرف صاحب نے دیا وہ کسی وجہ کے بغیر نہیں ہے afterall he had also feelings کہ 135 billion کے projects جو بلوچستان کو دئیے گئے وہ کس لیے دیے گئے۔ صرف اس لیے کہ پسماندگی کی feeling دور ہو ۔ وہاں کے عوامی مسائل حل ہوں اور وہاں کے عوام اس ترقی کے ثمرات سے فائدہ اٹھائیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر آدمی اور particularly یہاں پر جو public representatives ہیں ' ہم Senators ہیں ' ہم جوش میں بہت کچھ لڑسکتے ہیں '

جوش میں شور بھی ہے' شرابا بھی ہے اور ہر قسم کے الزامات بھی ہیں لیکن بات جوش کی نہیں ہو گی' بات ہوش سے ہو گی' ہوش سے عمل ہو گا اور ہوش سے باتیں آگے بڑھیں گی اور اس کے لیے جو Government کام کر رہی ہے اس کو موقع ملنا چاہیے۔ Prime Minister صاحب نے ایک meeting chair کی تھی اور اس میں پروفیسر خورشید صاحب بھی تھے' ہمارے مولانا شیرانی صاحب بھی اس میں تھے' اس میں ان کو بتایا گیا کہ اس کمیٹی کی recommendations میں کیا progress ہو رہی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہاں کے جتنے basic مسائل ہیں جن میں education بھی ہے' اب education کے لیے 5 billion کا package ہے جس میں وہاں کے نوجوانوں کے لیے technical education کی universities ہیں' institutes ہیں' ان کی training ہے تاکہ وہ later on یہاں پر جو mega projects ہیں ان کو take over کریں تو اس سے بڑی اور کیا contribution ہو سکتی ہے۔ پھر کمیٹی میں وہاں کے drought کے لیے ایک پورا پروگرام دیا گیا ہے جس پر عمل ہو رہا ہے۔ تو یہ بات کہنا کہ بلوچستان میں کچھ نہیں ہو رہا درست نہیں۔ اب اگر اس دوران دوسرے مسائل کھڑے ہو گئے ہیں تو ان میں بھی چوہدری شجاعت صاحب نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا' ایک مفاہمت کی فضا پیدا کی اور اس چیز کو آگے بڑھانے کے لیے اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی طرف سے کوئی زیادتی ہو رہی ہے particularly جو national interest کے خلاف کوئی چیز ہو رہی ہے اور جو پاکستان کی installations ہیں ان پر attack کر کے وہاں پر اپنی life خراب کر رہے ہیں تو اس چیز کو دبانے کے لیے اگر کوئی agency یا کوئی force کام کر رہی ہے تو یہ ایک legal action ہے اس لیے then there is a writ of the Government which must be established. میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے معاملے میں وہاں کی leadership جو یہاں موجود ہے اگر وہ کوئی بات کروانا چاہتے ہیں یا حکومت کو جس طرف وہ لانا چاہتے ہیں اس پر وہ اپنے جذبات کا ضرور اظہار کریں لیکن عملی کوشش کرنی چاہیے اور انہیں ہمیں بھی ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ ہم لوگ اس میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں but not this کہ جی صرف شور شرابے کی یہ نوبت آئے کہ walk out ہو رہا ہے اور proceedings disturb ہو رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس debate کو جس طرح accommodate کیا ہے اور جس طرح یہ debate یہاں چلی ہے

اس سے بڑی اور کیا چیز ہو سکتی ہے ۔ لوگوں نے بہت سارے ادوار دیکھے ہوں گے، میں خود بھی بلوچستان میں posted رہا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ میں نے gas royalty پر جو فارمولا دیا جس پر میری پرسوں جام یوسف صاحب سے بات بھی ہوئی ہے، شاید مجھے جا کر Cabinet کو briefing دینی ہو گی، میں نے ان کو کہا ہے کہ آپ اس کو آگے چلنے دیں because the Ministry of Finance has agreed اس سے کم ازکم پونے دو بلین روپیہ زیادہ اس royalty کی مد میں اور development levy کی مد میں بلوچستان کو additional ملے گا اور اس کے علاوہ ہم نے gas کی prices بھی بڑھائی ہیں۔ سوئی کی جو گیس تھی اس کی prices سب سے کم تھیں وہ 2007 میں two-fold ہو جائیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام بلوچستان کے مسائل کے حل کے لیے ہی ہو رہے ہیں اور کسی چیز کے لیے نہیں ہو رہے۔ ان کو چاہیے کہ وہ اپنے قلب کو، اپنے دل کو ذرا بڑھائیں اور اس کو accommodate کریں اور یہ کام بلوچستان کے عوام کے لیے ہو رہا ہے۔ ہم کسی اور کے لیے یہ نہیں کر رہے، نہ کسی کو خوش کرنے کے لیے یہ باتیں کر رہے ہیں یا کسی کو ایسا کوئی package دینے کی کوشش کر رہے ہیں جو بلوچستان کے interest کے خلاف ہو۔ یہ بلوچستان کے عوام کے لیے ہے اور انشاء اللہ بلوچستان کے عوام کے مسائل کا حل اس جذبے سے ہو گا کہ

everyone sitting and present in the House must contribute with conviction and commitment. Thank you sir.

Mr. Chairman: Mr. Jan Muhammad Jamali.

سینیٹر میر جان محمد خان جمالی، جناب چیئرمین صاحب! آپ نے موقع دیا اور میں بات کو آگے بڑھاؤں گا اور بہت briefly بات کروں گا کیوں کہ بہت بات ہو چکی ہے اور یہاں اس وقت optimum level جو attention کا ہوتا ہے وہ کافی گر چکا ہے۔ کچھ لوگ دوستی کی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہیں، کچھ سننے کے لیے، کچھ سنانے کے لیے کیوں کہ اس کے بعد foreign policy debate ہونی ہے۔ جناب! بلوچستان کے حوالے سے کہوں گا لیکن

let US go back, 200 years ago. The great game of 19th century between

Zarish Russia and imperialistic English, the hot bed was Afghanistan and Central Asia. You are into the 21st century, the great game is now in Balochistan.

بلوچستان کا 2100 kilometer border ہے جس میں سے 1200 kilometer افغانستان کے ساتھ، 900 kilometer ایران کے ساتھ، 750 kilometer Coastal Highway ہے اور ضرورتیں دیکھیں، آپ کے energy sources کہاں سے کہاں جا رہے ہیں، recent events چاہے nuclear problem of Iran ہو، instability in Iraq ہو یا allegations of Afghanistan ہوں، where do they pledge اگر گوادر natural sea port بن رہی ہے تو اس کی capability بندر عباس سے بھی زیادہ ہو گی، دبئی سے بھی زیادہ ہو گی اور آپ کی energy lifeline وہاں سے گزرے گی، اگر زور آور امریکن لوگ ایران کا nuclear problem sort out کرتے ہیں تو اسی گوادر کی ضرورت پڑ رہی ہے، افغانستان کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ You are into that phase of the time اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس کے بعد foreign policy debate ہے، it is inter linked and these factors are over taking the internal situation of Balochistan. We are playing into the hands of these powers چاہے بلوچستان کے نوجوانوں کی شکل میں ہو یا بلوچستان کے سیاستدانوں کی شکل میں یا بلوچستان کے elders کی شکل میں ہو۔

جناب چیئرمین! میرا صوبہ multi ethnic ہے، بلوچ، پشتون، سب اکٹھے رہتے ہیں اور اسی حوالے سے میں کہوں گا کہ it is high time کسی پشتون کو بلوچستان سے نمائندگی دی جائے in the Federal Cabinet. Somebody has to represent now our Pushtoons of Balochistan. اور بعد میں اپنے منہ ہی باتیں ہوں گی، لیکن یہ ہے۔ These are the factors یہ سارے events are taking over. General Pervaiz Musharraf has the moral courage to come and regret before us that what has happened in Balochistan since 1947 for which I was not responsible.

یہ دسمبر کے event سے پہلے کی بات ہے، میں regret کرتا ہوں لیکن بلوچ leadership جب بھی چاہے میرے دروازے کھلے ہیں لیکن come in and have meals with me and we discuss it out. جناب! جنرل پرویز مشرف صاحب جب اقتدار میں آئے تھے تو ہمیں ہی فارغ کیا گیا تھا، میں اس وقت China میں تھا، مجھے بیجنگ میں اطلاع آئی کہ یہاں T.V. Station پر چڑھ گئے ہیں اور قبضہ کر لیا ہے۔ تو ٹھیک ہے یہ ہوتا رہتا ہے، پاکستان کا حصہ ہے۔

بلوچستان کا background کیا ہے؟ British Balochistan, Kalat State حکمران کو منوایا میرے بزرگوں نے، میر نصیر کے بزرگوں نے، حاجی عبدالخالق چاچڑ، سرور خان کے والد صاحب نے، میرے ساتھ تو سرور خان لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں، لیکن سب نے مل کر ان کو منوایا کہ yor are the ruler and he agreed to join the Pakistan. اسی طرح British Balochistan کا جو فیصلہ ہوا وہ took place in the *Jirga* hall of Quetta, if I am right Mandokhel sahib. تو ادھر members نے اکثریت سے ووٹ دے دیا کہ we are going to join Pakistan. June, 1947. میرا ملک 14 اگست کو آزاد ہوتا ہے اور تین چار مہینے پہلے ہی ہم فیصلہ کر لیتے ہیں۔ بڑا اچھا ملک ہے، چل رہا ہے، قدرت نے وسائل بھی دیئے جن کا زیاں ہو گیا ہے، کرنے والے دوسرے ہیں، 42.7% of the country ہے، we provided Pakistan with strategic depth against India. نہیں تو دہلی میں بھی پنجابی بولنے والے ہیں، لاہور میں بھی، فوج میں بھی، لڑتے بھی یہی ہیں لیکن ٹھیک ہے ہم حاضر۔ Policies change ہو گئیں۔ ابھی ننکانہ صاحب بس بھی آئی ہے، ٹھیک ہے سائیں! اس طرح کے معاملے ہیں، یہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ میں نے جنرل پرویز مشرف صاحب کو ایک چٹھی لکھی کہ آپ نے ہمیں حکومت سے ضرور نکال دیا لیکن بلوچستان کی ترقی کے عمل کو آپ نے implement کرنا ہے جو کہ ہم نہیں کرا سکے، نہ late Prime Minister Bhutto کرا سکے، نہ محترمہ بے نظیر کرا سکیں اور نہ نواز شریف کرا سکے، جس کا ہمیں افسوس ہے۔ بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے we were with him, غلط بات بھی نہیں کہنی چاہیے، وہ نہیں کرا سکے، مہربانی کر کے آپ فوراً implement کریں۔ انہوں نے ایک crash programme دیا، elected representatives نہیں تھے اور کام ہونے لگا۔ عملی طور پر کام ہونے لگا اور نظر آنے لگا اور

آپ کا جو پہلا بلدیاتی election تھا' جو ناظمین عہدیدار تھے' ان کو بہت وسائل ملے اور انہوں نے کام کیا' ساری parties نے خواہ بلوچستان کی قوم پرست پارٹیاں ہوں' ہماری اسلامک parties نے boycott کیا' ہم نے اور دوسروں نے participate کیا اور ترقیاتی عمل کا حصہ بن گئے۔ یہ ایک improvement آئی ' then go awaited that things go wrong, everytime things take off well, why do they break down. جناب! ابھی factor اور آ گئے ہیں' آغا شاہد بگٹی نے جو تقریر کی ہے' اس نے کہا کہ it is not the end, still there is room, یہی ڈاکٹر مالک کہہ رہے ہیں۔ گنجائش ہے' شجاعت حسین اور مشاہد حسین کی محنت ہے' وہ کمیٹی ہے۔ جناب! implement کرنا پڑے گا' Treasury Benches پر بیٹھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم implement نہ کرائیں اور ادھر حاضری لگائیں اور " ویلے" بیٹھے رہیں اور تنخواہیں لے کر واپس بلوچستان جائیں۔ ٹھیک ہے جناب۔ اسی طرح جو وسیم سجاد صاحب کی Constitutional Committee ہے' انہوں نے اس دن آغا شاہد حسن بگٹی کی تقریر نہیں سنی' انہوں نے اپنی recommendations implement کرائی ہیں۔ اس وقت اسفند یار ولی نہیں ہیں۔ وہ ہوں گے تو that is future of Pakistan اگر وہ کمیٹی اسی کی implementation کرتی ہے اور سینیٹ سے ہی ہو گا کیونکہ یہاں پر equal representation of the provinces ہے۔ میں تو اتنا کہتا ہوں کہ سینیٹ کے direct elections ہر تین سال کے بعد ہونے چاہئیں کہ ہم سیاستدان بھی ہوش میں رہیں' سیاسی جماعتیں بھی ہوش میں رہیں اور عوام کے قریب رہیں۔ یہ طریقہ نہیں ہے کہ MPAs کے ذریعے آتے ہیں' معذرت کے ساتھ' دکانیں لگی ہوئی ہیں' ضمیر بک رہا ہے۔ کسی زمانے میں ایک گانا آیا تھا اور وہ بعد میں censor ہو گیا تھا " لگا ہے مصر کا بازار دیکھو" تو پھر اس کو انہوں نے "حسن کا بازار" کر دیا تھا' بھٹو مرحوم کے وقت۔ جناب! یہ حالات ہیں' ان چیزوں سے نکلتے ہیں حالات great game میں۔ اس وقت اپنے آپ کو فراری کہلا رہے ہیں یا nationalist politicians, ان کو دوسرے لوگوں نے take over کرنا ہے۔ ایک اور بیماری کا حل آپ نہیں نکال سکے۔ بلوچستان میں جو socio tribal system تھا جس کی نمائندگی ملک اور سردار کرتے تھے' آپ نے اس کو unnatural طریقے سے ہٹانے کی کوشش کی۔ معذرت کے ساتھ آپ نے tout جرگہ members ڈالے' this was the

Ayub Khan's era, tout members ڈالنے کی کوشش کی، سرداروں کو زبردستی ہٹا کر
دوسرے سرداروں کو لگانے کی کوشش کی تو problem ہوا۔ جو سردار ہوتا ہے، اپنے tribe کا مائی
باپ ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ اس چیز کو خوب جانتے ہیں۔ اس طریقے سے نہیں you
have to give a better socio tribal system to change Balochistan, you gave
a corrupt system, اس طرح event change نہیں ہوتے۔ جب لوگ کوئی بہتری دیکھتے
ہیں then they divert to that system پھر بہتری آتی ہے۔ جناب چیئرمین! اس طریقے
سے نہیں آئے گی، you had to give a better system in which we are not
successful so far. میرے ملک کی 60 years age ہو رہی ہے۔ میں کسی سے کم پاکستانی
نہیں ہوں، یہ کسی سے کم پاکستانی نہیں ہیں جو بلوچستان گئے ہیں، کوئی پاکستان سے باہر نہیں
سوچ سکتا۔ افغانستان میں جو بلوچوں کا حشر ہے، وہ بھی ہمیں پتا ہے جو ایران میں بلوچوں کا حشر
ہے وہ بھی پتا ہے، یہ سب باتیں ہیں۔ پاکستان ہمارا ملک ہے، ہم کہیں نہیں جا سکتے، اتنی دیدہ
دلیری سے، ہم قوم پرستوں ہوں، کوئی بھی ہو، ملک کو برا بھلا کہتے ہیں پھر بھی عزت کی روٹی ملتی
ہے، عزت سے پھرتے ہیں، سلام کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! وقت آ گیا ہے، ان forces کو co-op کرنا پڑے گا، اگلے
elections کے بعد power sharing کرنی پڑے گی، let them come and joint and let
us move forward. ملک کو آگے بڑھانے اور چلانے کا اور international جو pressures
ہیں، ان کو face کرنے کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ یحییٰ خان صاحب نے adult franchise
دیئے، پہلی دفعہ elections ہوئے، results آپ کے سامنے تھے۔ You did not accept
them. East Pakistan, now Bangladesh جو اکثریتی صوبہ تھا، وہ آزاد ہو گیا۔ وہ آزاد
کیوں ہوا؟ بڑا چھوڑ کر کیوں چلا گیا؟ Parity کی باتیں شروع ہونے لگیں، دو provinces میں
parity اب کہتے ہیں کہ population basis پر، اب parity کی باتیں کیوں نہیں ہوتیں، اب
parity, کی باتیں کریں، یہی سینیٹ parity ہے۔ Let us come to the Senate directly
but these things, these
are the facts which have to tackle. جناب! یہ چیزیں ہیں۔ ادھر (وفاقی وزیر برائے امور

داخلہ) ر role ادا کرنے کے لیے آتے ہیں' جمعہ' جمعہ آٹھ دن ہوتے ہیں' 12 کو حلف لیا ہے' آج 28 ہے' آٹھ دن مشکل سے ہوتے ہیں' ایک جمعہ کی نماز نصیب ہوئی ہے۔ اسی کو آگے بڑھائیں گے and will give our thoughts, we have to break this stalemate and take Balochistan into....... جہاں ہماری future generations آرام سے زندہ رہیں' ہم اپنی عمروں کا حصہ گزار چکے ہیں' تریسٹھ سال سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بھی نہیں ہوئی تھی ' we have to keep in mind but this has to be accepted fact that we have got the best team, جنرل صاحب نے بلوچستان کو دل کھول کر دیا ہے' we have to remove these misunderstandings اور چیزیں ہو رہی ہیں۔ اسی طرح چوہدری شجاعت ہوں یا مشاہد they understand Balochistan very much اور Prime Minister is also magnanimous, اگر ہم ذاتیات کے لیے کرتے رہیں گے تو کام نہیں ہوں گے' ہم نے مجموعی چیزوں کے لیے کرنا ہے۔ Thank you very much for giving the time.

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: The Minister please wind up.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں نے تو ان کا نام دو دفعہ بلایا تھا۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: میرا خیال ہے بس کافی ہو گیا ہے۔ مہربانی کریں' ابھی اس کے بعد foreign policy بھی discuss کریں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ذرا دو منٹ بول لینے دیں۔ مہربانی کر کے مختصر رکھیے گا۔ جی مولانا عبدالرشید صاحب۔

سینیٹر عبدالرشید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! کہ آنجناب نے قبائل کی موجودہ کشیدہ صورت حال پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب چیئرمین صاحب! میں یہ اپنی ذاتی بدقسمتی سمجھتا ہوں کہ اگر ایک طرف میں قبائل کے ایک نمائندے کی

حیثیت سے اس معزز ایوان میں آتا ہوں تو دوسری طرف ہماری قبائلی قوم پر وقت کے حکمران نے جبر اور تشدد کی جو پالیسی اپنائی ہے اور اس کے نتیجے میں ہمارے قبائلی عوام، معصوم بچوں اور عورتوں کا جو قتل عام ہو رہا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ میرے خیال میں یہ ہماری اجتماعی بدقسمتی ہے کہ جس دن سے اس حاضر دنیا میں مملکتوں، معاشروں اور ریاستوں کی تشکیل کا آغاز ہوا ہے، تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ جو ادارے، جو مملکت، جو state قوم اور عوام کے تحفظ کے لیے تشکیل پا رہی تھی، وہ آج قوم کی تذلیل اور قوم کے قتل عام میں مصروف عمل ہے۔ قبائل عموماً اور باجوڑ ایجنسی جہاں سے میرا تعلق ہے، آپ کے علم میں ہو گا کہ گزشتہ مہینے امریکہ کے جیٹ طیاروں نے پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کو cross کر کے باجوڑ میں دہشت گردی کی اور اس کے نتیجے میں، باجوڑ ایجنسی کے ایک خاندان کے تیرہ معصوم افراد شہید ہو گئے۔

جناب والا! قبائل کے موجودہ کشیدہ حالات کے باوجود، قبائل کے نمائندے اور اس ایوان میں سینیٹرز کا وجود ایک المیہ اور آزمائش کی بات ہے۔ جناب والا! قبائلی عوام کی یہ تمنا ہے کہ ہم اس ایوان میں ان کی مظلومیت کی آواز اٹھائیں لہذا میں قبائل کی ان امنگوں کی ترجمانی کرتے ہوئے، اس ایوان میں مطالبہ کرتا ہوں اور ذمہ دار حضرات کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ قبائل میں جبر اور ظلم کی پالیسی ترک کیجیے اور اس مسئلے کے مثبت سیاسی حل کے لیے مذاکرات کا راستہ اختیار کیجیے۔ والسلام۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: Aftab Ahmed Khan Sherpao.

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ۔ جناب چیئرمین ! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس اہم issue پر جس پر دو دن مسلسل بحث ہوتی رہی ہے، آج یہ موقع دیا کہ میں اس کو wind up کروں۔ سب سے پہلے جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے ایوان کی دونوں جانب چونکہ آج کل divide نہیں ہے، ہمارے حکومتی ممبر اس طرف بھی بیٹھے ہوئے ہیں، اپوزیشن کے ہماری طرف بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو اس لحاظ سے آسان ہوگیا ہے لیکن دونوں divide سے جس طریقے سے بلوچستان اور وزیرستان پر یہاں بحث ہوئی ہے میں ان سب کو

مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ جس احسن طریقے سے سب دوستوں نے اس بحث میں حصہ لیا اور کچھ چیزیں جو سامنے آئی ہیں وہ بڑی اہم ہیں اور ان پر میں ضرور گفتگو کرنا چاہوں گا لیکن democracy کا یہی essence ہے کہ جو بھی issue ہو' یہ ایوان بالا ہے اور highest forum ہے' اس فورم پر issue کو debate کیا جائے' اس میں اس issue کو اٹھایا جائے تو اس سے کچھ ایسے نتیجے نکلتے ہیں جن پر عمل کرکے اس issue کو آگے لے جایا جاتا ہے ' اس کو resolve کر دیا جاتا ہے ۔ میں یہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ خصوصاً اس ایوان میں اگر پچھلے تین سال کی کارکردگی دیکھیں اور اب یہ ابتدا ہے' اس میں بھی بلوچستان پر debate کرنے کا جو موقع ملا ہے' میرا خیال ہے اتنی debate اور کسی issue پر نہیں ہوئی جتنی بلوچستان پر ہوئی ہے۔ یہ تیسری یا چوتھی دفعہ ہے کہ میں اسی issue پر winding up speech کر رہا ہوں۔ تو یہ اچھی بات ہے کہ اگر کوئی issue ہو تو اس پر agitate کیا جائے ' اس کو discuss کیا جائے اور اس کو resolve کرنے کی کوشش کی جائے۔ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں ملک کی بھی بہتری ہوگی اور اس صوبے کے لیے یا جہاں پر یہ issue ہے ان لوگوں کے لیے بھی یہ بہتری ہوگی کیونکہ پاکستان ایک فیڈریشن ہے اور فیڈریشن کو چلانے میں سب کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے taking everyone along اور devolution کا جو process ہے اس میں آپ صوبوں کو جتنے اختیارات دیں گے ' اتنا ہی ملک ' پاکستان مضبوط ہوگا۔ جب federating units مضبوط ہوں گے تو پاکستان مضبوط ہوگا ' کم از کم جو کچھ میں نے سیکھا ہے اس میں یہی ہے کہ صوبے مضبوط ہوں گے تو پاکستان مضبوط ہوگا۔

آج میں یہاں نہیں تھا لیکن میں نے اسفندیار ولی کی تقریر نکلوائی اور اس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں بحیثیت ایک پاکستانی اس issue پر سوچنا چاہیے ' بڑی اچھی اور خوش آئند بات ہے ۔ میں سپیکرز کی تقاریر میں سے شاید کچھ points لوں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باقی سپیکرز کے points نہیں لوں گا' وقت کی قلت کے باعث شاید میں سب نہ لے سکوں اور چونکہ debate میں دونوں sides سے جو points raise کیے گئے ہیں ان کے بارے میں بھی counter points raise ہوئے ہیں' ان کا جواب بھی دیا گیا ہے تو اس لیے میرا کام ذرا آسان ہو گیا ہے اور میں اتنی تفصیل میں نہیں جاؤں گا جتنا کہ مجھے جانا چاہیے تھا کیونکہ اس سے

پہلے بھی میں نے جو بہت سی debates سنی ہیں ' یہ میرے خیال میں بہت ہی اعلیٰ پایہ کی debate تھی اور اس میں بہت سی باتیں ایسی تھیں جن میں ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کی گئی اور یہ بڑا ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو تب جا کر ایک issue resolve ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے politics میں - Politics ہے کیا ؟ Politics is all about dialogue, patience, trust, confidence, یہ چیزیں ہوں اور خاص طور پر federation میں trust ہو' patience ہو' confidence ہو تو issues resolve ہوتے ہیں اور اسی کو ہم نے آگے لے کر جانا ہے۔

آج اس ملک میں آپ اپنے media کو دیکھ لیں۔ آج جتنا media آزاد ہے' آج بلوچستان میں یا North Waziristan میں ایک واقعہ ہوتا ہے تو کبھی کبھار تو ہمیں بھی شرم آتی ہے کہ ہم سے پہلے' ہم تک information پہنچنے سے پہلے media پر وہ information آجاتی ہے۔ یہ global village والا concept اور technology جو ہے اس نے اتنا آسان کر دیا ہے تو اس لیے Government کا یہ تصور جو ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ جی Government صحیح facts لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرتی' Government کچھ چیزوں کو چھپانا چاہتی ہے' وہ concept اب میرا خیال ہے اس لحاظ سے ختم ہوگیا ہے کیونکہ جب media ایک چیز اٹھائے تو حکومت اس کو کیسے نظرانداز کر سکتی ہے یا کیسے اس کو چھپانے کی کوشش کرے گی۔ لہذا یہ بذات خود ایک بہت بڑی بات ہے اور یہ موجودہ حکومت کا ایک کارنامہ ہے کہ media کو اتنا free کر دیا ہے۔ Electronic media کے اتنے channels ہیں کہ بعض اوقات تو ہمارے mobile telephones کی batteries ایک گھنٹے کے اندر اندر ختم ہو جاتی ہیں کیونکہ اتنے فون آتے ہیں۔ This is a good policy ہم سمجھتے ہیں کہ اس کو ہم نے آگے بڑھانا ہے اور اسے اس ملک کی بہتری کی طرف ہم لے جاسکیں گے۔

ابھی چند باتیں ایسی ہوئیں' مثلاً operation کی بات ہوئی کہ بلوچستان میں operation ہو رہا ہے' وزیرستان میں operation ہو رہا ہے۔ میں دونوں پر الگ الگ focus کروں گا لیکن سردست میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نہ بلوچستان میں operation ہو رہا ہے اس لحاظ سے جس نقطہ نظر سے ہم operation کو دیکھتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں 1971ء سے مقابلہ کروں

گا، اس لحاظ سے وزیرستان میں بھی operation نہیں ہو رہا ہے۔

شروع میں، میں دو واقعات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی اس ہاؤس میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آپ کو پتا ہے اور جو حالات ہیں ان کا اندازہ ہوگا اور یہ دونوں واقعات کل ہوئے ہیں۔ ایک ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اور دوسرا بلوچستان میں ہوا۔ کیا ہوا اس میں۔ ایک میں law enforcement agencies کے لوگ مارے گئے، جاں بحق ہوئے، قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ دوسرا جو سبی میں واقعہ ہوا اس میں دو قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور ان کو چنا گیا۔ کون تھے وہ لوگ؟ کیا وہ لوگ جو ایسے حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کے عزائم کو بھی آپ دیکھیں کہ جو وہاں پر settlers ہیں ان کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ میرا خیال ہے کہ یہ سب کے لیے سوالیہ نشان ہے کہ اگر یہ سلسلے جاری رہے تو اس کا نتیجہ ملک کے لیے اور federation کے لیے اچھا نہیں ہوگا۔ ہاں! وہاں اگر بلوچستان میں بلوچ ہیں تو پشتون بھی ہیں، settlers بھی ہیں اور اب سے نہیں بلکہ کافی مدت سے وہاں پر ہیں اور انہوں نے contribute کیا ہے بلوچستان کی economy میں، بلوچستان کی trade اور وہاں کے روزگار میں انہوں نے contribute کیا ہے۔ لہذا ان دونوں چیزوں کو سامنے رکھیں اور اس کو میں اس سے اور آگے بڑھاؤں گا۔ ایک اور چیز جس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں، میں پہلے بھی اسی ہاؤس میں وضاحت کر چکا ہوں لیکن شاید اس چیز کو بار بار دہرایا جا رہا ہے میرے حوالے سے کہ میں نے کہا کہ بلوچستان میں چار ہزار لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ میں نے یہ بات ایتھنز میں کی تھی یا شاید تربت میں کی تھی۔ وہ human trafficking کے حوالے سے تھی کہ ایران کے بارڈر سے ہم نے چار ہزار لوگوں کو گرفتار کیا اور وہ لوگ بلوچستان کے نہیں تھے۔ وہ لوگ مختلف جگہوں سے آئے تھے۔ گجرات کے تھے، گوجرانوالہ کے تھے، کراچی کے تھے، صوابی کے تھے مختلف جگہوں سے لوگ آئے تھے۔ چونکہ human trafficking کا سلسلہ اس بارڈر پر ہے۔ اس حوالے سے میں نے یہ بات کہی تھی اور شاہد بگٹی صاحب نے بھی اس کا حوالہ دیا۔ آج میں ڈاکٹر عبدالحئی کا بیان پڑھ رہا تھا اس میں بھی یہ حوالہ دیا جا رہا ہے۔ At least if we are honest, we accept the others, the Opposition should be honest in this sense جیسے کہ کچھ دیر پہلے ثنا بلوچ صاحب نے کہا کہ جی یہ جو mine سے اٹھائیس معصوم

جانیں ضائع ہوئی تھیں یہ law enforcing agencies نے وہاں پر بچھائی تھیں۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے ہمیں issues کو صحیح معنوں میں identify کرنا چاہیے کہ issue ہے کیا۔ If we are honest میرا خیال ہے کہ resolution پھر کوئی مشکل نہیں۔ اس کو میں ضروری سمجھتا تھا کہ میں بتاؤں۔

جناب چیئرمین! میں پہلے وزیرستان پر بات کروں گا۔ جناب چیئرمین! 9/11 کے بعد جو صورت حال سامنے آئی، خاص طور پر افغانستان میں، وزیرستان کا بارڈر افغانستان کے ساتھ ملتا ہے۔ وہاں سے بہت سے غیر ملکی پاکستان کی حدود میں آئے اور یہاں پر چاہے وہ ساؤتھ وزیرستان ہے، نارتھ وزیرستان ہے یہاں پر انہوں نے آکر پناہ لی اور اس کے بعد کچھ کارروائیاں شروع کیں۔ ان کارروائیوں کی وجہ سے ہم پر الزام لگنا شروع ہوا کہ پاکستان دہشت گردی کو تقویت دے رہا ہے۔ پاکستان کی سرزمین کو دہشت گردی کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ چیزیں جب سامنے آئیں اور ویسے بھی میں اس معزز ہاؤس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ایک غیر ملکی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بغیر کسی document کے، بغیر پاسپورٹ پر آکر یہاں رہے۔ چاہے وہ پرامن بھی ہو لیکن still he is illegal in the sense he does not have a passport, he does not have any legal document اور وہاں سے وہ کارروائی بھی شروع کرے تو جناب چیئرمین! یہ حالات ہیں اور اس کے باوجود بھی ہم نے، وہاں پر حکومت نے ان کے خلاف کارروائی شروع نہیں کی۔ ہم نے 23 اکتوبر 2003 کو عام معافی کا اعلان کیا اور یہ کہا کہ جو لوگ اپنے آپ کو حکومت کے پاس رجسٹر کراتے ہیں اور اگر وہ وہاں کے کسی بڑے کی guarantee دیتا ہے کہ وہ کسی دہشت گردی یا کسی illegal کارروائی میں حصہ نہیں لے گا تو ہم اس کو ان کے حوالے نہیں کریں گے۔ اس سے زیادہ حکومت کیا کر سکتی ہے کہ جو بات ہو رہی تھی کہ dialogue ہونا چاہیے کیونکہ بغیر dialogue کے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ یہ حکومت نے پیشکش کی تھی لیکن ایک غیر ملکی نے بھی اپنے آپ کو register نہیں کرایا۔ جب انہوں نے register نہیں کرایا تو لازمی بات ہے پھر حکومت نے ایک کارروائی ضرور کرنی تھی اور وہ کارروائی جب شروع ہوئی تو ساتھ ہی ساتھ حکومت نے dialogue کے process کو ایک اور طریقے سے آگے بڑھایا اور وہاں کے جو رہنے والے لوگ تھے، جو ان کو پناہ دے رہے تھے ان کو کہا کہ آئیں آپ

ہمارے ساتھ بیٹھیں تاکہ کوئی ایک ایسا agreement طے پائے کہ اس پر اگر ہم عمل کریں تو شاید یہ سلسلہ خود بخود ختم ہو جائے۔ جب معاہدہ طے پایا تو اس معاہدے میں کیا تھا، میں اس کو ذرا آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ سب معزز ممبران کو پتا چلے کہ اس معاہدے میں تھا کیا۔

اس میں نمبر ایک یہ تھا کہ تمام غیر ملکی اپنے ہتھیار پھینک دیں اور خود کو قانون نافذ کرنے والے اداروں کے سپرد کر دیں۔ مستقبل میں اپنے اچھے چال چلن کی یقین دہانی کرائیں کہ وہ ان activities میں مستقبل میں حصہ نہیں لیں گے، یہ ضمانت فراہم کریں۔ ایسا کرنے والے غیر ملکیوں کو مستقل طور پر پرامن رہنے کی اجازت دی جائے گی۔ اس کے علاوہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والے قبائلی جو اپنے ہتھیار پھینک دیں اور حکومت کو یہ یقین دلائیں کہ وہ تعاون کریں گے ان کو بھی amnesty دی جائے گی، ان کو بھی معاف کر دیا جائے گا۔ یہ بنیادی essence تھا کہ اس پر اگر وہ تیار ہیں اور اس معاہدہ پر دستخط بھی ہوئے۔ حکومت نے کہا کہ چلیں یہ ایک کامیابی ہے اور ہم اس کو پرامن طریقے سے آگے بڑھانا چاہتے تھے لیکن اس کے بعد اس پر عمل نہیں ہوا۔ عمل کیوں نہیں ہوا کہ ان غیرملکیوں کو اسی طرح وہ پناہ دیتے رہے۔ انہی غیر ملکیوں کی کوئی گارنٹی انہوں نے نہیں لی اور انہی غیرملکیوں نے law enforcing agencies کے خلاف فائرنگ کی شکل میں کارروائی شروع کی۔ اگر آپ اعدادوشمار دیکھیں casualties کے تو law enforcing agencies کی بہت تعداد میں وہاں پر casualties ہوئی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بے گناہ لوگوں پر ہم نے فائرنگ کی اور نہ ہی ہم کرنا چاہتے تھے۔ اگر law enforcing agencies پر کسی نے firing کی تو اس کا جواب دیا جائے گا اور pro-active intelligence کے ذریعے جہاں جہاں پر بھی foreigners پائے گئے ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ یہ ہے بنیادی طریقہ جو ہم اپنا رہے ہیں۔

میرے ایک دوست نے کہا کہ جنازے صوبے کے مختلف علاقوں میں گئے ہیں اور ہم نے جنازے پڑھائے ہیں، بالکل صحیح ہے۔ جنازے کن کے تھے؟ Law enforcing agencies کے لوگوں کے جو ان واقعات میں شہید ہوئے، ان کے جنازے تھے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر آج ہم فاٹا کی overall بات کیوں نہیں کر رہے ہیں صرف

وزیرستان کی کیوں بات کر رہے ہیں؟ یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ وہ اس لیے کہ چونکہ باقی ایجنسیوں میں ' جہاں غیرملکی نہیں ہیں' وہاں پر امن ہے' وہاں ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے۔ وہاں پر حکومت کی writ موجود ہے اور وہاں کے لوگوں کا اور political administration کا ایک تعلق ہے اور ایک سلسلہ جاری ہے اور چل رہا ہے۔ لیکن جہاں پر غیرملکی ہیں' میرے بھائی عبد الرحیم مندوخیل نے بھی تسلیم کیا کہ وہاں پر غیرملکی موجود ہیں۔ میرے پاس لسٹ بھی ہے۔ وہاں پر جو غیرملکی مارے گئے یا پکڑے گئے ان کی لسٹ بھی میرے پاس ہے۔ یہ کہنا کہ وہاں پر کوئی غیرملکی نہیں ہے' یہ میرے ذہن سے بالاتر ہے کہ یہ کیسے کہتے ہیں کہ وہاں غیرملکی نہیں ہے' ابھی حال ہی میں پچھلے ہفتے انتیس غیرملکی گرفتار کیے گئے۔ تو یہ کہنا کہ وہاں پر غیرملکی نہیں ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ جہاں انہوں نے پناہ لی ہو ' اس کے خلاف focused operation کیا جاتا ہے۔ اس میں limited casualties locals کی بھی ضرور ہوئی ہیں اور اسفند یار ولی صاحب نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ کم سے کم casualties ہوں اور اسی کو ہم نے اپنایا ہوا ہے کہ minimum ہوں۔ اول تو نہ ہوں ' اگر خدانخواستہ ہوں تو minimum ہوں اور یہی ہمارا وہاں ایک پروگرام ہے۔

ابھی دو چیزیں اور ہیں۔ ایک مولانا گل نصیب صاحب نے مدارس کی بات کی۔ بالکل صحیح ہے۔ مدارس وہاں پر ہیں اور مدارس کے ہم خلاف نہیں ہیں۔ مدارس وہاں پر دینی علم پھیلا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اور یہ تو پریذیڈنٹ جنرل مشرف صاحب نے بھی کہا کہ یہ مدارس ہماری تعلیم کا ایک حصہ ہیں۔ ہم نے کسی مدرسے کے خلاف اس لحاظ سے کارروائی نہیں کی کہ یہ مدرسہ ہے ۔ شمالی اور جنوبی وزیرستان کو آپ دیکھیں' وہاں کی تاریخ دیکھیں' وہاں پر آج سے نہیں' برسوں سے' سینکڑوں سالوں سے مذہبی رجحان رہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جب مجاہدین کا سلسلہ تھا تو اسی شمالی اور جنوبی وزیرستان سے وہاں پر مجاہدین گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہمارے کچھ علمائے کرام کے مدارس سرحد کے پار' غلام خان کے اس طرف' شمالی وزیرستان کی اس طرف' خوست میں قائم کیے گئے تھے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ tribal areas سے یا وزیرستان سے اسمبلیوں میں اب علمائے کرام آئے ہیں اور پہلے ایسے نہیں ہوا۔ پہلے بھی ہوا ہے۔ اب جو آئے ہیں' اس سے پہلے بھی' جب الیکشن کا پرانا سسٹم تھا' اس وقت بھی مولوی نور محمد اور مولوی دیندار' یہ دونوں وہاں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ اس سے انکار

کوئی نہیں کر سکتا اور اسی کو میں آگے بڑھاؤں گا کہ بھئی جب ہم حل ڈھونڈنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں تو علمائے کرام کا ایک بڑا role ہے وہاں پر۔ اگر ملکوں کا role ہے تو علمائے کرام کا بھی ہے اور اسے ہم نظرانداز نہیں کر سکتے۔ لیکن جس compound میں اسلحہ ہو، جس compound میں غیرملکی ہوں، جس compound میں وہ لوگ ہوں جو ان کی مدد کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ شرپسندی، دہشت گردی میں شامل ہیں - وہاں پر ان کے خلاف ضرور focused action ہوا ہے - یہ ضرور ہوا ہے - اس میں کوئی انکار کی بات نہیں ہے اور اس کو کوئی contest کرتا ہے کہ ان compound سے اسلحہ نہیں نکلا، اس compound سے وہ لوگ جو گورنمنٹ کو مطلوب تھے یا شرپسند اور دہشت گرد لوگ نہیں نکلے تو میں اس کے لیے تیار ہوں اور میں ثبوت دینے کے لیے موجود ہوں۔

وہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ امریکہ کے ایجنڈے پر کام کر رہی ہے اور یہ بھی کہا کہ جی! بش کے آنے سے پہلے وہاں پر کارروائی کی گئی - میں بتاتا چلوں کہ پاکستان اپنی سرزمین کو دہشت گردی کے لیے کسی صورت میں بھی استعمال نہیں ہونے دے گا۔ ہم کسی کے ایجنڈے پر کام نہیں کر رہے -ہمارا پہلے سے کوئی پلان نہ تھا کہ بش آنے کا تو اس سے پہلے ہم کوئی کارروائی کریں گے - یہ ایک فوجی focused action تھا اور جب بھی ہمیں information ملے گی، جب بھی ہمارے پاس شواہد ہوں گے تو ہم ضرور یہ ایکشن کریں گے چاہے بش ادھر آئے یا نہ آئے اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے نہ امریکن کا اس سے کوئی تعلق ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اپنی سرزمین کی حفاظت نہ کی گئی تو اس کے نتائج ایسے خوفناک ہوں گے کہ وہ اس ملک کے لیے اور اس علاقے کے لیے اچھے نہیں ہوں گے - اس لحاظ سے میں اس کو رد کرتا ہوں اور جیسے میں نے کہا کہ یہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے یہ focused action ہے جو ملٹری آپریشن کا concept ہے کہ ایک سرے سے شروع کر کے علاقے کو ٹینکوں سے roll over کر دیا تو میں صرف آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا جہاں تک وزیرستان اور نارتھ وزیرستان کا تعلق ہے۔

میں مختصر طور پر بلوچستان کے بارے میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جب بھی بلوچستان میں mega development projects کا آغاز ہوتا ہے تو وہاں کچھ

ایسے حالات بنا دیے جاتے ہیں - یہ عجیب اتفاق ہے - وہاں پر بھی کوہلو اور ڈیرہ بگٹی کے علاوہ کہیں پر اپریشن نہیں ہوا' میرے معزز دوستوں نے کہا کہ جی جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ ہم ان سرداروں کو ٹھیک کر دیں گے - آپ اگر دیکھیں کہ اگر ۷۰ سردار ہیں تو ان میں سے 65/66 یہاں ہمارے ساتھ حکومت میں شامل ہیں' ہمارے ساتھ ہیں - ہمارا ساتھ دے رہے ہیں۔ حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ حکومت کے جو پروگرام ہیں اور develoment programmes ہیں ان میں facilitate کر رہے ہیں اور اپنے علاقے کو آباد کر رہے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن کچھ جگہوں پر کچھ لوگ ہیں جنہوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے - میں نے جو دو ضلعے بتائے ہیں ان میں focused action ہوئے ہیں یعنی جب آپ پر فائر کیا جاتا ہے تو اس کے جواب میں ضرور action لیا جاتا ہے۔ F C تو پہلے سے وہاں موجود تھی - وہاں ڈیرہ بگٹی میں ان کا ہیڈ کوارٹر ہے - کوئی نئی بات تو نہیں ہے کہ وہاں پر F C گئی ہے - وہاں پر F C(A) area میں ہے۔ (B) area میں بھی ہے۔ B area میں خصوصاً F C operate کرتی ہے - Law and order maintain' law & order maintain کرنے کے لیے' کرنا حکومت کا فرض بنتا ہے اور ہم law & order maintain کریں گے۔ اگر ہم یہ نہیں کر سکے تو ایک صوبے میں' ملک میں کیسے ترقی ہو گی - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس forum پر تو ہم debate کر رہے ہیں۔ میں داد دیتا ہوں بگٹی صاحب کو کہ انہوں نے یہاں پر اپنا موقف پیش کیا اور بڑے اچھے طریقے سے پیش کیا - ڈاکٹر مالک صاحب نے کیا' عبدالرحیم مندوخیل صاحب نے کیا۔ ہماری طرف سے ان کو اسی مناسبت سے جواب بھی ملے۔ یہ سلسلہ صوبائی اسمبلی میں بھی ہوسکتا ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بالاچ مری جس دن سے صوبائی اسمبلی کا member elect ہوا ہے ' oath لیا ہے اس کے بعد اس نے ایک بھی صوبائی اسمبلی کا session attend نہیں کیا - اگر یہ لوگ چاہتے ہیں کہ وہاں پر dialogue کا process شروع ہو یا کوئی بات چیت ہو تو کم از کم اپنا point of view in the Provincial Assembly آ کر پیش کریں - وہاں پر فائرنگ سے ' وہاں پر فراری کیمپ چلانے سے point of view نہیں پیش کرسکتے اور میں یہ اب بھی سمجھتا ہوں کہ ملک کے جو مسائل ہیں وہ بھائیوں کی طرح بیٹھ کر دلائل کے ساتھ' خوش اسلوبی کے ساتھ حل کیے جا سکتے ہیں۔ اس طریقے سے حکومت سے کوئی اپنے مسائل حل نہیں کرا سکتا۔ باقی

بلوچستان میں یہ ضرور ہے' جیسے کل وہاں پر وہ واقعہ ہوا ' کوئٹہ میں ہوتا ہے' ہر ایک جگہ ہوتا ہے اور وہ بھی یہی لوگ ہیں۔ ایک جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ 'دوسری جگہ سے اٹھ کر تیسری جگہ --- اس کو آپ کیسے operation کہیں گے۔ 1971 اور آج کے اپریشن میں فرق ہے۔ وہ اپریشن تھا' یہ اس لحاظ سے نہیں۔ اس اپریشن میں اگر پورا بلوچستان engulfed تھا تو اس وقت ان سرداروں کے ساتھ ان کے اپنے قبیلے تھے۔ آج ان سرداروں کے قبیلے اس لحاظ سے ساتھ نہیں ہیں۔ آپ یہ مت سمجھیں کہ یہاں بلوچستان میں کوئی resentment ہے اور ایک آواز اٹھی ہے پورے بلوچستان سے۔ وہاں پر صوبائی اسمبلی ہے تو وہ elect ہو کر گئی ہے ۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم development چاہتے ہیں' ہم تخریب کاری نہیں چاہتے ۔ اسی کو ہم نے build up کرنا ہے۔ یہ لوگ جو ترقی چاہتے ہیں وہ آج میدان میں ہیں اور جو ترقی نہیں چاہتے ہیں وہ شاید پہاڑیوں میں ہیں اور وہ رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کررہے ہیں ۔ ان تین مہینوں میں جو واقعات وہاں پر رونما ہوئے ان میں 47 civilians جاں بحق ہوئے ۔ پینتیس زخمی ہوئے' ایک سو پینسٹھ راکٹ کے حملے ہوئے ' 46 bomb blast ہوئے ہیں' 36 land mines کے دھماکے ہوئے ہیں تو یہ سب چیزیں حکومت تو نہیں کراسکتی ۔ جو کرا رہے ہیں کم از کم اگر صوبائی اسمبلی میں ان کے members ہیں تو وہ وہاں پر صفائی پیش کریں۔ وہ خود آکر اسمبلی میں بات کریں کہ ہم نہیں کر رہے ہیں۔ کوئی واقعہ ہوتا ہے تو BLA تو خود ہی ذمہ داری قبول کرلیتی ہے ۔ کوہلو میں صدر مملکت گئے اور انہوں نے 1.5 billion کے package کا اعلان کرنا تھا ۔ وہاں پر میزائل برسائے گئے۔ یہ طریقہ بلوچ روایات کے مطابق نہیں ہے اس لحاظ سے ۔ آج بہت سے دوستوں نے یہ بات کہی کہ وہاں پر development کے آثار نظر نہیں آرہے ۔ میرے خیال میں بگٹی صاحب نے بھی کہا کہ پینے کا پانی نہیں ہے ' بجلی نہیں ہے ۔ میں اس کو اس لحاظ سے تسلیم کرتا ہوں کہ micro level پر شاید اس لحاظ سے لوگ اس سے مستفید نہیں ہوئے ہیں ۔ جو mega projects ہیں' 140 billion کا جو پیکج ہے وہ جب complete ہوگا تو لوگوں کو اس کے ثمرات ملیں گے ۔ لیکن جو micro ہے اس کے لیے بھی وزیراعظم صاحب جا رہے ہیں اور وہ ایک بڑا micro پیکج دیں گے اور پینے کے پانی ' بجلی جتنی بھی ضروریات ہیں ان کا اعلان کیا جائے گا ۔ کوہلو میں جو package کا اعلان کیا گیا تھا اس پر کام شروع ہو چکا ہے' ٹیوب ویل پر '

سڑکوں پر کام شروع ہو چکا ہے اور یہی ہم چاہتے ہیں کہ وہاں پر development ہو اور یہی ہماری پالیسی ہے کہ جو پاکستان کی sovereignty کو تسلیم کرتا ہے' بہت اچھی بات ہے جو نہیں کرتا ہے اس کے خلاف ضرور ہم action لیں گے' جو development work میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرے گا اس کے خلاف ضرور کارروائی ہو گی' جو law enforcing agencies پر firing کریں گے ان کو جواب ضرور firing میں ہی دیا جائے گا کیونکہ یہی طریقہ ہوتا ہے اور حکومت خاموش تماشائی نہیں بن سکتی۔ یہ بھی کہا گیا کہ extra judicial killings ہوئی ہیں' یہ سراسر غلط ہے' کوئی extra judicial killings نہیں ہوئیں۔ پارلیمانی کمیٹی کا جو dialogue ہے' کیونکہ پارلیمانی کمیٹی پر بہت بحث ہو چکی ہے اس میں' میں اور زیادہ نہیں جانا چاہتا لیکن dialogue کی بات ضرور ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! dialogue تو ہم نے شروع کیے تھے۔ جب سے یہ سلسلہ شروع ہوا تو ہم نے یہ dialogue شروع کیے اور اس حد تک گئے کہ یہ پارلیمانی کمیٹی وجود میں آئی اور اس میں یہ طے پایا کہ جو بھی وہاں پر صورت حال ہو' اگر کوئی firing ہوتی ہے' کوئی اور واقعات ہوتے ہیں تو اس پارلیمانی کمیٹی کی جو proceedings ہیں' وہ اس پر اثر انداز نہیں ہوں گے this will continue تو dialogue تو ہم نے شروع کیا' agreements کیے ہیں' بگٹی صاحب کے ساتھ الگ agreement کیا' اس agreement پر اب لازمی بات ہے وہ کہیں گے کہ حکومت نے اس کی violation کی ہے' میرے پاس ایسے شواہد موجود ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ انہوں نے violation کی ہے۔ اب بھی ہمارے چھ پولیس کے جوانوں کو انہوں نے اغوا کیا ہوا ہے' اب تک وہ ان کے پاس ہیں اور آٹھ مہینے ہو گئے ہیں۔ جو check posts انہوں نے dismantle کرنی تھیں اور انہیں چھوڑنا تھا وہ ابھی تک نہیں چھوڑیں۔ بیکڑ کی جو سڑک ہے وہ انہوں نے بند کی ہوئی تھی' اب جا کر وہ کھول دی گئی ہے۔ یہ بات بھی ہوئی ہے کہ جو لوگ displace ہو گئے ہیں ان کو اپنی جگہ پر واپس لانا چاہیے اور یہی کام ہم کر رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کلپر اور میسوری جو کہ بہت بڑا قبیلہ ہے وہ آج اپنے سوئی کے علاقے میں واپس آباد ہو چکے ہیں' میسوری بیکڑ کے علاقے میں واپس آباد ہو چکے ہیں۔ یہ حکومت نے ان کو سہارا دیا' ان کو security دی' آج بھی security دے رہے ہیں' اس لیے کہ وہ اتنے سال سے در بدر تھے' کبھی ملتان میں' کبھی سکھر' کبھی پشاور کبھی اور جگہوں پر یہ در بدر

پھرتے تھے اور ان کی کوئی سن نہیں رہا تھا' آج اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے وہ اپنے وطن' اپنی سر زمین پر واپس خوشحالی کے ساتھ بس رہے ہیں اور اسی کے نتیجے میں اس دن land mine رکھی گئی تھی تاکہ ان میں خوف و ہراس پھیلایا جائے اور ان کے بچے اور ان کی عورتیں اس میں ماری گئیں۔ ہم ان کی اس میں مدد کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اسی بات کو ہم نے آگے بڑھانا ہے۔ میں conclude کرنے سے پہلے آپ کو صرف چند ایک نام بتانا چاہتا ہوں جو وزیرستان میں مارے گئے تھے جن کے اوپر head money بھی تھی مثلاً شیخ عبدالرحمٰن یہ مصری تھا اور پھر Canadian citizen بن گیا تھا' عبدا لشعیب ثمرقند' حسن معصوم یہ Chinese تھا' حمزہ یہ سارے اسی علاقے میں تھے اور مارے گئے ہیں اور اس کے علاوہ ترکی کے' China کے' ازبکستان کے' چیچن' یہاں وہاں سے ہم نے apprehend کئے ہیں' کچھ مارے بھی گئے تھے اور چونکہ یہ حساس معاملہ ہے تو اس لیے میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ وہاں پر ہم نے کتنے لوگ apprehend کیے ہیں اور کن کن ممالک کے ساتھ ان کا تعلق تھا۔ ابھی میں یہ ضرور بتانا چاہتا ہوں اور میں اس ہاؤس سے بھی یہ توقع رکھوں گا کہ اتنی بحث ہوئی ہے اور سب نے یہ کہا کہ اس میں ہم مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اس دن نیشنل اسمبلی میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہم حکومت کی مدد کرنا چاہتے ہیں' ضرور مدد کریں مگر میں ضرور بتا دینا چاہتا کہ شاید وہاں پر بھی کچھ percent لوگ ایسے ہیں جو کہ اب مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی بات بھی نہ مانیں۔ وہ لوگ ایسے vicious circle میں پھنس گئے ہیں کہ ان کی بات بھی نہ مانیں لیکن بہرحال جیسے میں نے کہا کہ ہم ایک قرار داد کی شکل میں یہ ضرور کریں کہ فاٹا اور بلوچستان میں جو تخریب کاری ہو رہی ہے اس کی ہم مذمت کریں' کم از کم یہ تو اس ہاؤس سے آنا چاہیے تاکہ اگر آپ ملک کی بات کرتے ہیں اور ہم بھی ملک کی بات کرتے ہیں تو کم از کم یہ ایک قرارداد کی شکل میں آئے تاکہ لوگوں کو یہ signal ملے کہ اس ہاؤس میں اس پر بحث ہوئی اور پورا ہاؤس دہشت گردی کے خلاف ہے۔

ساتھ ساتھ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ملکی سالمیت supreme ہے اور اس پر ہم کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے' I think سب کے لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہونا چاہیے۔ بعض honourable member اس writ والے لفظ سے ذرا allergic ہیں تو ہم یہ کہیں گے کہ law

law and order حکومت کا فرض بنتا ہے اور law and order قائم کرنے کے لیے ہم ضرور کوشش کریں گے کہ دونوں جگہوں پر جو بھی اس میں طریقہ ہو law and order maintain کیا جائے۔ ہم وزیرستان میں وہاں کے مشیران' وہاں کے ملک اور وہاں کے مذہبی راہنماؤں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہم ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ بلوچستان کا development package پایہ تکمیل تک پہنچے اور اس میں کوئی رکاوٹ نہ آئے اور اسی طریقے سے فاٹا کے لیے بھی ایک development package پہلے سے ہے اور یہ directly صدر صاحب کے تحت آتا ہے اور وہ اس کے لیے مزید development package اعلان کریں گے' وہاں پر processing zones بن رہے ہیں' جہاں سے export ہو گی اور وہ duty free ہو گی' جہاں پر لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر ہوں گے' یہ سب کچھ وہاں فاٹا کے لیے کیا جا رہا ہے۔

ساتھ ہی ہم سیاست اور بات چیت کر رہے ہیں' جیسے میں نے شروع میں کہا کہ یہ سیاست کا ایک حصہ ہے اور politics اسی کو کہتے ہیں' سیاست میں بات چیت کے دروازے کبھی بھی بند نہیں ہوتے لیکن جہاں تک غیر ملکی عناصر کا تعلق ہے تو اس پر ہم کوئی compromise نہیں کر سکتے اور دہشت گردوں اور تخریب کاروں سے اس لحاظ سے بات چیت نہیں ہوسکتی' بات چیت ان لوگوں سے ہوسکتی ہے جو کہ اس ملک کی بہتری چاہتے ہیں' جو ملک کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں' جو اس ملک کی خوشحالی پر یقین رکھتے ہیں' جو اس ملک کو آگے لیجانا چاہتے ہیں' ان لوگوں کے لیے ہمارے دروازے کھلے ہیں ان انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کے ساتھ dialogue کا process جاری رکھیں گے۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: We will move to item No.5

خورشید صاحب! آپ اور سواتی صاحب اس کو co-sponsor کر رہے ہیں۔

DISCUSSION ON THE FOREIGN POLICY OF PAKISTAN

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، میری صحت ٹھیک نہیں ہے' اس لیے میں اپنے خیالات کا پوری طرح اظہار نہیں کر پاؤں گا' میں مختصراً اپنی بات کہوں گا اور اس کے بعد اس کو take up کرلیں گے۔

جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں آپ کی اجازت سے موضوع پر گفتگو شروع کرنے سے پہلے ایک ایسے مسئلے کی طرف سب کی توجہ مبذول کرانا چاہ رہا ہوں جس سے خاص کر مجھے بے حد شرمندگی ہوئی ہے۔ یہ کسی دینی پرچے کی بات نہیں ہے، "Herald" جو Dawn Group کا بڑا ہی موقر ماہنامہ ہے، اس کی مارچ کی اشاعت کے اندر یہ آیا ہے کہ۔

"One pilot forcibly retired, four grounded in crackdown on beards". In a continuing crackdown on any form of Islamic expression in the ranks of the armed forces, the Pakistan Air Force forcibly retired one officer and lined up four others for similar treatment. According to information gathered by the Herald, the officers have been meted out this punishment as a consequence of their refusal to shave off their beards. The action, say sources, has been launched on the specific instructions of Air Chief Kaleem Saadat. It is long report.

یہ بڑا ہی افسوس ناک واقعہ ہے، اس کا تعلق حکومت یا Opposition سے نہیں ہے بلکہ شعائر اسلامی سے ہے، سنت رسول سے ہے۔ ایک طرف ہم پوری دنیا میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پر حملہ کرنے والے کارٹونوں کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں اور اگر ہمارے اپنے اداروں میں ایسی باتیں ہوں گی تو اس کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔ میں یہ point of order کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

جناب والا! اس کے بعد آپ کی اجازت سے حتی الوسع کوشش کروں گا کہ صرف ضروری نکات آپ کے سامنے رکھوں، تفصیل اور material میرے پاس بہت ہے لیکن اپنی صحت کی خرابی کی بنا پر شاید میں اس کا حق ادا نہ کرسکوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ originally ہماری خواہش یہ تھی کہ صدر Bush کے South Asia کے دورے کی بنیاد پر بحث کریں لیکنچونکہ سینیٹ نے یہ پسند کیا، foreign policy کے بارے میں already یہ قرارداد موجود ہے تو میدان ذرا وسیع ہو گیا لیکن اس کے باوجود بھی ہم گفتگو صدر Bush کے visit سے ضرور relate کرکے پیش کریں گے۔

جناب والا! جہاں تک world media اور پاکستانی media کا تعلق ہے' ان میں ایک بات پر اتفاق ہے کہ صدر Bush کا پاکستان کا دورہ سخت ناکام تھا اور 'New York Times' نے یہاں تک لکھا کہ وہ اگر تشریف نہ لاتے تو بہتر تھا۔ میں اس سے ہٹ کر ایک اور بات کہنا چاہ رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خواہ کتنا بھی ناکام رہا ہو لیکن ایک پہلو سے میری نگاہ میں وہ دورہ بڑا کامیاب ہے اور وہ یہ ہے کہ اس دورے کی شکل میں پاکستان کی قیادت کے سامنے ایک آئینہ رکھ دیا گیا ہے کہ America کی نگاہ میں پاکستان کی کیا وقعت ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا failure اس معاملے میں Bush کے اس دورے سے اس طرح عیاں ہو کے سامنے آگیا ہے کہ نہ اب اس پر کوئی پردہ ڈالا جا سکتا ہے اور نہ اس کو برا تصور کیا جا سکتا ہے۔ میری نگاہ میں fundamental policy review کا تقاضا ہے اور میں اسی کی طرف اپنی توجہ رجوع کرنا چاہوں گا۔ جناب والا! آپ یہ جانتے ہیں کہ foreign policy میں neighbouring ممالک کا اس سے تعلق سب سے اہم چیز ہے' اس کا criterion یہ ہے کہ آپ دنیا میں کتنے friends win کرتے ہیں' کتنا cooperation حاصل کر لیتے ہیں اور آپ کے جو قومی مفاد' عزائم اور عالمی سطح پر targets ہیں' ان کے لیے کتنا عالمی فضا کو ساز گار بنا سکتے ہیں۔

اس کا دوسرا پہلو economy ہوتی ہے کہ ہم کہاں تک اپنی economy development, تجارت' investments کر سکتے ہیں۔ تیسرا target cultural ہے اور چوتھا اور آخری military ہے' اس لیے اس کی out side dimension ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ foreign policy کا جائزہ ان چاروں بنیادوں پر لیا جانا چاہیے اور میری نگاہ میں اس میں تین پہلو ایسے ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے۔ پہلا یہ ہے کہ formation of the Foreign Policy کا process کیا ہے؟ دوسرا content of the policy. اور تیسرا implementation mechanism and process. کسی بھی کامیاب یا ناکام foreign policy کا جائزہ ان بنیادوں پر لیا جاتا ہے۔

جناب والا! پہلی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک جمہوری ملک میں foreign policy اس کی پارلیمنٹ' پارلیمنٹ کی کمیٹیاں' کیبنٹ اور سوسائٹی میں جتنے بھی stake holders ہیں' ان کے تعاون اور participation سے بنا کرتی ہے اور یہی صحیح طریقہ ہے لیکن میں بڑے دکھ

سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں foreign policy پارلیمنٹ میں نہیں بن رہی' Foreign Office سے eminate نہیں ہو رہی' اس میں کیبنٹ کا کوئی کردار نظر نہیں آتا' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ GHQ and Washington یہ ایک link ہے اور ہر چیز اس سے آ رہی ہے۔ آپ ذرا غور کیجیے کہ پریذیڈنٹ بش صاحب تشریف لاتے ہیں' negotiations ہوتی ہیں' یہ ایک پارلیمانی سسٹم ہے' آپ دیکھیں کہ ہندوستان میں ساری negotiations وہاں کے Prime Minister سے ہوتی ہیں' ہمارے ہاں آتے ہیں تو ساری negotiations, President سے ہوتی ہیں۔ Asian Society میں آنے سے پہلے President Bush نے انڈیا اور پاکستان پر جو تقریر کی ہے وہ پڑھنے کے لائق ہے' اس میں اس نے پاکستان کا لفظ ایک بار استعمال نہیں کیا' سو دہ بار صرف جنرل مشرف کا نام لیا ہے۔ یہاں آنے کے بعد بھی Prime Minister, Cabinet irrelevant تھی' ساری negotiations ایک شخص سے ہو رہی تھیں۔ ہمارا دستور' میں نے اور آپ نے اس پر حلف لیا ہے' آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس میں Article 91 سے Article 98 اسے پارلیمانی دستور قرار دیتے ہیں اور پارلیمانی دستور میں صدر کے نام پر وزیر اعظم اور کیبنٹ' پارلیمنٹ کے behalf پر معاملات کو طے کرتے ہیں۔ ہمیں نظر آتا ہے کہ ہمارے ہاں policy formation کا عمل disturb ہو چکا ہے' صرف GHQ اور پریذیڈنٹ یہ سارا کھیل' کھیل رہے ہیں۔

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بڑے تضادات ہیں' Foreign Office ایک بات کہنے کی کوشش کرتا ہے' مثال کے طور پر کشمیر کے معاملے پر کہا گیا کہ UN Resolutions irrelevant ہیں' آپ اخبار اٹھا کر دیکھ لیجیے' اسی دن جو بیان Foreign Minister کا تھا وہ اس سے بہت مختلف تھا۔ اسی طریقے سے کشمیر کے بارے میں سات regions کی بات کی گئی اور self determination جو ہماری پالیسی کی بنیاد ہے' ہم اس سے ہٹ کر self governance پر آ گئے' Foreign Office کا اس میں کوئی contribution نظر نہیں آتا۔

آپ بش کے visit کو بھی دیکھ لیجیے' اس کے آنے سے پہلے یہ خطرہ صاف نظر آ رہا تھا کہ Indian-US nuclear deal ہو رہی ہے۔ اسی ہفتے' 20th March کا جو The Times

ہے' اس میں آپ پڑھ لیجیے کہ Indian lobby کس طرح کام کررہی تھی اور انہوں نے pointed information دے کر کہا ہے کہ آٹھ لاکھ ڈالر ایک لابی کی کمپنی کو جو انڈیا میں former US Ambassador کی سرپرستی میں کام کر رہی ہے اور دوسری کو چھ لاکھ ڈالر صرف اس مقصد کی lobbying کے لیے دیے گئے کہ وہ اس Nuclear deal کے لیے وہاں پر کام کرے' یہ ساری چیزیں وہاں تھیں' ہم نے بہت کہا کہ even handed معاملہ ہو گا مگر ہوا کیا؟ اور اس کے بعد یعنی انگور کھٹے ہیں کا منظر ہمیں نظر آیا کہ پریذیڈنٹ صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ گویا ہمیں اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ کونڈو لیزا رائس اور بش دونوں ہمارے منہ پر تانچہ مارتے ہیں کہ پاکستان اور انڈیا کے معاملات الگ الگ ہیں' their history and their needs are different اس لیے اس معاملے میں ہم آپ کو برابر treat نہیں کر سکتے۔ اس کے مقابلے میں آپ کے جو امریکہ میں سفیر ہیں' ان کا بیان پڑھیے تو وہ کیا کہہ رہے ہیں' وہ lobbying کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ' Foreign Minister کا بیان اس issue پر آیا کہ یہ اس علاقے کے اندر توازن کو بگاڑ دے گا' پاکستان کے لیے subordinate position ہوگی' دونوں میں کوئی مفاہمت نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کوئی کچھ کہہ رہا ہے ' کوئی کچھ کہہ رہا ہے یعنی وہ جو پرانا مقولہ ہے کہ من چہ می گویم' بمورا من چہ گوید' یہ ہمیں صدر اور فارن آفس کے بیانات میں نظر آتا ہے۔

جناب والا! میں یہ بھی کہوں کہ اگر آپ اس کے ساتھ ساتھ تاریخی اعتبار سے چیزوں کو پڑھیں تو بڑی پریشان کن صورت حال سامنے آتی ہے ۔ باب وڈ ورڈ کی کتاب Bush on war آپ نے دیکھی ہوگی ' امریکہ کے سابق نادرن کمانڈر جنرل زینی کی autobiography آئی ہے اور یہ بات میں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ کے دور کی یہ بات ہے' یہ پچھلے دور کی بات ہے ۔ اس نے صاف لکھا ہے کہ ہمیں جب ایمل کانسی کو پاکستان سے پکڑنا تھا تو ہم نے سوچا کہ کیا کریں۔ ہم نے سوچا صحیح راستہ یہ ہے کہ ہم directly Chief of the Army Staff کو contact کریں and he would get that outclass یہ کتاب موجود ہے ۔ جنرل فرینک کی کتاب جو 9/11 کے وقت Commander-in-Chief تھا اس میں اس نے پوری تفصیلات بیان کیں' معلوم ہوتا ہے کہ ایوب کے دور سے جو معاملہ شروع ہوا ہے کہ پینٹاگان' وائٹ ہال اور جی

اتیج کویہ ہماری فارن پالیسی کا link بن گیا ہے ۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ فارن آفس کا رول' پارلیمنٹ کا رول نہ ہونے کے برابر ہے ' یہ بڑی خطرناک صورت حال ہے اور فارن آفس کے بارے میں بھی مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ research input جو کسی بھی ملک کی فارن پالیسی کے بنانے میں بڑی اہم ہے ' ہمارے ہاں مفقود ہے۔میں تیس سال سے یہ رونا رو رہا ہوں اور Institute of Strategic Studies جو ہے وہ ایک حیثیت سے institution ہے لیکن اس کی تحقیقات' اس کی directory منگوا کر آپ دیکھیے اور فارن پالیسی کو دیکھیے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ research input ہمارے ہاں نہیں' پارلیمنٹ کی input نہیں ' stake holders کی input نہیں۔ اس طرح فارن پالیسی نہیں بنا کرتی۔

جناب والا! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امریکہ سے ہماری relationship جس طریقے سے evolve ہوئی ہے اگر اس وقت میں اس میں نہ بھی جاؤں تو ایک چیز بڑی واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ امریکہ کے objectives پاکستان کے objectives اور پاکستان کے interests یہ کبھی بھی converge نہیں ہوئے ' اگر کوئی partial convergence ہوئی ہے تو اسے ambivalence کے عالم میں دونوں نے اپنے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے ' انہوں نے زیادہ ' ہم نے کم اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہم نے اپنے سارے انڈے ایک جھولی میں ڈال دیے اور امریکہ نے بھی صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان سے ہمارے تعلق کی ایک اورصرف ایک بنیاد ہے اور وہ war against terrorism ہے باقی سارے معاملات میں گویا کہ پاکستان irrelevant ہے ۔ ایک بڑی اہم کتاب جو رین کارپوریشن نے شائع کی ہے میرے پاس پڑی ہے اور وہ اس issue پر ہے کہ war against terrorism پر جو cooperation ہو رہا ہے اس میں انڈیا اور پاکستان کا کیا role ہے ؟ وہ کتاب پڑھنے کے لائق ہے اور اس میں انہوں نے صاف کہہ دیا ہے کہ ہمارا نہ صرف یہ کہ پاکستان میں کوئی اور interest نہیں بلکہ پاکستان کی participation پر بھی ہم اعتماد نہیں کرتے ' Pakistan is an uncertain partner اور یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ ان کی طرف سے do more, do more کے مطالبات ہوتے ہیں' ہمارا ہاتھ مروڑا جاتا ہے ' ناک رگڑوائی جاتی ہے' مجبور کیا جاتا ہے' humiliations ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس رپورٹ کے اندر اگر آپ اس کا مطالعہ کریں تو پوری تفصیل انہوں نے دی ہے کہ

ہم نے پاکستان سے 9/11 کے بعد کیا کیا حاصل کیا ہے' 9/11 کے بعد پاکستان نے ہمیں کیا سہولتیں دی ہیں' ان کا کہنا یہ ہے two third of the Pakistani air space was at our disposal یہ ساری چیزیں وہاں موجود ہیں' میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں' یہ authentic sources کی بنا پر کہہ رہا ہوں۔ یہ رپورٹ US Air Force کی دعوت پر تیار کی گئی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ محض public information کے لیے چیزیں آتی ہیں۔ اس میں ایک دفعہ نہیں بلکہ 25 دفعہ انہوں نے یہ بات کہی کہ ہم پاکستان پر بھروسہ نہیں کر سکتے اور جناب والا! یہی میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ امریکہ کا Press اٹھا کر دیکھ لیجیے' اس وقت پورا thrust یہ ہے کہ گویا پاکستان دھوکہ دے رہا ہے' پاکستان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ حتیٰ کہ 25 جنوری 2006 Washington Post کے editorial میں Prime Minister کی امریکی صدر سے ملاقات کے ایک دن کے بعد جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ meretricious military ruler of Pakistan, یہ meretricious کا لفظ جو ہے یہ بڑا ہی شرمناک لفظ ہے۔ Greek base ہے اور اس کے معنی ناقابل اعتماد عورت کے ہیں۔ یہ ہمارے لیے انہوں نے استعمال کیا ہے۔ ایک طرف آپ ان کے آگے پیچھے جا رہے ہیں اور دوسری طرف جس چیز سے آپ کو recognition ملی اسی سے انہوں نے آپ کو ناقابل اعتماد قرار دیا۔ یہ بڑا serious مسئلہ ہے جناب والا۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ Bush کے اس visit کے بعد بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ اس سے پہلے چاہے وہ superficial ہی سہی امریکہ نے جو so called even handed policy in South Asia رویہ اختیار کیا ہے کہ پاکستان اور انڈیا دونوں کے جو مطالبات ہیں' جو حالات ہیں' ان میں کوئی توازن قائم کریں کسی درجے میں بھی۔ اب clear policy جو طے ہوئی ہے' اس کے لیے جو نئی term استعمال کی گئی ہے وہ de-hyphenation ہے۔ De-hyphenation کے معنی یہ ہیں کہ اب امریکہ پاکستان سے الگ اور انڈیا سے الگ بات کرے گا اور انڈیا اور پاکستان کا جو تعلق ہے' جو معاملات ہیں' جو دوسری activities ہیں وہ کسی اور ملک میں نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر کے معاملے کو اب ایک رکاوٹ سمجھا جا رہا ہے اور کشمیر کے issue کو liquidate کرنا ہے' اونے پونے جس طریقے سے بھی ہو جائے تاکہ امریکہ انڈیا سے جو معاملات کرنا چاہتا ہے ان کو آگے بڑھا سکے۔ یہ جناب!

بڑی ہی اہم، خطرناک اور قابل غور development ہے ہمارے لیے۔ یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اب امریکہ نے انڈیا کو اپنا strategic partner بنا لیا ہے اور جو اس کی global strategy ہے اس میں انڈیا ایک اہم role ادا کرے گا۔ میں یہ بھی کہہ دوں کہ یہ بات آج نہیں ہوئی ہے، اس کے لیے Chester Bowles کے زمانے سے جب وہ انڈیا میں امریکہ کا سفیر تھا، کوشش ہو رہی تھی۔ جو documents شائع ہوئے ہیں اب ان میں صاف طور پر لکھا ہے کہ بار بار Chester Bowles نے یہ لکھا ہے کہ ہم یہ غلطی کر رہے ہیں کہ سارا انحصار پاکستان پر کر رہے ہیں، ہمیں انڈیا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

اس کے بعد 1992 میں جو geo-strategic papers آئے ہیں، ان میں یہ کہا گیا ہے کہ اب ہمیں انڈیا کے بارے میں rethinking کرنی چاہیے۔ جس وقت انڈیا نے nuclear experiment کیا، کلنٹن نے کل ہی لکھا ہے کہ میں نے کہا تھا کہ انڈیا کے خلاف sanctions نہ لگاؤ اس لیے کہ India is a different case. اسی طریقے سے جب راجیو گاندھی امریکہ گیا تو technology transfer کا معاہدہ ہوا، 1995 میں۔ یہ سارا background ہے اس کا۔ اس کے بعد اب جو نقطہ culmination ہے، وہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ بات طے کر لی ہے کہ India کو global power تسلیم کر لیں۔ انڈیا Global partner کی حیثیت سے promote کیا جائے گا۔ اسی بنیاد پر nuclear agreement ہوا ہے اور میرے پاس ساری تفصیلات موجود ہیں کہ تقریباً 9 agreement صرف بش کے visit پر ہوئے ہیں جبکہ ہمارے ہاں ایک بھی نہیں ہوا ہے۔ ان سب کا تعلق nuclear, military cooperation, economic cooperation, Government investment, education سے ہے۔ ہمیں سمجھنا چاہیے کہ ہوا کا رخ کیا ہے۔ ساتھ ہی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دراصل چین کو contain کرنے کے لیے ایک نئی strategy ہے جس پر امریکہ کام کر رہا ہے اور اس میں انڈیا ایک خاص role ادا کر رہا ہے۔ یہ بڑی serious صورت حال ہے اور اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی پالیسی کو review کریں۔ Policy review کرنے میں پہلی چیز policy formation کا process ہے GHQ کا ایک role ہے اور رہنا چاہیے۔ Intelligence Agencies کا ایک role ہے اور رہنا چاہیے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کرتا لیکن بالاتر role ہے civil نظام کا۔ بالاتر

role ہے Parliament کا' بالاتر role ہے Cabinet کا' بالاتر role ہے پوری civil society کا اور اس کی aspirations کا اور foreign policy کو one party نہیں bilateral ہونا چاہیے' national ہونا چاہیے۔ فارن پالیسی کو one party نہیں bilateral ہونا چاہیے' نیشنل ہونا چاہیے۔ امریکہ میں ایک دفعہ نہیں decades bilateral policy رہی ہے۔ ہمارے لیے بھی یہ وقت آگیا ہے کہ اس کو فٹ بال نہ بنائیں بلکہ نیشنل consensus پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لیے process کو اختیار کریں اس میں research کی بھی ضرورت ہے اور civil participation کی بھی ضرورت ہے اور فیصلے کا اختیار civil power کو ہونا چاہیے فوج کو یا انٹیلی جنس کو نہیں۔

دوسری بات جناب والا! امریکہ بلاشبہ اس وقت one super power ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکہ میں' یورپ میں' لاطینی امریکہ میں اور باقی ساری دنیا میں امریکہ کے' unilateralism امریکہ کے pre-emptive strikes, امریکہ میں regime change کی پالیسی جو نئی فارن پالیسی اس زمانے میں بنائی گئی ہے اس کے خلاف شدید resentment ہے۔ خود امریکہ میں جو latest gallop survey ہوا ہے اس میں بش کی support صرف 31% ہے - 68% نے اس سے اپنی برأت کا اظہار کیا ہے۔ کلنٹن کے زمانے میں پورا لاطینی امریکہ' امریکہ کے ساتھ تھا۔ صرف ایک کیوبا خلاف تھا۔ آج معاملہ یہ ہے کہ لاطینی امریکہ کے پانچ countries کے اندر جو نئی قیادت آئی ہے وہ anti America ہے - Old Europe, new Europe کی بحث اٹھائی گئی ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ گلوبل حالات تبدیل ہو رہے ہیں اور world community محض ضرورت نہیں' world community کا معنی عوام ہے اور اس عوام نے ابھی پرسوں' اٹھارہ تاریخ کو عراق پر حملے کے خلاف دنیا کے گوشے گوشے میں جو احتجاج کیا ہے' یہ ہے world community. World community وہ نہیں جو بش کہہ رہا ہے- ہمیں سمجھنا چاہیے کہ one super power کے مقابلے میں اب interlocking circuit of power ہے اور جب تک ہم اس interlocking circuit of power سے اپنا تعلق ٹھیک نہیں کرتے' امریکہ سے تعلقات توڑنے کو کوئی نہیں کہتا' بگاڑنے کی بات کوئی نہیں کرتا لیکن space پیدا کیجیے' flexibility پیدا کیجیے اور جو دوسرے poles of power ہیں ان سے اپنے تعلقات استوار کیجیے تاکہ ہم اپنے

مفادات کا تحفظ کر سکیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ جو ہماری فارن پالیسی ہے اس کا review ہو۔ اس میں سرفہرست so called war on terrorism جس پر ایک unipoint focus امریکہ نے کیا ہے وہی ہمارا ہوگیا ہے اسے ختم کیجیے۔ یہ war on terrorism نہیں یہ ایک terrorising war ہے جس سے دنیا کے سارے ممالک کو terrorise کیا جا رہا ہے۔ ہم اس میں بش کے حلیف بنے ہوئے ہیں جبکہ پوری دنیا کے ممالک' intellectual اس سے دور جا رہے ہیں۔ خدا کے لیے جس disaster طرف امریکہ جا رہا ہے' اس میں آپ شریک نہ ہوں۔

میرے پاس بہت زیادہ مواد ہے۔ گارڈین نے ابھی لکھا ہے۔ کسی امریکن صدر نے امریکہ کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا بش نے پہنچایا۔ نیو یارک ٹائمز کے ایڈیٹوریل' واشنگٹن پوسٹ کے ایڈیٹوریل لاس اینجلس ٹائمز کے ایڈیٹوریل' یہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ خدا کے لیے آنکھیں کھولیے اور بش کے ساتھ اپنی قسمت کو اس طرح وابستہ نہ کیجیے۔ خود امریکی عوام اس کے ساتھ نہیں ہیں' دنیا کے عوام اس کے ساتھ نہیں ہیں اور یہ war on terrorism ایک abstraction ہے اصل issue سے۔ اس trap میں ہمیں نہیں پھنسنا چاہیے۔ ہمیں اپنی ایک رائے پیدا کرنی چاہیے۔ میں مانتا ہوں کہ 9/11 کے بعد آپ کی صورت حال بڑی نازک تھی۔ یہ بھی یاد دلاؤں کہ Ran report کے اندر انہوں نے صاف لکھا کہ جنرل پرویز مشرف نے free choice سے ہمارا ساتھ نہیں دیا۔ He had no option and we have told him whether you are with us or you are with the terrorist. Go against Taliban or we will treat you as Taliban یہ الفاظ ہیں اس کے۔ ہمیں اب اس سے نکلنا چاہیے۔ دنیا بدل گئی ہے۔ حالات بدل گئے ہیں اور آپ آنکھیں بند کر کے اسی طرف لگے ہوئے ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ جو one point collaboration, so called war on terror ہے اس کو ختم کیجیے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ہمیں strategic relationship چائنا کے ساتھ بڑھانے ہیں جو الحمد للہ بہت اچھے رہے ہیں۔ اس کی کوشش اس حکومت نے بھی کی۔ لیکن ہمیں سمجھنا چاہیے کہ مستقبل میں ہمارا مفاد چائنا کے ساتھ exist کرتا ہے امریکہ کے ساتھ نہیں۔ امریکہ کا مفاد انڈیا کے ساتھ ہے اور یہ کہنا کہ India centric policy نہ ہو یہ سب cleche ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے ہماری

پالیسی پاکستان centric ہونی چاہیے لیکن پاکستان کے neighbour میں اصل threat کہاں سے ہے۔ تضادات کو دیکھیے کہ جنرل پرویز صاحب اسی انٹرویو میں جہاں یہ کہتے ہیں India centric policy نہیں ہونی چاہیے' ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ جہاں تک فوج کا تعلق ہے ' فوج کا سارا نظام India centric ہی ہوگا۔ تو کیا فارن پالیسی اور ڈیفنس پالیسی الگ الگ ہوسکتی ہے؟ یہ تضادات ہیں' یہ ہمیں دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ جو strategic patnership ہے' وہ ہماری چائنا کے ساتھ ہے اور ان ممالک کے ساتھ ہے جو اس وقت دنیا میں distance پر ہیں۔ وہ یورپ میں بھی ہیں' وہ Latin America میں بھی ہیں' وہ Muslim World میں بھی ہیں۔ ہمیں ان سے اپنے تعلقات استوار کرنے ہیں۔یہ ہمارے لیے safety valve ہوگا۔

تیسری بات یہ ہے جناب والا! آپ ان حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ اپنے گھرکو ٹھیک نہ کریں۔ Foreign policy کا بڑا تعلق domestic situation سے ہوتا ہے اور domestic situation میں' میں کم از کم ان دو چیزوں کو highlight کرنا چاہتا ہوں کہ آپنے قوم کو divide کر دیا ہے' civil war کی سی کیفیت پیدا ہو رہی ہے۔ مجھے ڈر ہے' شیرپاؤ صاحب نے تو بڑی زوردار تقریر کر لی لیکن حقیقتاً اس کا پیغام یہ ہے کہ we are not prepared to change, we are not prepared to learn. حالانکہ میں tribute pay کرتا ہوں اپنے ساتھیوں کو کہ اس ایوان میں اس موضوع پر جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ان میں حکومت اور اپوزیشن دونوں کی اکثریت نے یہ کہا ہے کہ یہ مسئلہ سنجیدہ ہے۔ یہ فوجی اپریشن آپ جو چاہے استعمال کرلیں' نہیں چل پائے گا۔ آپ کو dialogue کا راستہ اختیار کرنا ہوگا اور آپ ایک دم gun ہمارے سینے پر لگا دیں' اس طرح dialogue نہیں ہوگا۔ ہمیں بدلنا پڑے گا اس کو اور national consensus اور حقیقی جمہوریت ' substance of democracy یہ نہیں ۔ Substance of democracy, democracy کا ایک ایسا خاصہ ہے کہ جو صرف GHQ میں پایا جاتا ہے۔ حقیقی جمہوریت جو دستور کے تحت ہونی چاہیے اسے آپ پروان چڑھائیں اور ساتھ ساتھ economy کو develop کریں ۔ جو internal strength, internal stability ضروری ہے ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے' خاص طور پر India-American Israeli partnership کا

مقابلہ آپ اپنی قوم کو بیدار کیے بغیر، قوم کو اعتماد میں لیے بغیر، معیشت کو ترقی دیئے بغیر، قوم میں consensus پیدا کیے بغیر، حقیقی جمہوریت کو promote کیے بغیر نہیں کر سکتے۔

چوتھی چیز جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ ہمیں اپنی افغان پالیسی کو review کرنا چاہیے۔ جس طرح U-turn لیا گیا 2001ء میں وہ ایک سانحہ تھا لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ افغانستان اور ایران یہ دو ممالک ہمارے لیے بڑے اہم ہیں۔ افغانستان سے ہمارے تعلقات میں 1978ء کے بعد سے جوہری تبدیلی آئی تھی ہم نے اس سب کو ختم کر دیا ہے لیکن میری نگاہ میں اب ہماری پالیسی یہ ہونی چاہیے کہ real non-interference in Afghan affairs. اسی سے آپ میں اعتماد build ہوگا۔ آپ نے جو کھیل کھیلا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب آپ نے 9/11 میں امریکہ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا تو آپ نے کہا تھا کہ ہم نے یہ اس لیے کیا ہے کہ ہم اپنے strategic assets کا دفاع کر سکیں اور اس میں nuclear, اس میں کشمیر اور اس کے اندر یہ بات کہ افغانستان میں we would have a say in the future اور افغانستان میں جو بھی کام ہوگا وہ targetted ہوگا اور short lived ہوگا: یہ الفاظ تھے President Sahib کے کہ Northern Alliance would not be given control over Kabul. لیکن یہ سب کیا ہے؟ اس لیے آپ کو سوچنا چاہیے کہ ground realities کیا ہیں؟ طالبان میں خامیاں بھی ہیں، خوبیاں بھی ہیں لیکن طالبان بھی پشتون ہیں، طالبان بھی افغانی ہیں، طالبان وہاں کا حصہ ہیں۔ طالبان وہاں ایک force ہیں۔ اس لیے خدا کے لیے non-interference کی پالیسی اختیار کیجیے تاکہ فی الحقیقت نیا اعتماد build ہو سکے جس پر افغان بھی اعتماد کریں، وہ پشتون ہوں، تاجک ہوں، طالبان ہوں یا ان کے مخالفین ہوں۔ ہمیں اس میں interfere نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں اس کو قبول کرنا چاہیے اور اس بنیاد پر ہمیں ان سے تعلقات استوار کرنے چاہییں۔

اسی طرح ایران کے ساتھ۔ بڑا نازک دور ہے۔ یہ وقت ہمت کے اقدام لینے کا ہے۔ اگر امریکہ ایران پر حملہ کرتا ہے تو اس آگ سے پاکستان نہیں بچ سکتا۔ میری نگاہ میں وہ حملہ ایران پر نہیں پاکستان پر بھی حملہ ہوگا۔ اس کے لیے پیش بندی کرنے کی آج ضرورت ہے۔ اس لیے آپ کی Foreign Policy کا جو review ہے اس میں اس پہلو کو خصوصاً آپ ذہن میں رکھیں۔

پھر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ OIC کی جو خرابیاں ہیں' وہ ہمارے سامنے ہیں' کمزوریاں ہیں اور اسے reform کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے D-8, OIC کے آٹھ ممالک جو تقریباً دنیا کی آبادی کا one billion population بنتے ہیں' جو Muslim world کے economic resources کا eighty five percent ہیں اگر ہم ان کو اسی طرح جس طریقے سے یورپ نے' پہلے چھ ممالک نے' پھر بارہ نے اور اب 25 تک پہنچ گئے ہیں' اسی طرح ہم systematically آگے بڑھیں اور D-8 کی بنیاد پر ہم اپنے آپ کو منظم کریں تو یہ ایک counter vailing power وجود میں آ سکتی ہے۔ Foreign policy محض reactive نہیں ہوتی ہے اس میں سوچنا پڑتا ہے اگلے پانچ سال کے لیے' دس سال کے لیے بیس سال کے لیے۔ خدا کے لیے foreign policy کا review وقت کی ضرورت ہے اور بش کے visit کی کامیابی کی غرض پوری نہیں ہوئی۔ انہوں نے ہمیں ہمارا قد دکھا دیا ہے۔ ہم جس طرح ان کی مذمت کر رہے ہیں' اس کے بارے میں ہماری کیا اوقات ہے' وہ ہمارے سامنے رکھ دی ہے۔ خدا کے لیے نوشتہ دیوار کو پڑھ لیجیے' اور اپنے حالات کی رو سے negotiation کیجیے۔ یہ وہ سات نکات ہیں' جن پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اپنی پالیسی کو review کریں تو پھر اس بات کا امکان ہے کہ ہم ایک نیا پرعزم راستہ اختیار کر سکتے ہیں' جو عزت کا بھی ہو گا' آزادی کا بھی ہو گا' ترقی کا بھی ہو گا۔ بلاشبہ اس میں قربانیاں چاہییں' وقت چاہیے' لیکن میری نگاہ میں اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے' عزت کی زندگی کے لیے۔ ورنہ' میں ادب سے عرض کروں گا کہ بش اور مشرف صاحب کی آخری پریس کانفرنس ٹی وی پر دیکھ لیجیے۔ میں نے اسے دیکھنے کی حماقت کی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا صدر مجرم کی طرح کٹہرے میں کھڑا ہے۔ صورت حال کا یہ ایک index ہے۔ موقع بھی ہے حالات کو بدلنے کا۔ آئیے ملک کے حالات کو بدلیں۔ ہمارے لیے زندگی اور ترقی کا یہ راستہ ہے۔ بہت بہت شکریہ آپ کا۔

Mr. Chairman: As I have a list, there are many members who want to speak. I will request the honourable Senators please be brief to the point and not repetitive. Mr. Muhammad Azam Swati.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Thank you Mr. Chairman. I apologize that agreement among us, the members of MMA was that I will be opening this debate. Prof. Khurshid was there, I think he has broken his promise. What is left over is that the scope of my speech is going to be very limited. It will be limited because I don't want to repeat the same points what Prof. Khurshid has already gone in a full detail, the scope will be limited to Mr. Bush's tenure, its implications on Pakistan, and how the muslims, Pakistanis and Pakistanis living in United States do evaluate and understand this trip to India and Pakistan. It is a unique opportunity for me to share my views. Being born in Pakistan, raised in Pakistan, living in United States for 29 years, I want to share as a Pakistani living in United States as to how we feel?

Mr. Chairman, I also want to draw a distinction between the Government of United States or Mr. Bush and the people of United States and the country of United States. In this context the full responsibility I would say; Mr. Bush is responsible for killing 30000 to 35000 innocent Iraqies, Mr. Bush is responsible to kill hundreds and thousands of innocent people in Afghanistan, Mr. Bush is responsible to create a chaosin many regions and now is the turn of South Asia. As far as the people of the country of United States, I am indebted to that country, along with the other 4 to 5 million muslim living over there, that country has given me education, enterpreneurship, love for humanity and respect for rule of law. In return, we have given that country a mosaic of colors,

diversity that is the thing and foundation of that country. We have given that country universal value of Islam. Our faith, thick heritage, culture, peace, tolerance, I salute the gesture of goodwill that the people of United States showed in our last and helped us in un-precedented earthquake. It was a gesture of humanity.

Mr. Chairman, we Pakistani living in the United States are first class citizens. We don't have ghettos, we don't have sleeping quarters, we don't have terrorist cells, we don't have gangs. What we are law-abiding, loving taxpayers and with the confess and say that we love and our love and patriotism for our adopted country is second to none.

Mr. Chairman, no doubt, the 9/11 was horrific tragedy. We as Pakistanis suffered that tragedy in that country. We lost our love-ones but we suffered manifolds. We suffered because we were singled out, we were tortured, harassed, humiliated and even today we are paying the price of the anger of homeland security. I have witnessed myself that the sleeping dogs of homeland security were unleashed in PIA planes as soon as it landed in Houston to search for explosive, terrorists and drugs, this is the shame and Mr. Chairman, you might have seen our entourage travelling with our Prime Minister last time it was really, humiliating act on the part of the homeland security and this will tell you, signifies as to what our faoreign policy advisors are doing? It is eye-opener for them and, with the introduction of patriotic in that country our bank accounts have been monitored, our mosques, our homes have been bugged. That the US Patriot Act has brought a sweeping

amendment , amendments to many laws . Money Laundering Act , Immigration and Nationality Act, Electronic Communication Act and the list goes on and on. These are those arbitrary laws that even the American Bar Associations have said many many times and have written to the Congress lovers that there is an inadequate congressional , our side violates the first, fourth and the fifteenth amendment of the Constitution ofthe United States.

Mr. Chairman, today, America is the mightiest, it may be the greatest country in the recorded history of mankind. But we as a Pakistan and as a Pakistanis have stood by on every juncture of history. We have watched many many wars along with them. Our sacrifices should not go in vain, let us start from U12 mission, Mogadesho, Desert Storm, Africa last but not least the Soviet Union invasion in Afghanistan. We fought a proxy war for Americans. What we got in return millions of Afghanis, drug and Klashanikov culture that has still plugged our society even today.

Mr. Chairman, unfortunately from the very outset Mr. Bush has failed to recognize that the security of United States is in transit in the supremacy of its Constitution, rule of law, human rights but he failed and gave much importance to the ground zero New York rather than protecting and helping those values, that virtues that made that country so strong, so powerfull. I apologize sir, I was supposed to open, since I am very limited to my own arguments so I would really appriciate if you could give me some time.

(At this stage Mr. Deputy Chairman, Mr. Jan Muhammad Khan

Jamali occupied the Chair)

Mr. Deputy Chairman: Yes.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman, Mr. Bush has turned India as its strategic partner in politics, economy and military and signed a nuclear agreement. India was non-signatory to NPT. This agreement has allowed 14 out of 22 power plants reactors to go to the international safeguard and the rest of them will be left for their military ambitions and pursue to be carried on. On the top of that India can develope as many breader reactors as it can without any safeguard scrutiny or security. And what eventually those breaders are going to be doing, it will be feeding its arenas against Pakistan and Humanity. Under present scenario Mr. Chairman, I apologise to say that for US or for Mr. Bush today Pakistan is left to talk, just to talk war on terror that is only one thing for Pakistan to do and now Pakistan share the responsibility not only to USA but to the world that war on terror belongs to Pakistan and not only that we are tagged with more demands to kill every terrorist in your own country and make sure there is no infiltration from your western and eastern borders. Now we are responsible, this foreign policy has made us to be responsible for all of this. Time and again our foreign office denied these allegations, accusation of Mr. Bush and India and Kabul. There is no such infiltration from your Western and Eastern border from Pakistan and we are committed to that. Time and again our foreign office has said that we condemn any kind of terrorism in any form and

manifestation but as late President Regan said, trust but verify, time and again we have been tested and verified, time and again we have proven but no trust has been achieved so far. Today we have failed to accomplish free trade. We have failed to resolve Kashmir issue. We have failed to meet our energy needs. What happened to investment treaty that was supposed to be signed between Pakistan and USA. Mr. Chairman, when President Bush was asked about Kashmir, let me read and I quote "the best way for issue of Kashmir to be resolved is for the leaders of both the countries to set up and lead", when he was asked about visit to Pakistan, what he said and I quote "part of his mission was to determine whether or not President Musharraf is committed as he has been in the past to bring these terrorists to justice", this would show the strength viability of our foreign policy as to what and where are we going. This is just about the time to evolve our foreign policy that meets our needs, our energy needs, our economy needs, our political needs, our regional needs. I know my time is short but still I want to read Just a small script the columnist wrote in the newspaper, it goes in my heart and I read, Islamabad is mere 425 miles from New Delhi but Pakistan US relationship is neither economic, nor political. In Islamabad Bush's five point agenda items were terrorism, cross border terrorism, non proliferation and democracy. America looks in India and sees economic bouncy- cum- political stability. America looks at Pakistan and finds neither. America looks at India and seen opportunities. America looks at Pakistan and sees nothing but challenges. Bush does not treat us as of India's equal. This is true picture in the state

of affairs that we are going to do for heaven's sake. I have left the United States and have given up my citizenship because of this great country and I am proud of it. I am humble to say and submit that I am suffering every time, I come over here because my children are living there. Let us bring a hope to the 150 million people of this country. Give them a foreign policy that suits my needs, my children needs, my great children needs. Let us bring respect and glory to this country.

Mr. Deputy Chairman: Thank you, honourable Azam Swati Sahib, I request now Senator Dilawar Abbas Sahib please.

سینیٹر سید دلاور عباس، شکریہ جناب چیئرمین! میں آج کے اس موضوع پر اتنا prepared تو نہیں آیا بہرحال میں اپنے خیالات کا اظہار ضرور کروں گا۔ آج کے اس موضوع میں اور اس بحث میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ پاکستان کی foreign policy کیا ہونی چاہیے اور کیا ہے ہر قدم پر ہم نے اپنا ایک پکا عمل بنا لیا ہے کہ ہم ہر معاملے میں اپنے آپ کو ہندوستان سے اور ہندوستان کے جو بھی اقدامات ہیں ان سے compare کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ United States super power ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

میں اس بات پر تھا کہ ہم ہر معاملے میں' خواہ foreign policy ہے' خواہ ہمارے sports ہیں' خواہ کچھ ہے' ہم اپنے آپ کو فوراً ہندوستان سے compare کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ابھی تک میں نے نہیں دیکھا کہ پاکستان نے اپنی foreign policy کے ضمن میں جتنے اقدامات کیے اور ہم نے China کے ساتھ اپنے تعلقات جس طرح بڑھائے اور جس طرف چل رہے ہیں' انڈیا نے کبھی اس طرح اپنے ہی Houses میں ایسے notice لیا ہو کہ جی پاکستان China کے ساتھ اتنا آگے چلا گیا ہے' پاکستان اور چین کے تعلقات انڈیا پر اتنے اثر انداز ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی سوچ بدلنی ہے' اپنی خارجہ پالیسی کے بارے میں جو بھی کرنا ہے'

اپنے پاکستان کی ضروریات' پاکستان کے مفادات اور اس سوچ کو سامنے رکھتے ہوئے' اپنے اس نظریہ کا دفاع کرتے ہوئے ہم نے اپنی خارجہ پالیسی کو مرتب کیا ہوا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جنرل پرویز مشرف صاحب کے آنے کے بعد اور جیسے پروفیسر خورشید صاحب نے خود بھی کہا تھا کہ 9/11 کے بعد پاکستان نے جو پالیسی اختیار کی اور جو ایک image create کیا اس سے پاکستان کی position بہت مستحکم اور بہتر ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی بہت کامیاب ہے جس پر ہم ابھی تک چل رہے ہیں اور جس طرح یہ آگے بڑھ رہی ہے کہ ہم نے اپنے تعلقات میں تمام ملکوں کے ساتھ ایک توازن قائم کیا ہوا ہے۔
دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ President Bush آئے اور President Bush نے وہ نہیں کیا' ہماری بہت زیادہ توقعات President Bush کے اس visit کے ساتھ ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ ہماری self respect ہونی چاہیے' ہمیں self reliance کی طرف دیکھنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر President Bush سے ان کے visit پر پاکستان کو توقعات ہیں' جیسا کہ ہماری سوچ ہے' یہاں ہر individual کی اپنی سوچ ہے' وہ اپنی سوچ کے مطابق ایک توقع رکھے ہوئے ہے' اگر اس توقع کو سامنے رکھ کر کہے کہ جی' خارجہ پالیسی ہر اس توقع کے مطابق ڈھالی جائے اور بنائی جائے تو یہ تو بڑی مشکل بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور America اپنی جگہ پر' اب 9/11 کے بعد strategic partnership start ہوئی ہے اور اس partnership میں basically جو سب سے بڑی بات تھی کہ war against terrorism اور terrorism کی debate میں' میں اتنا زیادہ نہیں جانا چاہوں گا but terrorism کا effect ہمارے ملک پر بھی ہوا اور ہم خود اس کے sufferer ہیں' جیسے کہا گیا کہ افغان war کے بعد Russia کو defeat ہوئی اور پاکستان نے proxy war لڑی یا جنگ کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اثر ہم پر ہوا اور کتنے million افغانی as refugees آئے۔ اس کے بعد ہمارے اندر بہت سارا cultural impact ہوا' cultural changes ہوئیں جس میں naturally, یہ کلاشنکوف culture اور drugs کا culture آیا۔ یہ بہت بڑا تھا۔ اس کو روکنے کے لیے اب Government نے اقدامات کیے' وہ part of terrorism بن رہا تھا' اس کو روکا گیا۔ کس طرح روکا گیا؟ اسی طرح کہ ہم نے اپنی internal policies میں changes لائیں' اپنی خارجہ پالیسی کو بہتر کیا اور اس پر ہمیں support دی

گئی، Americans نے ہمیں support دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو اپنی comitments کی ہیں، وہ اس کو honour کر رہے ہیں، جیسا کہ America کی 2005 سے 2009 تک 3 billion dollars کی ایک commitment ہے جس کو America پورا کر رہا ہے جس میں سے 1.5 billion dollars defence کے لیے ہیں۔ I think صرف یہ کہہ دینا کہ وہ بہت کچھ India کو دے کر گیا ہے، naturally ہر ملک کی اپنی خارجہ پالیسی اپنے حالات کے مطابق ہے، اس کو دیکھا جاتا ہے، اس کے مطابق اس کو ڈھالا جاتا ہے۔ India ایک بڑا ملک ہے اور اس کے ساتھ America کے تعلقات ایک طرف اس نہج پر بڑھ رہے ہیں۔ ہم اپنے تعلقات کو بہتر کرنے کے لیے، اس نہج کی طرف لے جانے کے لیے کوشش کریں نہ کہ ہم صرف یہ سوچیں کہ ہم مانگیں گے اور بس مانگتے جائیں گے۔ نہیں، ہمیں اپنے آپ کو بہتر کرنا ہے، جہاں سے جتنا فائدہ self respect کو سامنے رکھتے ہوئے ملے، وہ اٹھانا چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا USA کے ساتھ جو relation ہے، یہ ایک solid اور strong footing پر چل رہا ہے، کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی ہے۔ ہم بلاوجہ اپنی توقعات بڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہم کوئی کاسہ گدائی لے کر تو نہیں بیٹھے ہوئے ہیں، اب آپ اپنی self reliance, اپنی self respect کو دیکھیں، اس میں یہ policy ہے۔ Why we would say کہ وہ India کو یہ دے گئے ہیں، India کو وہ دے گیا ہے۔ ہمارا nuclear programme ہے، ہمیں خود effort کرنی ہے، آگے ہم نے خود بنایا ہے، we are proud of that and there is no harm if there is an energy need ہم سے America نے commitment کی ہے یا بات آگے بڑھا رہے ہیں، ان کے Energy Secretary بھی آئے تھے، دوسرے یا تیسرے دن وہ پہنچ گئے تھے۔ وہ کس لیے آئے تھے کہ they have to assess that what they can do in this field for us, they know کہ ہماری کیا ضروریات ہیں۔ وہ feel کرتے ہیں۔ America as a super power feel کرتا ہے کہ اس region میں peace ہونا چاہیے، اس region میں تعلقات میں بہتری آنی چاہیے اور خاص طور پر پاکستان اور India کے جو تعلقات ہیں، وہ بہتری کی طرف بڑھنے چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کشمیر issue پر بھی انہوں نے repeatedly کہا ہے کہ اس issue کو ہندوستان اور پاکستان solve کریں تو اس کا مطلب

ہے کہ یہ جو ایک recognition ہے' as power America recognize کرتا ہے کہ ایک
issue ہے' یہ peace کو disturb کر سکتا ہے۔ All the time اس کا solution ہونا چاہیے'
اس کا ایک حل ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں کسی جگہ feel نہیں کرتا کہ President
مشرف کی اور Prime Minister شوکت عزیز کی Government میں کسی طرف کسی چیز کی
کوئی ایسی کمی ہے جس پر ہم یہ کہیں کہ ہم بک گئے ہیں یا ہم کہیں کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑا
ہونے کی کوشش میں ہیں۔ ہم نے بہت ہمت کی ہے اور اس وقت ہم دنیا کے ممالک میں جس
مقام پر کھڑے ہیں' وہ کسی خارجہ پالیسی کی وجہ سے ہی ہے کہ لوگ ہمیں جانتے ہیں' ہم
world میں nuclear power ہیں' ہم اپنی self respect کرانا جانتے ہیں۔ ہماری forces کا
ایک honour ہے' ان کی ایک strength ہے

which is known out side and there is There is total and complete faith in the policy of the government that we are not going to be the beggers for all the times. We have to stand on our own feet but wherever with the self respect we can gain and achieve something and achieve our objectives in our Foreign Policy, we will head towards that, we will move towards that

تو میں سمجھتا ہوں کہ اور بہت سی چیزوں میں جہاں پر ہمیں American support مل رہی ہے'
اس میں وہ committed ہیں کہ F16 or F17 کی جو بھی بات ہو گی وہ آگے بڑھے گی I am
sure وہ بات بڑھے گی۔ وہ بات اس طرح نہیں کیونکہ امریکہ کا بھی interest ہے کہ ہمارا اور
India کا ایک balance رکھا جائے۔ وہ تو یہی سمجھتے ہیں کہ اگر ہم China کی طرف بہت زیادہ
جھک گئے یا ان کے ساتھ ہمارے تعلقات بہت اچھے ہو گئے تو ان کا balance کمزور پڑ جائے گا۔
میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز ہمارے حق میں ہے اور ہماری بہتری میں ہے اور ہمارا جو China relation
کے ساتھ ہے اس کی اور strength ہے کیوں کہ وہ خارجہ پالیسی کا حصہ نہیں سمجھا جاتا' اس میں
بہتری نہیں ہے؟ ایک طرف آپ خود کہہ رہے ہیں کہ جی China our natural دوست ہے'
natural ally ہے' ہم اس کی طرف بڑھ رہے ہیں' امریکہ بھی ہمارے ساتھ صحیح چل رہا ہے then
why we are all the time pin pointing کہ یہ چیز غلط ہو گئی' وہ چیز بھی غلط ہو گئی۔

US, Pakistan کا largest trading partner بن چکا ہے، I think out of 13 or 14 billion میں 5 billion کی جو exports ہیں وہ امریکہ کو ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی چیزوں میں Americans are our strategic partners and I think we have recognised the fact that we have to create a balance in our foreign policy and our foreign policy is heading towards that balance very well.

میرے نزدیک جو سب سے بڑا factor ہے، جس پر base کرنا چاہیے وہ self respect کا factor ہے اور میں repeatedly کہوں گا کہ self respect factor کو ہم کسی صورت قربان نہیں کر سکتے کیونکہ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ what has happened after 9/11 خود اعظم سواتی صاحب بھی جا رہے ہیں کہ وہاں پر کتنی difficulties ہوئی ہیں تو ہم اپنے ملک، اپنے لوگوں میں اگر یہ اعتماد پیدا کرتے ہیں اور ایسی foreign policy create کرتے ہیں جس میں ایک balance ہو، جس میں ہم اپنے motives, objectives achieve کر سکیں، then there is nothing like it. اب OIC کی بات آئی تھی، میں سمجھتا ہوں کہ OIC کو strengthen کرنا ہم مسلمان ممالک کے لیے ایک بہت بڑا مقصد ہے اور ہمیں اس مقصد کو achieve کرنا ہے اور یہ ہماری سب سے بڑی voice ہوگی اگر ہم اس کو achieve کرتے ہیں اور پاکستان اس میں ایک key player کی حیثیت سے اس بات کو آگے بڑھاتا اور OIC کو strengthen کرتا ہے، OIC کی leadership کو strong کرتا ہے تو I say it is our strength. میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا کہ بش کا visit fail ہو گیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ ہم صرف ان توقعات پر بیٹھے رہتے ہیں کہ بش آنے کا یہ دے جائے گا، وہ دے جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں بہت خوش ہوں کہ بش آیا اور President Bush کا جس طرح کا visit ہوا اس میں President Musharraf نے کہیں یہ جھک کر نہیں کہا یا یہ نہیں مانگا کہ ہمیں یہ دے کر جانا ورنہ ہماری بڑی بےعزتی ہو گی اور ہماری foreign policy کا جو آپ ایک بڑا strengthening point ہیں وہ weak ہو جائے گا، no, I don't think so, this was the case and I feel that we have to keep our self respect and our self reliance is our objective also. Thank you very

much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you honourable Senator Dilawar Abbas. I would like to request Liaqat Bangulzai Sahib.

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، جناب! میں آپ کا بے انتہا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بروقت time دے دیا۔ میں آج اس موضوع کے حوالے سے کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! خارجہ پالیسی کے حوالے سے بحث جاری ہے، ہماری خارجہ پالیسی، Foreign Policy جیسے کہ ایک مرتبہ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ ہماری کوئی Foreign Policy نہیں صرف فوراً پالیسی ہے، ہم فوراً ہی فیصلے کیا کرتے ہیں

جناب چیئرمین! بھارت امریکہ nuclear deal پر اس وقت جو ردعمل پاکستان میں ہے بالکل یہی کیفیت اور یہی واویلا اس وقت بھارت میں تھا جب پاکستان کو پہلی بار ایف 16 دینے کے حوالے سے ایک so called معاہدہ ہوا تھا اور جس کا ہمیں آج تک انتظار ہے اور جس کے پیسے بھی ہم نے ادا کر دیے ہیں۔ ہماری خارجہ پالیسی کی ناکامی کا پہلا point.

جناب چیئرمین! جب ہم نے ایمل کانسی کو امریکہ کے حوالے کیا تو جو پہلا طمانچہ ہمارے منہ پر رسید کیا گیا اور بڑی بے دردی سے، انہوں نے کیا کہا، میں اس کو دہرانا تو نہیں چاہتا لیکن بہرحال آج کے حوالے سے مجبوری بھی ہے، انہوں نے کہا کہ پاکستانی لوگ پیسوں کے لیے اپنی ماں تک کو فروخت کرتے ہیں۔ یہ بات وہاں کی کانگریس کے ایک سینیٹر نے کہی تھی۔

جناب چیئرمین! دوسرا تھپڑ جو ہمیں recently مارا گیا، کیا پاکستان کو بھی بھارت کی طرح نیوکلیئر میں وہی مراعات دی جائیں گی؟ یہ سوال سیکرٹری آف دی سٹیٹ کو کیا گیا تو اس نے کہا کہ Pakistan is not in that league.

تیسرا طمانچہ ملاحظہ کیجیے اور جس کی شرمندگی ہماری پوری قوم کو آج تک محسوس ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ صدر مشرف کے دورہ امریکہ کے دوران پوری کابینہ کی صرف قمیض تک نہیں اتاری گئی باقی پورے طور پر body search کی گئی تھی۔

چوتھی خفت ہماری پاکستان کی فارن پالیسی کے لیے 'یہ میں آپ کو آئینہ دکھا رہا ہوں' صدر بش کے ساتھ ڈنر میں شرکت کی غرض سے جانے والی ہماری ایک معزز ترین خاتون کو اندر گھسنے نہیں دیا گیا۔ یہ سب چیزیں اخبار میں آئی ہیں اور آج تک ان کی کوئی تردید نہیں ہوئی ہے۔

پانچویں بے مروتی ' ہمارے وزیر خارجہ صاحب الحمد للہ جو اس وقت یہاں تشریف فرما ہیں' جب صدر بش کے استقبال کے لیے جاتے ہیں تو امریکہ کے سیکیورٹی حکام ان کی بھی تلاشی لیتے ہیں۔

میاں خورشید محمود قصوری (وزیر خارجہ)، کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، یہ بڑی بات ہے کہ وزیر صاحب نے تردید کر دی ہے مگر آج تک اخبارات میں یہ بات نہیں آئی۔ نمبر چھ جو سب سے بڑا مذاق انہوں نے جاتے جاتے کیا اور وہ قابل غور ہے کہ پاکستان کے شمالی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان میں صنعتوں کی پیداوار کے لیے امریکی مارکیٹ کو open رکھا جائے گا اور ان پر کوئی ٹیکس نہیں لیا جائے گا۔ آج کے اس دور کا سب سے بڑا لطیفہ میں اسے ہی قرار دیتا ہوں۔ جناب چیئرمین! ایک مقولہ ہے کہ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ نہ صنعتیں وہاں لگیں گی نہ وہ ہمیں اپنی مارکیٹ میں کوئی access دیں گے۔

جناب چیئرمین! میں ہندوستان یا امریکہ کو اس امر کا دوش نہیں دیتا کہ اس وقت جو امریکہ بھارت تعلقات نظر آرہے ہیں بظاہر یہ ایک ڈرامائی تبدیلی ہے لیکن اس کے پیچھے کئی عشروں پر محیط دونوں ممالک کی پالیسیاں ہیں مثلاً ہندوستان کے جمہوری اداروں کا کردار' ہندوستان کی تعلیم خصوصاً انگریزی تعلیم' ہندوستان کی منظم ' مرتب ' ماہر اور حب الوطنی کے جذبے سے سرشار bureaucracy ہے جو کہ ہمارے ہاں نہیں ہے۔ الحمد للہ کسی سوال کے جواب میں ہمیں بتایا گیا تھا کہ 600 ہمارے ایسے bureaucrats ہیں جو dual شہریت رکھتے ہیں۔ امریکہ کے green card holder بھی ہیں اور یہاں ہمارے ہاں وزارت بھی کر رہے ہیں اور bureaucracy پر بھی ان کا قبضہ ہے جبکہ ہندوستان کی bureaucracy انتہائی committed

ہے اپنی قوم کے ساتھ اور انتہائی مہارت کے ساتھ معاملے کو سلجھانے کی اہلیت رکھتی ہے۔ یہ بات ایک دن کی نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ آج ہندوستان میں کوئی ڈرامائی تبدیلی ہوئی ہے۔ کچھ حقائق ہیں جن کا ہمیں ادارک کرنا چاہیے۔ ان کی bureaucracy میں حب الوطنی سب سے زیادہ ہے۔

اس کے علاوہ جناب چیئرمین! ہندوستان کا سرد جنگ کے زمانے میں غیروابستہ تحریک سے الحاق یا وابستگی جو بھی آپ کہیں، نے ان کو برتری دلوادی، ان کو اخلاقی برتری دلوادی۔ جناب چیئرمین! یہ وہ points تھے جو میں نے عرض کیے جبکہ ہمارے ہاں ان کی قلت ہے اور یہ چیزیں ناپید ہیں۔

ہندوستانی قیادت کے امریکی قیادت سے جمہوری اداروں کے ذریعے روابط تھے نیز چین کی ابھرتی ہوئی معاشی اور فوجی قوت ان امریکہ تعلقات میں بہرحال ایک اہم role play کرتی ہے اور ہماری خارجہ پالیسی صرف دو بنیادوں پر ہے۔ اولاً امریکہ کے ساتھ قرب مسلسل کی خواہش، جس کے لیے پاکستانی عوام کو اکثر و بیشتر یہ باور کرایا جاتا ہے کہ super power America سے دوستی ہمارے مفاد میں ہے۔ جناب چیئرمین! میں نہیں سمجھتا کہ super power America نے تاریخ کے کسی بھی موڑ پر ہم سے دوستی نبھائی، ہم اب تک چھٹے بحری بیڑے کے منتظر ہیں، اس وقت غالباً آپ فوج میں کپتان بھی تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ساتواں بحری بیڑا۔ چھٹا نہ لے آئیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، اچھا ہوا آپ نے correction - یہ اس کی بے وفائی تھی۔ اس کے بعد جناب چیئرمین! جب ہم نے about turn لیا افغانستان کے مسئلے پر اور ہم نے تمام مواصلات، وہ جو بھی سہولتیں ہم سے مانگ رہے تھے ہم نے آنکھیں بند کر کے ان کو دے دیں۔ ایک ایک آدمی، اپنے پاکستان کے پیارے پیارے لوگوں کو ان کے حوالے کیا لیکن انہوں نے یہاں آکر ہمیں ایک اور philosophy دے دی کہ "do more", مزید کرو، مزید کرو (عربی)-----

Mr. Deputy Chairman: Amjad sahib is breaking the law.

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں اب یہ track two diplomacy کا system بند کرنا چاہیے اور ہمیں one track policy پر عمل کرنا چاہیے جو صراط مستقیم ہے۔ اللہ کے راستے اپناتے ہوئے اپنے اس نظریے کی طرف جانا چاہیے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اور جب ہم انشاء اللہ اس track کو لے لیں گے' اس پالیسی کو لے لیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یقیناً کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا کہ مسلمانی کا دعویٰ کرنا آسان ہے لیکن اس کے راستے میں کئی رکاوٹیں بھی آئیں گی لیکن انشاء اللہ اگر ہم 14 کروڑ عوام کو اپنی پشت پر لے کر اور بڑی جرات اور دلیری کے ساتھ امریکہ سے معذرت کرتے ہوئے کہیں کہ جی! ہماری اور آپ کی دوستی اب 58 سال کے بعد ایک نیا موڑ لے رہی ہے' ہم ایک نئی پالیسی لے رہے ہیں' اپنے ایک نئے قبلے کا تعین کرنا ہے تو ہم آپ کے اس فلسفے کہ مزید کرو' do more پر آپ کے ساتھ نہیں چل سکتے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں کہوں گا کہ ایک بڑا مشہور مقولہ ہے کہ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔ شیر کی زندگی اپنانی چاہیے' گیدڑ کی موت ہم کب تک مرتے رہیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ لیاقت بنگلزئی صاحب۔ بابر اعوان صاحب you take the floor. You are next Sardar Jamal Khan. جی بسم اللہ کریں بابر اعوان صاحب۔ foreign policy کی speech ہے مجھے کہیں لیاقت باغ نہ لے جائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، شکریہ جناب چیئرمین! بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ کو لیاقت باغ یاد ہے۔ میں سب سے پہلے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ سینیٹ کے اس نئے سیشن کی جو سب سے طویل sitting صبح سے چل رہی ہے' اس میں ہاؤس نے پوری ذمہ داری کے ساتھ اور پوری وضاحت کے ساتھ جو دو اہم issues تھے' بلوچستان' وزیرستان with reference to the law and order situation اور اب جو issue چل رہا ہے اس پر بات کی۔ I must appreciate all the participants. ابھی حکومتی بنچوں کی طرف سے کہا گیا کہ آپ صرف فارن پالیسی پر بات کریں آپ بار بار صدر بش کے ایشاء کے with reference to

دورے کا ذکر کیوں کرتے ہیں۔ اس دورے سے حکومت کے لیے کوئی شرمانے والی Pakistan بات بھی نہیں ہے۔ حکومت کا ایک طرف یہ کہنا ہے کہ ہم strategic partner ہیں اور دوسری طرف ان کا کہنا ہے کہ ہم نے کشکول توڑ دیا' ہم تو مانگتے نہیں۔ This reminds me Mr. Chairman the stands of the present government right after the 9/11 جس میں کہا گیا کہ ایک تو یہ کہ ہم نے ایک ایسی strategy بنائی ہے کہ ہم بچ گئے۔ دوسرا یہ کہا گیا کہ جناب! پاکستان کے لیے معاشی مواقع اور economic viability کا ایک نیا chance پیدا ہو رہا ہے اس لیے جو ہم کر رہے ہیں اس کو اس prospective میں دیکھنا چاہیے۔ لیکن جس طرح 12 اکتوبر 1999 کے جانے گئے سات نکاتی ایجنڈے کے ذکر پر دوست شرماتے ہیں اسی طرح وہ جو دو باتیں کہی گئیں آج ان سے بھی دامن چھڑایا جا رہا ہے۔

میں دو اور لطیف باتیں آپ کی اجازت سے کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بڑے لطیف پیرائے میں امریکی صدر نے پاکستان کی حکومت کے بارے میں کہیں۔ انہوں نے پہلی بات یہ کی کہ پاکستان میں آ کر مجھے گگلی کی سمجھ آئی کہ گگلی ہوتی کیا ہے۔ گگلی کہتے ہیں out swing دکھا کر in swinger مارا جاتا ہے۔ اس کو عرف عام میں' عوامی زبان میں' لیاقت باغ کی زبان میں دھوکہ کہتے ہیں۔ ان کو یہ سمجھ آ گیا کہ war on terror کے نام کے اوپر hold on power کا دھوکہ دیا گیا' وہ پاکستان میں آکر ان کو سمجھ میں آیا۔ This was one of the light things of the American President conversation in Pakistan.

دوسرا جو لطیف پیرائے میں انہوں نے کہا میں اسے امریکی صدر کا موجودہ جنرل مشرف صاحب کی حکومت کے اوپر عدم اعتماد کہوں' عدم اطمینان کہوں یا کچھ بھی نہ کہوں تب بھی انہوں نے سیاسیات میں ایک نئی اصطلاح کا اضافہ کیا ہے۔ ہم transparent election بھی سنتے رہے' ہم free election بھی سنتے رہے لیکن پاکستان میں جنرل صاحب کی حکومت کی طرف سے election کا ریکارڈ لازماً دیکھتے ہوئے امریکی صدر نے جو لطیف بات کی' انہوں نے کہا honest election, in addition to fair, free and transparent, honest election. میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی سیاسی ڈکشنری میں ایک لطیف اضافہ ہے۔ یہ قابل توجہ بات کی اس لیے میں نے دو باتیں کہیں۔

اب پاکستان کی foreign policy کی بات میں دوسرے نمبر پر رکھ کے پہلے نمبر پر ان تین focal points کا ذکر کرنا چاہتا ہوں' جناب چیئرمین! جو عوام کے اعتقاد سے' عوام کے نقطہ نظر سے جارج بش صاحب کے دورہ پاکستان میں اور جنوبی ایشیا میں اور دورہ بھارت میں سامنے آئے۔ پہلا یہ تھا کہ ملک کے لیے کوئی معاشی ڈیل یہ حکومت لے کے آ رہی ہے جس قسم کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور شاید جس وعدے پر پاکستان کو War of terrorism اور War against terrorism میں ملوث کیا گیا اس درجے تک' غیر ضروری حد تک ملوث کیا گیا' اس میں کوئی معاشی ڈیل آ رہی ہے' لوگوں کی نظر تاریخ پر تھی۔ لوگوں نے کہا مصر نے کوئی کام کروا لیے تھے شاید حکومت پاکستان نے ایسا بڑا کوئی معرکہ سر کر دینا ہے معیشت کی دنیا میں پاکستان کے لیے لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا وہ آپ کے سامنے ہے' میرے سامنے ہے' پوری دنیا کے سامنے ہے۔ نتیجہ تھا مایوسی' لوگوں کو مایوسی ہوئی اور جو کچھ آج یہاں کہا گیا کہ آپ بھارت کا تذکرہ نہ کریں' میں اس کی طرف بھی بعد میں جاؤں گا۔

دوسرا focal point یہ تھا جارج بش صاحب کے دورے کا کہ شاید کشمیر پر کوئی پیش رفت ہو جائے۔ اس طرف بھی میں جاؤں گا کہ Foreign policy ہماری کیا ہے اور تیسرا کہ جمہوریت کے بارے میں مغربی یا امریکی طرز عمل۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی نتیجہ نکلا تو اس کی طرف میں پہلے اشارہ کر چکا ہوں۔ تیسرے point پر انہوں نے کہا کہ آنے والے انتخابات دیانتداری سے آزادانہ اور منصفانہ کروانے کی انہوں نے بات کی۔ دو جو دوسرے پہلو تھے ان کی طرف کشمیر پر 1999ء سے پہلے ہر حکومت کا بلا استثناء موقف ایک رہا اور وہ موقف two-fold موقف تھا۔ نمبر ۱ کہ کشمیر میں رائے شماری ہوگی' Plebiscite ہوگا' کشمیر کے لوگوں کی آرزوؤں کی' ان کی آواز کے مطابق کشمیر کی تقدیر کا فیصلہ ہوگا اور دوسرا یہ کہ اقوام متحدہ کی security Council کی قرار دادوں کے مطابق کشمیر کا فیصلہ ہوگا۔ آج بدقسمتی کے ساتھ options کا پنڈورہ باکس کھول دیا گیا ہے۔ آج کسی کو معلوم نہیں کہ پاکستان کا کشمیر پر stance کیا ہے۔ آج نہیں کہا جا سکتا کہ سات کشمیر' بارہ کشمیر یا سات حل یا بارہ حل میں سے کونسا حل ہے جس پر حکومت پاکستان کی سوئی آ کے آخر میں ٹکی ہے۔ کوئی پتا نہیں ہے کسی کو کہ پاکستان کا stance کیا ہے۔ جب ہماری حالت یہ ہوگی تو ہم کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ دنیا کے

not like to take time of my fellow colleagues overhere. Whether it is our neighbouring country Iran or it is China or it is Afghanistan or there are so many other countries in the world including United States of America, the kind of relationship that we have with them, I personally feel that our present foreign office is progressing under their leadership, Mr. Kasuri is sitting there, he hardly knows even my name, he doesn't know me but I am of the firm opinion, that our foreign office under guidance from the President of Pakistan is progressing smoothly and *Insha-Allah* we will be able to forge better relations with our neighbours and with other countries. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much Sardar Jamal Khan for helping me out by keeping into the time limits.

ابھی باری ہے سب کے دوست اسماعیل بلیدی صاحب کی -

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ، Thank you Mr. Chairman. کہ آپ نے میرے لیے یہ الفاظ استعمال کیے - جناب چیئرمین! ایک اہم مسئلے پر بات ہو رہی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں ہم آزاد نہیں ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں مارشل لاء کا تسلسل ہے - یہاں بار بار مارشل لاء لایا گیا اور فوجی آمریت نے یہاں حکومت کی اس وجہ سے بیرونی دنیا نے ہم پر کوئی اعتماد نہیں کیا - ہمارے مقابلے میں ، ہمارے جو ہمسایہ ممالک ہیں ، انڈیا کی مثال آپ لے لیں ، اس میں re-election ضرور ہوسکتے ہیں - ہر پندرہ ماہ کے بعد ، دو سال کے بعد لیکن وہاں مارشل لاء کا کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا - اس وجہ سے جو بیرونی دنیا ہے ، امریکہ ، یورپ اور جتنے بھی ممالک ہیں ان سے ہم کیا معاہدے اور کیا اعتماد کریں - ابھی حال ہی میں بش صاحب نے جو بھارت کا دورہ کیا اور وہ یہاں پاکستان بھی آئے - میں سمجھتا ہوں کہ یہاں آنے سے پہلے ہمیں احتجاج کرنا چاہیے تھا کہ اگر اس پوزیشن میں آپ آرہے ہیں تو پاکستان کا دورہ نہ

Are we pleased here that we were waiting with begging bowl that President Bush is going to come and dole us out in billions and billions of dollars? Why were we expecting all that? It was a visit of geo-strategic importance? I personally feel that whatever affection United States has for Paksitan need not be broadcasted to the whole world during statements of the President when he comes and visits Pakistan. He was very clear that we are their alliance as far as the war against terrorism is concerned. We have been able to stand out in that. That love and affection the US Government has for Pakistan as their ally in the war against terrorism is known to every person in this world. At the same time we are still caught in that web of our dear neighbour India. We look at India with shame and I am saying that, if it may be kindly brought on record, honourable Chairman, sarcastically it is not being said in a different context at all. When we talk of India, we are reminding each other that the name of Mr. President Musharraf was taken 16 times. How many times during our speeches today, upto my speech, are we just taking the name of Mr. Bush. When you are taking the name of Mr. Musharraf, General Musharraf is the President of Pakistan and we are talking about General Musharraf, we are talking about Pakistan here. You look at how far our trade has progressed with the United States, look at the treaty that has been signed as far as the facilitation of the containers is concerned, looking it from a total commerce point of view, look at so many other zones that are being created.

Having said all that, I would like to conclude my speech, I would

Senator Sardar Muhammad Jamal Khan Leghari: Thank you very much honourable Chairman Sahib, my fellow respectable Senate colleagues,*Assalam-o-Alaikum*.

It is indeed a privilege for me today to choice out what I personally feel went right or wrong with Mr. George Bush, President of United States visit to Pakistan. I don't know why are we even getting into this debate? Of course it is a matter of national importance and everyone has got his or her right to voice out their opinion but as a nation I think and I know for a fact that we must stand firm on point which is, have we gone back on our nuclear programme because of this visit? Has there ever been any such statement by any responsible official of the Foreign Office? Certainly, not. We should also look at it from this angle where and when have we launched? If we look at a few years back and remember that era the 9/11 famous scenario and the aftermath what happened in Afghanistan and then later what happened in Iraq; had we not taken a firm stand at that moment and time? I am quite sure our children who may be living near Aabpara or near Anarkali or in Dera Ghazi Khan or in Balochistan or other parts of our country they would also face the same fate that unfortunate Muslim brethern in Afghanistan and Iraq are facing today. We have not been able to recover from that disaster. So what I request to my fellow colleagues over here is that we should not just get carried away in our speeches and start blaming the Foreign Office for something that has not been given or taken from this visit of Mr. President Bush.

دمشق بھی گیا۔ کیا ہوا ان کو؟ آپ کہتے ہیں جناب! کہ آپ بچ گئے۔ مجھے بتائیے کہ افغانستان کے بارڈر کے ساتھ لگنے والے اور کتنے ممالک ہیں جن پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ بچ تو وہ بھی گئے۔ اس میں سے عزت کا راستہ صرف یہ ہے ' جس کی طرف میں شاہنامہ اسلام کے ایک شعر سے جناب چیئرمین! توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ابو الحسن حفیظ جالندھری نے کہا

یہی تو صبح محتاجی یہی شام غریبی ہے

کسی کے آسرے پر بیٹھ رہنا بدنصیبی ہے

میں سمجھتا ہوں کہ شخصی حکمرانی کے شوق کی بجائے چودہ ساڑھے چودہ' پندرہ ساڑھے پندرہ ' جتنے بھی لوگ ہیں ان پر اعتبار کیا جائے ۔ اپنے لوگوں کی طرف دیکھو' اپنے لوگوں سے مت ڈرو! اپنی قوم سے مت ڈرو۔ اپنے لیڈروں سے مت ڈرو۔ اپنی قیادت سے مت ڈرو۔

Mr. Deputy Chairman: Babar Sahib, I have already given you 3 minutes extra.

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: I will concluode, sir. You have said it right now. If you said it earlier I would have of course finished it. I will go by the Chair.

میں آخری گزارش جو آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایسا موقع بھی آیا کہ کمزور ملکوں نے تگڑا موقف اختیار کرکے بحران سے نکلنے کے لیے اپنی قوم کو ساتھ لے کر عزت کا راستہ اپنایا۔ میں اس بات سے conclude کرتا ہوں کہ آج پاکستان کے ساتھ امریکہ کی strategic partnership کس میدان کے اندر کسی ملک کے مقابلے میں ہے سوائے ایک بات کے اور وہ بات یہ ہے کہ آپ ان کی خواہشوں کی تکمیل کیجئے وہ آپ کی ضرورتوں کو مد نظر نہیں رکھ رہے ۔یہ وہ failure ہے foreign policy کا جس پر میں اپنی بات کو conclude کرتا ہوں۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب!

Mr. Deputy Chairman: Thank you Babar Awan Sahib. Senator Jamal Khan Leghari may kindly take the floor.

ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بتانے کے قابل ہو۔ اس لیے کہ فارن پالیسی ایک شخص کی خواہشات کی غلام ہے۔ یہ اسلامی دنیا کے ساتھ ہمارے تعلقات ہیں۔ پڑوس میں آپ دیکھ لیجیے۔ اس سے پہلے بھی یہاں بڑی بدامنی، افغانستان میں بدقسمتی سے ڈھائی عشروں سے رہی، لیکن اس طرح کی صورت حال کبھی پیدا نہیں ہوئی اور آج وہاں کی جو منتخب حکومت ہے، hidden Afghan elected بھی اتنی تگڑی ہو گئی ہے کہ ہماری حکومت کو dictation دینے کے قابل ہو گئی ہے۔ یہ اسلامی دنیا کے ساتھ ہمارے جو برادرانہ تعلقات ہیں ان کا ایک ہلکا سا نمونہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

دوسرا آجائیے ایشیا پر۔ میرے دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم چائنا کی طرف بڑھ رہے ہیں، ہمارے بڑے تعلقات چین کے ساتھ بنتے جا رہے ہیں۔ ذرا شعبے بتا دیجیے کہ کس کس شعبے میں، کتنا economic cooperation ہے آپ کا، trade partnership کتنی ہے، بھارت جتنی ہے؟ اور کوئی مجھے strategic field بتا دیجیے جس میں آپ on record یہ کہنے کے قابل ہوں کہ کوئی پیشرفت ہوئی ہے۔ چین کے ساتھ ہمارے دوستانہ تعلقات تھے۔ ہم ان کا پڑوسی ملک تھے، ہیں، رہیں گے۔ یہ دوسری بات ہے۔ آپ کی کیا کمائی ہے؟ آپ نے کیا معرکہ سر کیا؟ آپ نے کیا کارنامہ سرانجام دے دیا؟ وہ ہمیں بتائیے۔ ایشیا میں اگر آپ نظر دوڑائیں گے تو کوئی آپ کے سیاسی موقف کی حمایت کرنے والا ایک ملک ہے، اس کا نام لے کر بتا دیں کہ پچھلے چھ سال میں جنرل مشرف صاحب کی حکومت میں، ایک کسی ایشیائی ملک نے، آپ کے کسی ایک political stance کی، کس مرحلے پر، کس فورم میں، کن الفاظ میں، کس طریقے سے کبھی حمایت کی ہے؟

تیسرا مغرب کی دنیا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کشکول توڑ دیا۔ علامہ صاحب نے کہا تھا۔ دل کی دنیا بادشاہی اور شکم سامان موت۔ 9/11 کے بعد ہمارے پاس option تھا، علامہ کے الفاظ میں option تھا کہ

دل کی دنیا بادشاہی اور شکم سامان موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

آپ نے تو شکم کو رکھا۔ آپ نے دل کا ساتھ تھوڑا ہی دیا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم بچ گئے۔ بچ تو

جو major political players ہیں ان میں سے اگر کوئی dominating political player Pakistan میں آنے تو وہ کوئی موقف اختیار کر سکے۔ میں سوال کرتا ہوں کہ آج یہ بتایا جائے، اس ایوان میں یہ کہہ دیا جائے کہ حکومت پاکستان کا کیا وہی موقف ہے جو 12 اکتوبر 1999ء سے پہلی والی حکومتوں کا تھا؟ آخری موقف، تازہ ترین موقف کشمیر پر ہمارا کیا ہے؟

یہ ایک پہلو تھا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا۔ ایک دوسرا پہلو جس کی طرف میں آپ کی توجہ، ایوان کی توجہ چاہوں گا، وہ یہ ہے کہ بدقسمتی کے ساتھ امریکہ سمیت ساری دنیا کو معلوم ہے کہ ہماری جمہوریت اور ہماری foreign policy ایک شخص کی خواہشوں کی hostage ہے اور اس ایک شخص کی خواہشوں کی hostage ہونے کی وجہ سے جب پاکستان میں امریکی صدر آئے تو انہوں نے صرف یہ فرمایا کہ میں اپنے buddy سے ملنے آیا ہوں۔ اب اگر کوئی ایک شخص اپنی اس بات کو جو آئین کے خلاف ہے، جو ماورائے قانون ہے اس کو تسلیم کرانے کے لیے سارا زور لگائے گا وہ ملک کے لیے کیسے کچھ مانگ سکتا ہے۔ اس کو جب وہ دے دیا گیا کہ آپ کی وردی کو ہم کچھ عرصے کے لیے مان لیتے ہیں، تو یہ ان کے لیے کافی تھا۔ اس کے بعد ان کے لیے کرنے والی کوئی بات نہیں تھی، نہ ان کی کوئی بات سنی جانی تھی۔ پاکستان کی فارن پالیسی کے تین dimensions رہے ہیں جناب والا! ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک۔ پہلا dimension اسلامی دنیا، میں اس پر چھوٹا سا comment کرنا چاہتا ہوں۔ آج ہمارا کون سا کشمیر پر موقف ہے جس کی اسلامی دنیا حمایت کرتی ہے۔ یہ سوال ہے ہمارے محترم وزیر خارجہ صاحب کے لیے اور حکومت پاکستان کے لیے۔ میں صرف آپ کو indicators بتاتا ہوں کہ اسلامی دنیا کے ساتھ ہمارا تعلق کس قسم کا ہے؟ سعودی عرب سے شروع کر لیتے ہیں۔ قبلتین کی اور حرمین شریفین کی بڑی مقدس جگہ سے king عبد اللہ صاحب تشریف لاتے ہیں اور وہ سعودی عرب کی معاصرتی تاریخ میں پہلی دفعہ بھارت کو کہتے ہیں کہ یہ میرا بلد الثانی ہے۔ یہ میرا دوسرا گھر ہے۔ پھر وہ پاکستان تشریف لاتے ہیں۔ دوسری طرف آپ دیکھ لیجیے کہ ہم کیا کرتے ہیں؟ ہم اس غریب ملک کے لوگوں کو راست تموڑا کے تیل کو سعودی عرب کے ریٹ پر تیل نہیں بیچتے، ہم تو نیویارک کے ریٹ پر غریبوں کو تیل بیچتے ہیں۔ ایران کی صورت حال آپ کے سامنے ہے۔ اقوام متحدہ کے اجلاس کس طرف جا رہے ہیں، وہاں کتنا وقت دیا جائے گا؟ اس بارے میں ہماری فارن پالیسی کیا

کریں۔ اگر ہم میں اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہونے کی صلاحیت اور اہلیت ہوتی تو وہ حال احوال کے لیے آیا اور ہمیں دنیا میں ذلیل کر کے چلا گیا۔ اس نے صرف یہاں مشرف صاحب سے ملاقات کی اور جو دونوں پریس کانفرنس کر رہے تھے تو اس میں کوئی ایسا issue یا کوئی ایسی پراعتماد فضاء آپ کو دکھائی نہیں دی کہ ایک ملک دوسرے ملک کے دورے پر آیا ہے اور اس نے کوئی خاص معاہدہ یا کسی خاص issue پر بات نہیں کی۔ بس یہ تھا کہ ایک تو مشرف صاحب کو اس نے یہ جتایا جیسا کہ ہمارے ایک ساتھی نے جتایا کہ honestly آپ آئندہ کے الیکشن شفاف اور ایمانداری سے کرائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو وردی کا معاملہ تھا تو یقیناً اس پورے عطلے میں یہ dictatorship یا فوجی حکومت کا سسٹم آپ کو کہیں نظر نہیں آنے کا لیکن میں حیران ہوں کہ مشرف صاحب کو اپنی چودہ کروڑ عوام پر اعتماد نہیں ہے۔ یہاں کے لیڈروں پر اعتماد نہیں ہے اور اس میں کون سی ایسی بات ہے کہ وہ فرد واحد اس تمام نظام کو چلا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اگر آپ باہر جائیں تو آپ یہ محسوس کریں گے کہ آپ یہ ظاہر نہ کریں کہ I am Pakistani لیکن ایک افغانی دلیری سے کہہ سکتا ہے کہ .I am Afghani کیوں کہ ہمارا image اچھا نہیں ہے۔ ہمارے Members of Parliament جب باہر جاتے ہیں تو ان کو check کیا جاتا ہے۔ مولانا سمیع الحق کے ساتھ کیا ہوا؟ Airport پر اس کی تلاشی لی گئی اور ان کے کاغذات پر line لگا دی گئی ایسے جیسے کوئی چور کسی ملک میں چلا جاتا ہے۔ اس موقع پر ہمارے Foreign Minister اور جو ہمارا delegation وہاں گیا تھا انہیں احتجاجاً واپس آنا چاہیے تھا اور انہیں کسی ملک کا visit نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ہمیں یہ چاہیے تھا کہ ان کا جب کوئی delegation یہاں آتا تو اس کے ساتھ سلوک اس سے برا کرنا چاہیے تھا تاکہ ان کو معلوم ہوتا کہ پاکستان کے لوگ بھی باوقار ہیں۔ کیا ہم آزاد ہیں؟ یہ کوئی ملک ہے؟ ہمارے پاس جناب! ایٹمی قوت ہے۔ جیسے میرے ایک دوست نے کہا کہ 9/11 کا واقعہ ہمارے لیے ایک cheque تھا اگر ہم اس کو cash کرنا چاہتے تو امریکہ کی مجبوری تھی اور وہ ہمارے بغیر یہاں افغانستان پر attack نہیں کر سکتا تھا لیکن ہم نے اس موقع کو ضائع کیا۔ بش صاحب نے ہمارے صدر مشرف سے ٹیلیفون پر بات کی کہ مجھے آپ کی support چاہیے' مجھے آپ کی ports چاہئیں اس پر جنرل مشرف نے نہ کسی سے مشورہ کیا' نہ اس نے ٹائم مانگا' اس نے اسے غنیمت سمجھا کہ بش صاحب نے مجھ جیسے

بندے کو فون کیا ہے اور میرے خیال میں انہوں نے اپنے لیے یہ بڑا اعزاز سمجھا۔ اس وقت جنرل مشرف اس سے بہت کچھ لے سکتا تھا اور انہیں کہنا چاہیے تھا کہ کشمیر کے issue کو آپ ختم کروائیں ۔ ہم نے ایٹمی تجربہ کر کے یہ ثابت کیا کہ یہ ہماری حفاظت کرے گا لیکن اب ہم پریشان ہیں کہ اس کو کہاں چھپائیں۔ ہم اب اس کی حفاظت کے لیے پریشان ہیں۔ اپنے مقابلے میں آپ ایران کو دیکھیں میں ان کی خود داری کو salute کرتا ہوں' ابھی وہ امریکہ کو جواب دے رہے ہیں کہ اسے ان کی ایٹمی صلاحیت میں مداخلت کا حق نہیں ہے' یہ ہمارے ملک کی پالیسی ہے اور ہم اس کا حق رکھتے ہیں۔ جیسے کہ آپ نے اسرائیل کو پوری چھٹی دی ہے لہذا ان کی طرح ہمارا بھی حق ہے کہ ہم اپنے ایٹمی پروگرام کو آگے لے جائیں۔ آپ لیبیا کی مثال لے لیں۔ وہ تو بہت چھوٹا ملک ہے۔ ہمارا ملک تو ان کی نسبت بڑا ہے۔

جناب چیئرمین! جب تک ہم اپنے آپ کو آزاد نہیں سمجھتے ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔ ہماری تینوں وزارتیں' وزارت داخلہ' وزارت خارجہ اور وزارت خزانہ ایسی ہیں جن کے لیے امریکہ سے NOC لیے بغیر ہم اعلیٰ عہدیدار بھی مقرر نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم ان کو نام ضرور دیتے ہیں اور پھر جن کے لیے وہ approval دے دیں ہم ان کو مقرر کر دیتے ہیں۔ مجھے یاد ہے جب گوہر ایوب صاحب وزیر خارجہ تھے تو انہوں نے ایک statement امریکہ کی پالیسی کے خلاف دی تو اسے resign کرنا پڑا۔ گوہر ایوب کو کہا گیا کہ آپ اس کی تردید کریں تو انہوں نے کہا کہ میں پٹھان ہوں اور میں اس کی تردید کبھی نہیں کروں گا تو انہیں وزارت خارجہ کا عہدہ چھوڑنا پڑا اور پھر Ministry of Water and Power کا عہدہ سنبھالا۔

جناب چیئرمین! خدارا ہم ایک آزاد ملک ہیں' آزاد قوم ہیں' ہم صرف اپنی کرسی کو دوام دینے کے لیے' اپنی کرسی کو بچانے کے لیے پوری قوم کا سودا کر رہے ہیں' یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ہم پیٹ پر پتھر باندھیں' ہم ایسے ڈالروں پر لعنت بھیجتے ہیں کہ جس سے ہماری آزادی پر ضرب آئے۔ ہم بھکاری بنے ہوئے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہم آزاد ہیں۔ اگر امریکہ ڈالر نہ دے تو ہم ڈالر کے بغیر اپنا گزارا کر سکتے ہیں' ہمیں اللہ نے سب کچھ دیا ہے لیکن یہ کہ خود اعتمادی نہیں ہے' وہ share of power نہیں ہے' ہم اختیارات کو تقسیم نہیں کرتے۔ چاہیے یہ تھا کہ جب بش آیا تھا اور جیسا کہ وہاں انڈیا کے وزیر اعظم اور صدر ائرپورٹ گئے تھے' یہاں پر بھی ہمارے صدر

اور وزیر اعظم کو انہیں receive کرنا چاہیے تھا لیکن میں یہ اعزاز قصوری صاحب کو دینا چاہتا ہوں کہ پتا نہیں کیا تعلقات تھے یا کیا وجہ تھی کہ انہوں نے خاص طور پر کہا کہ قصوری کے بغیر کوئی مجھے ائرپورٹ پر receive کرنے کے لیے نہیں آسکتا۔ قصوری صاحب کو یہ اعزاز ملا' وہ گئے' میرے خیال میں تاریخ میں ان کا بڑا نام ہو گا کہ بش کے لیے پورے پاکستان میں جو پسندیدہ شخصیت تھی وہ ہمارے قصوری صاحب تھے اور ان کو تلاشی کے بعد چھوڑا گیا لیکن پھر بھی اس نے کچھ اعتماد تو کیا۔ پورے پاکستان میں اسے صرف ایک شخص پر اعتماد تھا اور وہ قصوری صاحب تھے۔ ہمارے وزیراعظم صاحب کو منع کیا گیا اور مشرف صاحب کو کہا گیا کہ آپ اپنے صدارتی محل میں رہیں' آپ نہیں آسکتے۔ وہاں حالانکہ ہندوستان میں وزیراعظم اور صدر بھی گئے تھے۔ اس نے press conference یا ملاقات وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب کے ساتھ کرنی تھی چونکہ یہاں پارلیمانی system ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ اور رہ گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، پارلیمانی system ہونے کے باوجود' بے چارے وزیر اعظم شوکت عزیز کو پتا نہیں تھا کہ کیا ہو رہا ہے' اس کو کوئی lift ہی نہیں دی' بش صاحب نے ان سے چار دس منٹ الگ ملاقات ہی نہیں کی۔ یہ democracy اور پارلیمانی system کے ساتھ ظلم ہے۔ یہاں اس ملک میں فیصلہ کیا جائے کہ یہاں system پارلیمانی ہو گا یا صدارتی ہو گا۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں جو کچھ کہہ رہے ہیں' ہم طاقت اور خود مختاری کی بھیک کس سے مانگ رہے ہیں۔ جیسے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہاں صرف TA DA کی بات ہے' کوئی implementation نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی ہم اپنی خارجہ پالیسی پر نظرثانی کریں اور انڈیا اور افغانستان کے ساتھ بہترین تعلقات بنائیں اور امریکہ کو کہیں کہ جی آپ نے جو اس دفعہ ہماری بے عزتی کی' ہم آئندہ آپ کے ہر کہنے پر نہیں چلیں گے' ہماری خود ایک آزاد خارجہ پالیسی ہے۔ اس پر جو ہمارے ساتھیوں نے تجاویز دی ہیں اگر ہم ان پر غور کریں اور ہم بحیثیت ایک ایٹمی ملک اس پر ایک stand لے لیں اور ہم اس قابل ہیں ہم انشاءاللہ تعالیٰ کسی super power سے نہیں ڈرتے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ دونوں ایوانوں کا ایک

مشترکہ اجلاس بلایا جائے اور اس پر مکمل بحث کی جائے کہ بش کا جو دورہ ناکام رہا اس کا ذمہ دار کون ہے۔ میں یہاں حکمرانوں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ یہ جو آپ dictatorship یا فرد واحد کا نظام چلا رہے ہیں اس کو خدارا ختم کریں، اب سب کو لے کر چلیں، پارلیمنٹ کو بھی اپنے اختیارات دیں، وزیر اعظم اور وزراء کو بھی اختیارات دیں۔ ابھی یہاں ہمارے وزیر خارجہ صاحب تو بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ان کو کسی اور جگہ سے جو dictation ملتی ہے وہ یہاں بیان کرتے ہیں، وہ خود آزاد نہیں ہیں، میں کیا بولوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر صاحب شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

کم از کم اپنی مٹی پر چلنے کا طریقہ سیکھو

سنگِ مرمر پر چلو گے تو پھسل جاؤ گے

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ نے بتایا ہے کہ قصوری صاحب کا راز کیا ہے کیونکہ۔۔۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، وہ میں یہاں مناسب نہیں سمجھتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میں نے سمجھا کہیں engage تھے، ماشاء اللہ he is a most well dressed Minister around in town. Madam Saadia Abbasi.

Senator Saadia Abbasi: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, no doubt, I cannot match the eloquence of my colleagues, it is just not possible. I would like to say that it is very very vast issue the Foreign Policy of Pakistan and it just cannot be condensed in five or ten five minutes, it is not possible. I would just like to highlight the key areas which in my opinion should be stressed and more than that I would like to also emphasize that the Foreign Policy is more than Pakistan and US relations. There are many many dimensions to our Foreign Policy. It includes the Kashmir issue, it includes the Indo Pakistan relations, it

includes our Nuclear Programme, it includes Pak-US relations which is onecomponent of it, Pak-Iran relations, Pak-Afghanistan relations, Pak-Russia relations and Pak-China relations.

Sir, let us take the Kashmir issue. As regards the Kashmir issue and Indo-Pakistan relations, a lot has been said in the last few years and all kinds of confidence building measures were initiated. I think, to me the bottom line is that what is vital for Pakistan's security, what is vital for Pakistan's national interest and on that, there can be no compromise. So, I hope that the Government of the time is mindful of that. Yes, we can have relations and we can have trade relations and we can have economic ties and all those things. But the most important and the most fundamental thing is the vital self-respect of the people of Pakistan and on that all Pakistanis are agreed that there can be no compromise.

As regards Pak-Iran relations, these relations should be further strengthened. The Pakistan, India, Iran gas pipeline is vital for the prosperity of not only Pakistan, it is also vital for India but at the same time once you have this kind of a pipeline going through three countries, there could create some natural interdependence. It can lead to other and better ties and better relations. So, this is something, no matter what thepressure, no matter what kind of pressures there are, this is one area that we should not abundant and we should pursue with full vigour and on that if the Government is desirous of talking to the Opposition and as Professor Khurshid said that the policy should be national, policy should be bilateral and policy should take into account the vital national interests

of the country. We will extend every kind of cooperation to them.

As regards Pakistan-Afghanistan relations, there is so much that can be said that you know even, if we debate it for one whole week, we cannot exhaust the subject. What is imperative, there is the national sovereignty of Afghanistan and we must respect it and we must stop this policy of interference in the affairs of Afghanistan. The fall out of the visit of the US President to Afghanistan and India is very clear and very evident and it is something which has not benefitted Pakistan in any sense. Pakistan was a partner in the war on terror and even today the United States is telling us that we should do more and it has used the Afghan President as a mouth piece. So, we should, you know, rethink what is in our national interest and we should pursue policies which infact extend the national interest of Pakistan, the integrity of Pakistan and the self-respect of the people of Pakistan rather than pursuing policies to please others. There is nothing that can be gained by, you know, across border infiltration into Afghanistan. The Taliban policy was a wrong policy, it did not benefit to Pakistan in any sense, infact it damaged Pakistan. So, there has to be a rethinking, there has to be a realignment of priorities, what is more important and what is always fundamental is that what we have, we should preserve and at the same time strengthen it. As regards the nuclear issue, I am very clear in my mind that Pakistan is a nuclear power, Pakistan is a responsible nuclear power, our nuclear programme is for deterrence purposes and it is important for our energy needs. In my mind Dr. A.Q.Khan is a national hero and he will remain so

and despite all the efforts to discredit him, he is a hero to millions and millions of Pakistanis and no amount of American propaganda is going to undermine the role of Dr. A.Q. Khan in the history of Pakistan and in making Pakistan a nuclear power.

As regards Pakistan-US relations, somebody mentioned here that there were several dimensions to the visit of the US President and one of them was restoration of democracy. In my mind, democracy in Pakistan cannot come from the State Department and it cannot come from the US President's office. It is a struggle of the people of Pakistan. Pakistanis have been striving for democratic inistitutions ever since Pakistan was created. So, I am not looking towards United States, our party is not looking towards United States to give our country democracy. Our democracy and our democratic struggle is our indigenous struggle and we will continue with it but we do not want any certificate from any country and more so the United States to tell us that we can have democracy because for them democracy means different things with different context.

As regards the situation in Iraq, yesterday was the 3rd anniversary of the naked aggression of the Americans in Iraq. The brutality and inhumanity of that should be condemned every day. Every day that we see a news bulletin about the atrocities committed by the American administration in Iraq, it is a day that every Muslim die for a split second. Shere tragedy of that war is something that has affected every person with some shade of humanity in him.

As regards Pak-Russia relations, I would like to say that I think

that after Mr. Bhutto the other head of state who visited Russia was I think General Musharraf, I do not recognise him as a President but he went there as the President of Pakistan and he signed memorandum of understanding for the expansion of Pakistan Steel Mills. I am for it and it should have been something that we should have worked on that and we should have improved relations with Russia rather than going back on the deal and trying to sell off the Pakistan Steel as if it is a liability around our neck. So, I think it is important, it is fundamental for Pakistan that we establish good but meaningful and sustainable relations with Russia. We should stop looking towards the United States for everything and we should establish new frontiers and new boundries of relations.

Pakistan-China relations have stood the test of time and it is important and it is imperative that these relations continue and not only continue but we should build on them so that we can have educational, cultural ties and we can have economic ties because economic expansion of China is fundamental to the economic prosparity of Pakistan and there is a lot to be learned from that. So with that I will conclude. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thnk you very much madam. Honourable Saleem Saif Ullah Khan may kindly take the floor.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین!

I am grateful to you for giving me some time. Also it is an important issue and I am grateful to Professor Khurshid and to my friend Mr. Azam Swati

for bringing this to the Upper House and giving us an opportunity to speak on the foreign policy.

جناب چیئرمین! پروفیسر خورشید صاحب کی 1985 سے جو خدمات ہیں' میں ان کی ضرور تعریف کروں گا اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پہلے وہ کراچی کی نمائندگی کرتے تھے اب اس ایوان میں وہ صوبہ سرحد کی نمائندگی کرتے ہیں۔

I think Mr. Chairman, we are also lucky to have a Foreign Minister like Mr. Khurshid Kasuri, whom I have known now for, I don't want to give away his age but wehave known each other for at lease more than 40-45 years and I think the way he has handled the foreign policy. It is very easy to criticise.

میرا مطلب ہے کسی پر تنقید کرنا بہت آسان ہے لیکن میرے خیال میں جن مشکل حالات میں صدر پرویز مشرف' وزیر اعظم شوکت عزیز' ان سے پہلے جمالی صاحب' چوہدری شجاعت حسین صاحب اور خورشید محمود قصوری صاحب نے جس خوش اسلوبی سے ہماری فارن پالیسی آگے بڑھائی ہے' ان کی تعریف کرنا ضروری ہے۔ آج الحمد للہ صدر پاکستان' وزیر اعظم پاکستان اور وزیر خارجہ پاکستان کے ذاتی مختلف ممالک کے heads of state, heads of governments and foreign ministers کے ساتھ تعلقات ہیں' آج کل دنیا ذاتی تعلقات پر چلتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے جو اس وقت تعلقات ہیں' یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ماشاء اللہ تینوں کے ذاتی تعلقات ہیں اور یہ بھی کامیابی کی نشانی ہے۔ آپ دیکھیں کہ پاکستان میں پہلے کتنے اہم ممالک کے سربراہ آیا کرتے تھے اور آج کل کتنے آرہے ہیں' اگر میں ان کی لسٹ بتانا شروع کر دوں تو شاید اس میں بہت وقت ضائع ہو جائے گا میں سمجھتا ہوں کہ

this is also a recognition of our successful foreign policy that today there is a long line of dignitaries who want to visit Pakistan, who want to have good relations with Pakistan. Sir, there is no such thing as permanent enemies or friends. There are permanent interests.

یہ کہہ دینا کہ کسی ملک کے ساتھ ہماری permanent friendship ہے یا permanent enmity ہے یہ بھی غلط ہے ۔ ہر ایک کے اپنے مفادات ہیں ۔ آپ اوروں سے گلہ کرتے ہیں کوئی ہندوستان سے گلہ کر رہا ہے، کوئی امریکہ سے گلہ کر رہا ہے، کوئی اسرائیل سے گلہ کر رہا ہے لیکن ان کے اپنے مفادات ہیں، وہ آپ کے مفادات کے لیے کام کریں یا اپنے مفادات کے لیے کام کریں۔ ہمارا as a nation یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے مفادات کا تحفظ کریں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی اصول یہ ہونا چاہیے اور یہاں پر علمائے کرام بھی تشریف فرما ہیں کہ we want friendship with all اس دنیا میں، global village میں، ہم ہر ایک کے ساتھ اچھے تعلقات چاہتے ہیں اور کسی کے ساتھ دشمنی نہیں کرنا چاہتے I think that should be the basis of our foreign policy.

اس کے بعد جناب والا! انڈیا ایک اہم پڑوسی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ ہمارے لیے خوش قسمتی کا باعث بھی ہو کہ ایک بڑا طاقتور ملک آپ کے پڑوس میں ہے جس کے ساتھ آپ کے اتنے اچھے تعلقات نہیں ہیں، بدقسمتی سے کافی جنگیں ہم نے لڑی ہیں اور حال ہی میں confidence building measures کی وجہ سے کچھ آپس میں تعلقات بہتر ہونے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ it is important when you have a model, a country you want to outdo میں سمجھتا ہوں کہ کوریا نے اس لیے ترقی کی کہ ان کے لیے جاپان ایک مثال تھی، چونکہ انہوں نے آپس میں جنگیں لڑی تھیں، اختلافات تھے تو کوریا نے کوشش کی اور یہ بھی ایک وجہ تھی کہ انہوں نے ترقی کی تو ہماری بھی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ we should outdo India. If India can do well in economic and in other fields, why can't Pakistan? Sir, we should be practical in our approach another corner stone of our foreign policy

جذبات نہیں، ہمیں ہوش میں رہنا چاہیے and we must be practical.

جناب چیئرمین! تیسری بات for the foreign minister کہ جو ہمارے ہمسایہ ممالک ہیں ان کے ساتھ انتہائی اچھے تعلقات قائم کیے جائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، ارجنٹینا، برازیل یا امریکہ یا کینیڈا جو دور ممالک ہیں ان سے تعلقات نہ رکھیں لیکن جو آپ کے

پڑوسی ممالک ہیں جن میں افغانستان ایران، انڈیا، چین، روس، یہ انتہائی ضروری ہیں، ہماری یہ پوری کوشش ہونی چاہیے کہ ہمارا جو western border ہے جس میں ایران اور افغانستان واقع ہیں اور ان دو ممالک کے ساتھ ہمارا کوئی clash of interest نہیں ہے۔ ہماری آپس میں جو economies ہیں وہ بھی interdependent ہیں، یہ نہیں ہے کہ competition ہمارا آپس میں ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ افغانستان اور ایران کے ساتھ ہمارے تعلقات اچھے نہ ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایران نے جو اس وقت stand لیا ہے یہ ان کا حق بنتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں--- ایک speaker نے صحیح فرمایا کہ خدانخواستہ اگر امریکہ جو اس وقت threatening mood میں ہے اور بدقسمتی سے عراق میں انہوں نے جو کیا۔ امریکن بدقسمتی سے اخبارات سے بعض مرتبہ اپنی foreign policies بنا لیتے ہیں اور New York Times کی ایک خاتون نے ایک article لکھا کہ جی عراق میں weapons of mass destruction موجود ہیں اور انہوں نے جا کر اس پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں آج وہ خود بھی ذلیل ہو رہے ہیں اور پوری امہ میں ان کے خلاف ایک نفرت کی لہر پھیل گئی ہے۔ اس لیے from floor of this august House میں تو انہیں یہ کہوں گا کہ آپ ذرا مہربانی کر کے یہ سوچیں کہ ایران پر حملہ کر کے آپ تمام مسائل حل کر لیں گے اور جیسا کہ طاقت سے کبھی بھی مسائل حل نہیں ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اس میں بطور ایک neighbour, ایک اسلامی ریاست اپنا کردار ادا کرے اور جنرل پرویز مشرف صاحب، شوکت عزیز اور قصوری صاحب اس میں ضرور ایک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

جناب والا! پاکستان کی جو اس وقت international prestige ہے میرے خیال میں پچھلے چھ یا سات سال میں اس میں بہتری آئی ہے اور آج الحمد للہ ہم SAARC, ECO, SCO, OIC وغیرہ وغیرہ بے شمار organizations کے ممبر ہیں۔ پاکستان اس وقت اقوام متحدہ میں is playing an important role اور اگر آپ دیکھیں کہ Pakistan peace keeping میں جتنے contingents supply کر رہا ہے یا دے رہا ہے شاید دوسرے ممالک یہ نہیں کر رہے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی ایک کامیاب پالیسی کی ایک recognition ہے کہ آج United Nations آپ کے ذریعے اور آپ کے اداروں کے ذریعے بین الاقوامی سطح پر امن کے لیے کوشاں ہے۔

صدر بش کے visit کے متعلق پتا نہیں ہمارا کیا خیال تھا کہ وہ یہاں آئیں گے اور یہاں پر دودھ اور شہد کی نہریں بہیں گی۔ I fail to understand کہ یہ کیوں ایک hype build up ہو جاتا ہے پاکستان میں کہ صدر بش آئیں گے اور یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ یہ ایک روایتی visit تھا۔ ہمارے heads of state, heads of Government جاتے ہیں' ان کو دعوت دیتے ہیں۔ میں جب پارٹی کا Secretary General تھا' جب میں باہر جایا کرتا تھا تو ان کی پارٹی کے سیکرٹری جنرل کو بھی میں دعوت دیتا تھا کہ بھئی آپ بھی ضرور آئیں' پاکستان کا دورہ کریں اور enjoy our hospitality. So, I don't know why, I think United States is an important country, اس کے ساتھ اگر ہمارے تعلقات اچھے ہوں' اس میں کوئی بری بات نہیں ہے۔

We are Pakistani and in 2004 Pakistan was designated as a major non-NATO Ally which is again a recognition of Pakistan as an important country in the world.

جو aid آرہی ہے as a trade partner میرے خیال میں اس پر کافی باتیں ہو چکی ہیں۔

It is an important trading partner and I think today it is the single largest foreign investor in Pakistan

اور ہماری جو community ہے جو اعظم سواتی صاحب نے فرمایا' جناب چیئرمین! پاکستان کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ جب ہم فیصلے کریں تو ہم ضرور یہ سوچیں کہ اس وقت 70 سے 75 لاکھ پاکستانی دوسرے ممالک میں رہائش پذیر ہیں۔ شاید دس لاکھ کے قریب پاکستانی برطانیہ میں ہیں' دس لاکھ سے زیادہ پاکستانی سعودی عرب میں ہیں۔ یہ بھی اب ہماری خوش قسمتی ہے کہ King Abdullah آئے اور یہاں پر حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کے وہ مہمان رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً ہم ایسی policy بنائیں کہ اس سے کم از کم ہمارے جو باہر پاکستانی ہیں ان کو نقصان نہ پہنچے۔ بدقسمتی سے جو پاکستانیوں کے ساتھ سلوک ہوا 9/11 کے بعد یقیناً وہ انتہائی افسوس ناک ہے اور میرا بیٹا جو وہاں پڑھ رہا تھا کم از کم اس نے جب فیصلہ کیا پڑھائی کے بعد کہ جی اب میں یہاں سے واپس آنا چاہتا ہوں۔ میں امریکہ میں اور نہیں رہنا چاہتا' مجھے اس پر بڑی

خوشی ہوئی۔ یہ بدقسمتی ہے کہ ہمارے پاکستانیوں کے ساتھ جو انہوں نے سلوک کیا اس کی جتنی مذمت کی جائے اتنی ہی کم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ اس قسم کے issues ان کے ساتھ raise کرے۔

Sir, my last word on this is that the Pakistan's image abroad is of an enlightened nation, a nation which believes on moderation, a nation which is enlightened, which wants to live with peace and harmony not only with its neighbours but the entire world community. I think that should be the policy that we should own. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much Saleem Saifullah sahib. Rahmet Kakar sahib, please take the floor.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! پاکستان کی پہلی خارجہ پالیسی غیر جانبدارانہ رہی ہے گو کہ انڈیا کے ساتھ اس وقت بھی ہماری متنازعہ حیثیت رہی ہے۔ انڈیا پاکستان دونوں Commonwealth کے ممبر رہے ہیں۔ United Nations میں ان کا رول یکساں رہا۔ روس اور امریکہ کے ساتھ ہماری اس وقت کوئی commitment نہیں تھی۔ بدقسمتی ہماری اس دن سے شروع ہوئی جب 1953 میں ہم نے پہلی امریکن offer قبول کی۔ پاکستان میں امریکن انٹیلی جنس اور communication کے لیے زمین lease out کی گئی اس دن سے ہم dependent ہوئے۔ 1954 میں پاکستان CETO کا ممبر بنا۔ ایک سال بعد بغداد پیکٹ join کیا جو بعد میں CENTO میں convert ہوا۔ پاکستان نے اس وقت CETO, CENTO میں شمولیت شاید اپنی حفاظت کے لیے اختیار کی کیونکہ وہ انڈیا سے کچھ خطرہ محسوس کر رہا تھا۔ اس کو join کیا۔ گو کہ اس وقت چائنا اور روس کے خلاف کوئی ایسے عزائم نہیں تھے۔

جناب چیئرمین! موجودہ صورت حال پر، فارن پالیسی پر صرف دو باتیں ہیں، یا تو تعریفوں کے پل باندھے جائیں یا حقائق پر، جو زمینی حقائق ہیں ان پر مختصر سی روشنی ڈالی جائے۔ اس کو نہ حکومتی بنچ اپنی پالیسی سمجھیں اور نہ ہم اس کو پرائی فارن پالیسی سمجھتے ہیں۔ ہمارا

دعویٰ ہے کہ ہم ان سے زیادہ loyal ہیں as compared to all their experts. بد قسمتی سے جب ملک ٹوٹا' بنگلہ دیش وجود میں آیا ہم نے بنگلہ زبان کی بنیاد پر اس کو تسلیم کر کے دو قومی نظریہ پر کاری ضرب لگائی۔ پاکستان بننے کے وقت جو نعرہ دیا گیا تھا اس کو ہم نے negate کیا۔ چھوڑیں جی دو قومی نظریہ' بنگلہ دیش کو ہم بنگلہ زبان کی بنیاد پر تسلیم کرتے ہیں ورنہ بنگالی ہم سے زیادہ پاکستان کے وفادار تھے۔ حالات نے ان کو مجبور کیا' تعلقات ان کے ساتھ اب so, so ہیں۔ بات افغانستان' انڈیا' یورپ' ساؤتھ ایشیا' چین اور روس کی ہے۔ انڈیا کے ساتھ تو ہم گلے مل رہے ہیں۔ ثقافتی وفود کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ مستقبل قریب میں فلم انڈسٹری جوائن کر رہے ہیں' پینگیں اور بڑھ جائیں گی' ضرور تعلقات بڑھنے چاہییں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ انڈیا جیسے ایک big democratic اور ہمسایہ ملک کے ساتھ تعلقات اس حد تک کشیدہ ہوں کہ ہم مزید جنگوں کی صورت میں ان سے الجھتے رہیں۔ 65 اور 71 کی جنگ لڑ کر ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا یہ پوری دنیا کے سامنے ہے۔ افغانستان پر جو ہماری پالیسی رہی ہے طالبان regime سے پہلے یہ Soviet Union کے زیر اثر رہی۔ پھر بڑے بھائی جان نے اپنے تعلقات یا اڈے وہاں پر قائم کیے۔ طالبان پالیسی ہماری almost حکومت کی پالیسی تھی بعد میں ہم اس سے retreat کر گئے۔ ایک اچھے ہمسایہ ملک کو اور اس کی قیادت کو ہم نے blame کیا اور اس سے ہم ہاتھ دھو بیٹھے۔ اب اس کو policy failure کہتے ہیں یا success حسب Chair کی طرف سے ہوگا۔

دوستوں نے بات کی ہے کہ یورپ کس حد تک ہم پر اعتماد کرتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہی یورپین' ان کے Heads of State آئے روز جب سوویت یونین کا جنازہ نکالنے کے لیے پاکستان آتے تھے تو خود یہ مجاہدین کی definition لوگوں کو بتاتے تھے۔ امریکہ میں ایک لیکچر نے ہمیں بتایا کہ ہم سے ایک طالب علم نے پوچھا کہ what is mujahid? تو ہم نے ان کو بتایا کہ Freedom fighter بعد میں وہ freedom fighter اب terrorist کہلانے لگے ہیں۔ USA پر ہم dependent ہیں۔ ہم نے ان کے لیے کیا قربانی نہیں دی۔ فرنٹ لائن پر ہم ان کے ساتھ کھڑے رہے۔ وہ ہماری سرزمین سے میزائل داغتے رہے۔ جناب چیئرمین! آپ کا تعلق بھی اسی صوبے سے رہا ہے۔ خاران میں میزائل گرتے رہے' ریت میں دھنستے رہے اور افغانستان کی سرزمین ان کی target رہی۔

ساؤتھ ایشیا میں صرف کینو کی حد تک ہماری پالیسی ہے کہ ہم وہاں کینو بھیجتے ہیں۔ اس کے علاوہ پیاز اور آلو کی برآمد کے سلسلے میں بھی ہم fail ہیں۔ باقی کوئی پالیسی نہیں ہے وہاں۔ ٹھیک ہے ہم سارک کے ممبر ہیں۔ سارک میں جو ملک شامل ہیں except انڈیا صرف ہم ہی ان میں خوشحال ملک ہیں باقی تو بے چارے خود کشکول لے کر پھر رہے ہیں۔

چین ہمارا انتہائی قیمتی ہمسایہ ملک ہے۔ ہر آڑے وقت میں اس نے ہماری مدد کی ہے لیکن ان کو گلہ ضرور ہے ہم سے کہ گھر کے بھیدیو! ہمارے بھید تم ہمارے opponents کو بتلاتے ہو جبکہ تمہارے opponents کے جتنے بھید ہمارے پاس آتے ہیں ہم تم کو بتاتے رہتے ہیں۔ قصوری صاحب اگر اس کا اظہار نہیں کریں گے تو دل میں اس کی تائید ضرور کریں گے۔

جب تک Soviet Union رہا تو پوری دنیا میں power balance رہا۔ اس کو ختم کرنے کے لیے ہمیں ایک channel کے طور پر استعمال کیا گیا۔ جو کچھ ہوا اسی channel کے ساتھ ہوا۔ اس کے خاتمے کے بعد جب بڑے بھائی جان sole power بنے تو سب سے پہلے مکا ہمیں دکھایا کہ .we are superior

ایران اسلامی ملک ہے، بہت پیارا ملک ہے، پڑوسی ہے۔ گلا مند ہے۔ بدقسمتی سے ہم ایک دوسرے کو نہیں سمجھ سکے ہیں لیکن اس وقت بھی ہمیں بجلی دے رہا ہے۔ گیس پائپ لائن میں اگرچہ اپنے بھی business interests ہیں لیکن پھر بھی ہمارے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ میری ہاؤس کی وساطت سے Chair سے گزارش ہے، گوکہ سننے والوں تک direct بات جا رہی ہے کہ ایران کے ساتھ ہر قیمت پر اچھے تعلقات برقرار رہنے چاہییں اور ایران کو جو indirect یا direct threat کیا جارہا ہے جس طرح سلیم سیف اللہ خان صاحب نے فرمایا، ہمیں، پاکستان کو، اس میں ایک key-role play کرنا چاہیے کہ عراق کو تو خون میں نہلا دیا اب ایران کو خدا کے لیے کچھ نہ کہیے۔

عراق کا ذکر آیا تو پوری دنیا میں ظلم کے تین سال پورے ہونے پر مظاہرے ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ٹریفلگر سکوائر کتنا بڑا area ہے اس میں لاکھوں مظاہرین نے امریکی جارحیت کے خلاف مظاہرہ کیا ہے۔ اگر کہیں پابندی ہے تو ہمارے ہاں ہے۔ سوائے سعودی عرب کے مشرق وسطیٰ میں ہماری پالیسی تقریباً ناکامی سے دوچار ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رحمت صاحب! اب بس کریں۔ وقت نزدیک آ گیا ہے دس منٹ۔ تھوڑی گزارش یہ ہے کہ ساری کارروائی کی دوستوں نے بھی جا کر رپورٹ بنانی ہے' پھر وہ بھی مشکل میں پڑ جاتے ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ۔ میں دو تین منٹ اور لوں گا۔ بلوچستان کے حساب میں بھی ایک دو منٹ دے دیجیے۔ کشمیر پر almost ہم retreat کر چکے ہیں۔ فارن پالیسی کبھی پارلیمنٹ میں discuss نہیں ہوئی۔ یہ ریکارڈ پر information کی حد تک موجود ہے۔اسرائیل پر ہماری وزارت خارجہ کی statement ہے کہ ہمارے دس سال سے ان کے ساتھ خفیہ تعلقات تھے۔ ضرور رہے ہیں لیکن پارلیمنٹ کو تو بتایا جائے کہ کیا ہوا؟ Yes India fact پر ہم ناراض نہیں ہیں۔ نہ ہماری ان کے ساتھ زیادہ توقعات تھیں۔ ہم پہلے ہی اس خدشے کا اظہار کرتے رہے کہ ہمارے کاسہ گدائی میں کچھ نہیں آنے گا۔ صرف انضمام الحق کے ساتھ کرکٹ کھیلنا ہی ہمارے نصیب میں تھا۔ سنٹرل ایشین ریاستوں کے لیے ہم gateway کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن ہم نے اسے cash نہیں کیا۔ ستم ظریفی کی حد تو یہ ہے کہ جب بزرگ تشریف لائے تھے تو Prime Minister کو کہا کہ meeting میں مت آنا۔ تھوڑی دیر کے لیے کسی بہانے سے وہ گئے dinner میں تو ان سے کہا کہ دور ہی رہنا۔ OIC کے ساتھ تعلقات کس حد تک خطرناک شکل اختیار کر گئے ہیں' آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ جو پاکستانی بیرون ملک سے ہمارے ملک کے لیے کروڑوں بلکہ اربوں روپے زرمبادلہ کی شکل میں بھیج رہے ہیں' ان کو نکال باہر کیا جا رہا ہے۔ میری قصوری صاحب سے گزارش ہو گی کہ ہماری embassies کو کوئی special instructions دی جائیں' گو کہ ان کے دروازے ہم پاکستانیوں کے لیے بند رہتے ہیں۔ اسماعیل بلیدی وہاں سے جھگڑ کر بھی آتا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم دعا ہی کر سکتے ہیں۔ مولویوں کے پاس صرف دعا ہی ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، انہی دعاؤں کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔ رضا ربانی صاحب نہیں پہنچے۔ رحیم مندوخیل' میرے سینئر دوست colleague ہیں۔ کوشش کریں کیونکہ پریس والوں

نے رپورٹنگ کرنی ہوتی ہے، پھر دیر ہو جاتی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں کر سکتے۔ آدھی تقریریں رپورٹ ہو جاتی ہیں اور آدھی رہ جاتی ہیں۔ اگر ایوان اجازت دے تو پھر ہم سات منٹ پر آجائیں۔ ابھی دس منٹ پر جا رہے تھے۔ سات منٹ پر آجائیں۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل، ہمارے لیے ، منٹ ہو گئے۔ مہربانی جناب۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بارے میں سینیٹ میں جاری بحث میں مجھے موقع دیا۔ جناب والا! خارجہ پالیسی کے مسئلے کے بہت سے پہلو ہیں اس کا ماضی ہے اور حال کی صورت حال ہے اور مستقبل بھی۔ بہرصورت میں جناب والا! اتنا عرض کروں گا کہ ایک مرحلہ عالمی سطح پر تھا اور وہ تھا دنیا کے ممالک کے درمیان توازن۔ Cold war میں ایک طرف یورپ کے ممالک، امریکہ اور بڑے imperialist ممالک اور دنیا پر ان کا قبضہ، دوسری طرف سے سوویت یونین اور ایشیا، افریقہ، لاطینی امریکہ کے ممالک، یہ وہ کشمکش تھی جو مجموعی طور پر ملکوں کی آزادی کی کشمکش تھی اور اس کے خلاف قوتوں کی کشمکش تھی۔ اس مرحلے پر ہم CETO, CENTO اور بغداد تک کے رکن تھے لیکن پھر بھی عالمی سطح پر struggle کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کے بہت سے ممالک آزاد ہو گئے۔ اقوام متحدہ کے ممبر بن گئے۔ اس حوالے سے عالمی سطح پر United States دوسرے کیمپ کو، East کے ملکوں کے کیمپ کو، غیر جانبدار ملکوں کے کیمپ کو disintegrate کرنا چاہتا تھا۔ اس نے سب کو توڑنے کی کوشش کی اور پھر جب افغانستان میں امریکہ کے لیے proxy war لڑی گئی تو اس میں جناب والا! ایک stage آئی۔ پھر یہ ممالک سب منتشر ہو گئے۔ اب لوگ بڑے خوش ہیں کہ فلاں ملک اپنی جگہ پر disintegrate ہوا لیکن آج دنیا unipolar ہے اور اس میں یہ جو کہتے ہیں کہ cold war ختم ہو گئی ہے تو cold war ختم نہیں ہوئی۔ Cold war کی شکل تبدیل ہو گئی۔ دنیا میں ظالم، مظلوم استحصال کرنے والے، غلام بنانے والے اور استحصال شدہ ممالک آج بھی وجود رکھتے ہیں۔ ان حالات میں ہم جن ممالک سے ہیں، ہونا یہ چاہیے تھا کہ اب پھر دنیا ایسی ایک صف بندی کرے کہ کم از کم اس جارحیت کو check کیا جا سکے۔ یہ راستہ ہونا چاہیے۔ ایسے بھی دنیا کے ممالک کے لیے مسئلہ ہے اور سوچا جا رہا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ چائنا، انڈیا، ایران فلاں ممالک جمع ہو

کر ان کا راستہ روکیں گے، کبھی کہتے ہیں کہ regional قوتیں پیدا ہوں گی اور aggression کا راستہ روک دیا جائے گا لیکن ہمارے ملک میں ہماری بدقسمتی کیا ہے، بلکہ یہ کہوں گا کہ عالمی سطح پر دنیا نے انسانیت کی بدقسمتی کیا ہے، اس وقت دنیا نے اسلام کی اور ہمارے ملک کی کمزوری یہ ہے کہ ہم انتہا پسندوں کے ہاتھوں یرغمال ہیں۔ یہ بنیادی بات ہے ابھی جیسے اعظم سواتی صاحب نے کہا امریکہ میں ہمارے لوگ suffer کر رہے ہیں۔ Suffer کیوں نہ کریں۔ حالات ایسے بنتے ہیں کہ جہاں کہیں تشدد ہوتا ہے تو اس کا اثر ان لوگوں پر ہوتا ہے۔ ہمارے لوگ انگلینڈ میں ہیں لیکن انگلینڈ میں اگر کوئی train explosion ہوتا ہے تو اس کا رد عمل ہوتا ہے۔ اسی طرح جو ابھی ہماری خارجہ پالیسی تبدیل ہوئی ہے تو جب ایسے حالات ہوں تو باقاعدہ ہمیں نقصان اٹھانا پڑتا ہے اس لیے کہ وہ road right about turn کرنا پڑا۔ میں ان لوگوں کو صحیح نہیں سمجھتا، لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے جو right about turn کیا وہ یرغمال تھے۔ جناب والا! اسی طرح آج کے حالات میں یہ مثال امریکن صدر کی یہاں آنے کی ہے۔ ہمیں تو خیر اس سے سوال نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن پھر بھی ایک ملک کے صدر ہمارے مہمان تھے۔ کیا ہم ایسا طریقہ اختیار نہیں کر سکتے تھے کہ ان کی غلط پالیسیوں پر احتجاج کرتے مثلاً انہوں نے عراق میں جارحیت کی، اقوام متحدہ نے انہیں condemn کیا، تمام انسانیت نے انہیں condemn کیا۔ ابھی جیسے دوست نے کہا کہ امریکہ کے ٹریفلگر اسکوائر میں لاکھوں انسان جمع ہوئے اور ایسی پالیسیوں پر انڈیا میں لاکھوں مسلمانوں نے احتجاج کیا، یہاں بھی ہم احتجاج کر سکتے تھے لیکن حالات ایسے بن جاتے ہیں جیسے بالکل لڑائی چھڑنے والی ہے اور جو ایک ملک کے مہمان صدر ہیں وہ باقاعدہ رات کی تاریکی میں آتے ہیں اور پروٹوکول کا تو مجھے علم نہیں ہے کہ ہمارے خارجہ وزیر صاحب تشریف لے گئے تھے ورنہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وزیراعظم کا پروٹوکول ہوتا اور وزیراعظم اس سے ملتے۔ اس کے بعد وہ چھپے رہے اور سفارت خانے میں زیادہ سے زیادہ وہ کرکٹ کھیلے، یہ کوئی طریقہ ہے ایک ملک کے صدر اور عالمی طور پر قوت والے صدر کی یہ پوزیشن اور اس کے ساتھ ہمارے تعلقات۔ بہرصورت جناب والا! ہم سمجھتے ہیں یہ مجموعی صورت حال تھی۔ فلسطین کا مسئلہ ہے۔ تمام دنیا فلسطین کی حمایت میں ہے لیکن ایسے کام انتہا پسند لوگ کرتے ہیں کہ اس کے حوالے سے تمام دنیا کے جو ہمارے حمایتی ہیں، وہ باقاعدہ تقسیم ہو جاتے ہیں۔

ہمیں عالمی سطح پر خارجہ پالیسی کے بارے میں strategy کا مسئلہ درپیش ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، عبدالرحیم صاحب ! اس کو مختصر کریں ۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ ہم ان انتہا پسندوں کے ہاتھوں hijack نہ ہوں ۔ افغانستان میں ہم مداخلت نہ کریں۔ دنیا کے کسی ملک میں ہم مداخلت نہ کریں اور ان basis پر ہم دنیا کے ساتھ تعلقات قائم کریں خواہ وہ امریکہ ہو ' روس ہو ' چین ہو یا کوئی دوسرا ملک ' کسی بھی ملک میں ہم مداخلت نہ کریں اور اپنی معاشی ' ثقافتی ترقی کے لیے تمام دنیا کے ممالک کے ساتھ ایسے تعلقات ترکیب کے لحاظ سے قائم کرسکتے ہیں جو ہمارے ریجن میں ہیں ' ایشیا میں ہیں یا یورپ میں ہیں یا دنیا کے دوسرے ممالک ہیں۔ جناب ! وقت کا مسئلہ ہے ۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ اب جناب نعیم حسین چٹھہ صاحب ۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے موقع دیا ۔ آج کل اس معزز ایوان کے زیر بحث امریکی صدر بش کا حالیہ دورہ ہے ۔ بڑا اہم ہے اور پاکستان امریکہ تعلقات پر مبنی ہے۔ جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ جیسا کہ پاکستان بنتے ہی ' اس کی تخلیق کے ساتھ ہی اس وقت کے حالات کے مطابق دو بلاک تھے سوشلسٹ بلاک اور امریکن بلاک تو بہت اچھی وجوہات کی بنا پر ' اس وقت کی قیادت نے پاکستان کو امریکن بلاک سے join کرنے کو ترجیح دی ۔ یقیناً ایک احسن فیصلہ تھا ' اچھا فیصلہ تھا ۔ چونکہ اسلام اور سوشلزم ساتھ ساتھ نہیں چلتے ۔ بہرحال حالات و واقعات کے مطابق بہت اچھی یہ ان کی collaboration بھی اور ایک دوسرے کا alliance چلتا رہا ۔ پھر آخر جب 1970 کا واقعہ پیش آیا کہ جب East Pakistan بنگہ دیش میں convert ہو رہا تھا تو اس وقت ہماری قوم نے ' پاکستان نے کافی ساری امیدیں امریکہ سے لگا رکھی تھیں ۔ لیکن یقیناً ان کا اپنا مفاد ہے ' اپنے مفادات کے مطابق فیصلے کرتے ہیں ۔ یقیناً ہماری قوم نے اس وقت محسوس کیا کہ امریکہ نے آڑے وقت میں ، مشکل وقت میں ہمیں دھوکا دیا اور ہمارے مفادات کو ٹھیس پہنچائی ۔ تو یقیناً ہمارے دو قومی نظریہ کو بھی ٹھیس پہنچی اور اس وقت روس نے اپنے ally India کی بے حد

امداد کی اور ہمارا ملک دو لخت ہو گیا۔ بہرحال اس کے بعد پھر اتفاق یہ ہوا کہ چلتا رہا لیکن اس وقت تک اس سے پہلے کچھ ہماری دفاعی اور سیاسی ضروریات ضرور امریکہ پوری کرتا رہا۔ لیکن اس کے بعد جب حالات و واقعات نے پلٹا لیا تو پھر ایک وقت ایسا آیا کہ جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا اور اس وقت افغانستان پر حملے کو ہمارے صدر اور قیادت نے پاکستان پر حملہ تصور کیا اور وہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ جائز اور صحیح فیصلہ تھا اور انہوں نے اس کو resist کرنے کا فیصلہ کیا اور امریکہ نے اپنے مفاد کی خاطر پاکستان کو side کیا اور بہت زیادہ side کیا اور اس کے نتیجے میں یہ ہوا کہ پاکستان کی بقا بھی اس وقت خطرے میں تھی لیکن اس کے باوجود بھی پاکستان نے امریکہ کی دوستی نبھائی اور پاکستان نے امریکہ کو ساتھ ملا کر سوشلزم کو اور افغانستان میں روس کو شکست دے کر disintegration پر بھی مجبور کیا اور پھر اس کے نتیجے میں امریکہ واحد super power of the world کہلایا لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ اس کے بعد فوری طور پر سینیئر بش جو موجودہ صدر بش کے والد محترم تھے انہوں نے بھی اپنے اس مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے فوراً retreat کیا اور پاکستان کی طرف سرد مہری کا اظہار کیا اور اس میں بہت ساری دفاعی ضروریات اور بہت سارے ہمارے اور مفادات کو دھچکا لگا لیکن اس کے بعد ہماری بھی مجبوری تھی کہ ہم نے ایک تو اس وقت کی super power کو تباہ کیا اور پھر امریکہ سے بھی آنکھیں چرانا مشکل ہو گیا تھا لہذا حالات و واقعات کے مطابق پھر بھی پاکستان امریکہ کے خیرخواہ اور اس کے ایک بہتر trusted اور tested ally کے طور پر کام کرتا رہا۔ اس کے بعد تاریخ کے مطابق 9/11 کا واقعہ پیش آیا جس پر امریکن صدر نے ہمارے صدر محترم کو دو ٹوک فیصلہ کرنے کے لیے کہا تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ صدر پرویز مشرف صاحب نے پاکستان کے بہترین مفاد میں اس وقت فوری فیصلہ کیا جیسا کہ وہ فوری فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو انہوں نے کیا اور کہا کہ میں دہشت گردی کے خلاف کام کروں گا کیوں کہ اس کے ساتھ پاکستان کا مفاد بھی منسلک تھا اور اسلام میں بھی دہشت گردی منع ہے اور یقیناً دہشت گردی کی بیخ کنی ایک اچھا فیصلہ تھا۔ بہرحال اس سے ہمیں تھوڑا سا نقصان بھی ہوا۔ اس سے ہم نے اپنے پڑوسی اور بڑے trusted اسلامی ممالک جن میں افغانستان' ایران شامل ہیں' کی ناراضگی مول لی اور ہم نے ان کی خاطر اور اپنی دوستی نبھانے کی خاطر اور بش کے ساتھ رہنے کی خاطر ان کا ساتھ دیا لیکن یہ سارا کچھ کرنے کے

باوجود معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف ہمیں دہشت گردی میں ہی استعمال کرنا چاہتے تھے اور وہی ہم سے کام لیا جس کے ساتھ ہمارے مفادات پر کافی زد پڑی۔ بش کا حالیہ دورہ جو انہوں نے پاکستان اور انڈیا کا کیا اس کے لیے قوم کافی امیدیں لگائے بیٹھی تھی لیکن it is an eye opening of the nation اور لوگوں کا خیال ہے کہ وہ پاکستان کا نہیں وہ صرف انڈیا کا دورہ کرنا چاہتے تھے اور اپنے مفاد میں۔ یہ یقیناً امریکہ کا حق ہے کہ وہ اپنے مفادات کو ترجیح دے لیکن جس لحاظ سے یا جس طریقے سے انہوں نے ترجیح دی اس سے پاکستانی قوم مایوس ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی مایوسی بجا ہے لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ یہ اچھا ہوا کہ وقت پر ہمیں بھی پتا چلا اور ہمیں بحیثیت اچھی اور مسلمان قوم self-reliance پر self-sufficiency پر اعتماد کرنا چاہیے اور ہمیں اس پالیسی کو اپنانا چاہیے تو اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وقت کا تقاضا یہ ہے اور میرے بیشتر دوستوں نے بہت اچھی باتیں کیں میں ان کو دہرا کر آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا .بہرحال ان کی حمایت اور تائید کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں اپنی پالیسی کو جیسا کہ ہماری قومی سوچ بھی یہ کہتی ہے' ہماری intelligentia, media سارے ہی اس بات سے متفق ہیں کہ ہمیں اپنی foreign policy پر کچھ نظر ثانی کرنی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت کا تقاضا ہے اور امریکہ نے اور امریکہ کے allied countries نے ہمیں مجبور بھی کیا ہے کہ ہم سوچیں۔ اب یہ نیا گٹھ جوڑ جو انڈیا' اسرائیل اور امریکہ کا ہے یہ کسی صورت میں بھی پاکستان کے حق میں نہیں ہے اور نہ ہی یہ عالم اسلام کے حق میں ہے۔ ایک لحاظ سے ہماری مجبوری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری وزارت خارجہ 'ور وزیر اعظم صاحب اور خاص طور پر صدر مملکت نے بروقت فیصلہ کیا اور انہوں نے یہ smell کرتے ہوئے اپنے واقعات اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا چائنا کی طرف مزید رخ کیا اور یہ بڑا احسن فیصلہ ہے اور اس سے پہلے بھی جو ہمیں regional نقصان ہوا تھا اس وقت بھی یہ تھا کہ جو پڑوسیوں کے ساتھ تعلقات خراب کرنا مناسب نہیں ہوتا تو اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں چائنا اور پڑوسی ممالک جن میں افغانستان 'ایران اور عراق ہیں یقیناً ہمیں ان سے اپنے بہتر relation cultivate کرنے چاہئیں اور it should be a basic principle of our foreign policy اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اسلامی ممالک کو بھی جو کہ ہماری ریڑھ کی ہڈی ہیں اور ہمارے

ساتھی ہیں' ان کو بھی اتفاق اور اتحاد کر کے' قائل کرتے ہوئے' ان کی بہت سی شرائط مانتے اور مناتے ہوئے ہمیں ایک بلاک معرض وجود میں لانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں وہ ممالک جو American block یا American کی سوچ یا actions کو اتنا collaborate نہیں کرتے' ہمیں ان کے ساتھ بھی اپنے relations کو ازسرنو cultivate کرنا چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جو ایک دو دوستوں نے تجویز دی ہے اور media میں بھی اکثر آ رہا ہے تو میں بھی اس سوچ کا حامی ہوں کہ ہمیں اسلامی بلاک بلکہ اسلامی UNO type کی ایک organization بنانی چاہیے اور ہمیں اپنی self-sufficiency and self reliance پر اعتماد کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے بہت اچھا ملک دیا ہے جو کہ وسائل سے مالا مال ہے' بہت اچھی قوم دی ہے جو کہ ہر لحاظ سے intelligent محنتی اور کام کر گزرنے کی سکت رکھتی ہے۔ ساتھ ساتھ جذبہ ایثار بھی ہے' مرنے مارنے کو مسلمان کوئی اتنا زیادہ خطرہ نہیں سمجھتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے سارے وسائل موجود ہوں تو ہم کیوں مایوسی کا شکار ہوں۔ انشاء اللہ ہم ایک اچھی قوم اور ایک اچھا ملک بن کر ابھریں گے۔ ہم میں زندہ رہنے کی امنگ بھی ہے اور ہمارا حق بھی ہے۔ ہمیں اپنے پرانے مسلمانوں کی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی کی محتاجی' کسی کی طرف دیکھنا یا کسی کا دست نگر نہیں ہونا چاہیے' ہمیں self-sufficiency پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی reliance کرنی چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو موجودہ مسائل ہیں' مثلاً کشمیر کا مسئلہ پاکستان کی بقا اور مستقبل کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ہمارے مسلمان بھائی نہتے بے چارے اتنی بڑی طاقت کے سامنے مجبور ہیں' ان پر اتنا ظلم وستم ہو رہا ہے جو کہ بندہ یقیناً دیکھ سکتا ہے' نہ سوچ سکتا ہے۔ اب ہمیں امریکہ پر تکیہ نہیں کرنا چاہیے' اگر وہ انڈیا کی آغوش میں چلا گیا ہے تو اس نے ہمارے interest کو کیوں watch کرنا ہے۔ ہمیں اپنی بہتری کے لیے اپنی پالیسی پر نظرثانی کرنی ہو گی اور ہمیں دفاعی اور سیاسی مسائل حل کرنے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ہمیں within the country اپنی صوبائیت' لسانیت اور جس قسم کی فرقہ واریت ہے اس پر قابو پاتے ہوئے سیاسی طور پر اپنی صف بندی کرنی ہو گی۔ ملک کے اندر جلدی اور اچھے طریقے سے' کچھ لو اور کچھ دو کے حساب سے کرنی ہو گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ اب پالیسی

میں تو یقیناً فرق آئے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کا مسئلہ بھی ایک گھمبیر مسئلہ ہے۔ یہ صوبہ پاکستان کا اچھا ترین علاقہ ہے، یقیناً پاکستان کا asset اور future بلوچستان کے ساتھ وابستہ ہے، لیکن بلوچستان کے جو جائز حقوق ہیں اور جو ان کی محرومیاں ہیں ان کا سدباب کرنا ہے، جو ان کے جائز مطالبات ہیں وہ بھی ہمیں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ملنے چاہییں، کیونکہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے محترم بھائی جو بڑی مشکل میں ہیں، یقیناً غریب علاقہ ہے، اتنے مالا مال وسائل کی بدولت آگے چل کر وہ ہم سے بہتر ہوں گے لیکن ہمیں ان کی جائز شکایات کا ازالہ فوری طور پر کرنا ہو گا۔ ہمیں انہیں کچھ زیادہ بھی دینا ہو گا اور ان کو بھی چاہیے کہ پاکستان کی سالمیت، خود مختاری اور solidarity کے بغیر نہ وہ کچھ ہیں نہ ہم کچھ ہیں، نہ ہم بلوچستان کے بغیر ہیں اور نہ پاکستان کے بغیر ہیں۔ اسی طرح بلوچ یا پشتون بھائیوں کو یہ سوچنا ہو گا کہ ultimately پاکستان ہی ہمارا shelter عزت اور شناخت ہے۔ اس لیے ہمیں بھی اپنی ذاتی ضروریات اور خواہشات کو پس پشت ڈال کر ملکی اور ملی ضروریات کو ترجیح دیتے ہوئے، اپنی صف بندی کرتے ہوئے، اتفاق، اتحاد اور spirit کے ساتھ، بحیثیت مسلمان و پاکستانی we must go further اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی قسم کی مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ اپنی نشاط ثانیہ کے حصول کے لیے ہمیں صرف اور صرف محنت، دیانت، خلوص، اخوت اور محبت سے کام لینا ہو گا۔ انہی الفاظ کے ساتھ، آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ نعیم چٹھہ صاحب۔ ڈاکٹر کوثر فردوس نظر نہیں آ رہیں اور مولانا گل نصیب خان بھی۔ پروفیسر محمد ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں اشاروں ہی میں بات کروں گا، زیادہ وقت نہیں لوں گا لیکن ایک درخواست اپنی گفتگو سے پہلے عرض کرنا چاہوں گا کہ اتنے اہم موضوعات پر بحث ہوتی رہی ہے اور اس کے لیے وقت بہت کم ملا ہے۔ 10 تاریخ سے ہمارا اجلاس شروع ہے اور آج prorogue ہونے والا ہے، ان گیارہ دنوں میں ہمیں کام کے دن صرف چار ملے ہیں، اگر یہ اجلاس مزید تین دن چلتا تو ہم ان موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کرتے تو بہت ہی اچھا ہوتا۔

جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری Foreign Policy پر اس وقت بحث ہو رہی ہے اور محترم وزیر خارجہ سے مجھے پوری ہمدردی ہے۔ کاش! ایسا ہوتا کہ ہماری Cabinet وزیر اعظم محترم کی قیادت میں Foreign Policy ترتیب دیتی اور محترم وزیر خارجہ اپنے Foreign Office کے ذریعے اسے execute کرتے' یہ بہت ہی مثالی صورت حال ہوتی اور اگر ایسا اب بھی ہو جائے تو یہ بہت ہی بہتر ہو گا۔ میرے فاضل دوست سردار جمال خان لغاری نے بہت اچھی نشاندہی کی ہے جب انہوں نے کہا کہ our Foreign Office takes guidance from the President in framing and formulating the Foreign Policy.

اس وقت اصل صورت حال یہ ہے اور اس پورے نظام اور system میں یہی سب سے بڑی خرابی ہے' system ایک شخص کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے اور Foreign Policy بھی اس میں پھنسی ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری Foreign Policy کی بنیاد میں خرابی اس وقت آئی جب اس وقت کے وزیر اعظم جناب لیاقت علی خان صاحب کی خواہش تھی اور حکومت کی خواہش تھی کہ America سے ان کو دعوت ملے۔ بھارتی وزیر اعظم نہرو کو دعوت ملی تھی لیکن ہمیں دعوت نہیں مل رہی تھی۔ ایران میں پاکستان کے سفیر کے ذریعے روس کے سفیر سے رابطہ کیا گیا تھا اور روس سے دعوت حاصل کر لی گئی لیکن بدقسمتی یہ ہوئی اور سب سے بڑا غلط قدم یہ اٹھایا گیا کہ پاکستان کے وزیر اعظم نے روس کا دورہ کرنے کی بجائے America کا دورہ پہلے کیا اور اسی دن ہماری Foreign Policy کی بنیاد غلط پڑ گئی۔

جناب چیئرمین! میں دوبارہ اسی طرف آؤں گا' اس وقت ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اس وقت ہمارا Chief Executive کون ہے اور اختیارات کس کے پاس ہیں اور کس کے پاس نہیں ہیں۔ یہ Article-41 اور اس میں (7) clause ہے۔

"The Chief Executive of Islamic Republic of Pakistan, (a) shall relinquish the office of the Chief Executive on such day as he may determine in accordance with judgement of the Supreme Court of Pakistan of the 12th May, 2000".

جناب چیئرمین! یہ نومبر 2002 کی کوئی تاریخ تھی جب قومی اسمبلی convene ہوئی

اور قومی اسمبلی میں حلف اٹھایا جا رہا تھا۔ پرویز مشرف صاحب نے بھی Chief Justice کو بلا کر خود حلف لیا اور اس دن سے انہوں نے یہ اعلان کیا کہ Chief Executive کا Office, he has relinquished but I wonder whether he has relinquished this Office or not.

جناب چیئرمین! آج بھی اسی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے' اس وقت سب سے burning issue President Bush کا دورہ ہی ہے' مجھے سلیم سیف اللہ خان صاحب کی اس بات سے مکمل اتفاق ہے کہ foreign heads of the states آتے ہیں اور دورہ کر کے چلے جاتے ہیں اور یہ بات نہیں ہونی چاہیے کہ وہ کوئی دودھ کی اور شہد کی نہریں بہاتے۔ اصل میں حکومت کی طرف سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ Bush آنے والا ہے' اب اسلام آباد کے اندر دودھ اور شہد کی نہریں بہ رہی ہوں گی لیکن ہوا یہ کہ Pakistan was seriously humiliated by Bush with the consent of General Pervaiz Musharraf. ہمیں اس humiliation پر' پاکستان کے ساتھ اس ذلت آمیز رویے پر اصل میں دکھ ہو رہا ہے اور ہماری حکومت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اس دورے کے دوران اسلام آباد کو مکمل طور پر America کے حوالے کیا گیا تھا اور اسلام آباد پر پاکستان کی کوئی sovereignty اور کوئی authority نہیں تھی' یہی ہماری اصل میں بات ہے اور ہم اسی کا رونا روتے ہیں۔ میرے دوستوں نے بہت بجا طور پر کہا کہ Foreign Policy صرف America کے ساتھ تعلقات کا نام نہیں ہے' Bush کے ساتھ تعلقات کا نام نہیں ہے بلکہ Foreign Policy کے اور بھی بہت سارے factors ہیں اور Kashmir is of core value for our Foreign Policy. لیکن کشمیر کے بارے میں ہماری پالیسی میں لچک ہی لچک ہے' سوائے لچک کے کشمیر پالیسی میں اور کچھ بھی نہیں رکھا۔ جناب چیئرمین! کشمیر کے بارے میں ہندوستان نے' غیر مسلم دنیا تو ایک طرف' مسلمانوں کو بھی اپنا ہم نوا بنا لیا ہے لیکن ہم اس میں ناکام ہیں کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی کشمیر کے بارے میں اپنا ہم نوا بنا سکیں۔ جناب چیئرمین! یہ بھی کہا گیا کہ ہم انتہا پسندوں کے نرغے میں ہیں' اس میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انتہا پسند کون ہے اور وہ بے چارے کیا اختیار اور اقتدار رکھتے ہیں؟ اختیار اور اقتدار تو moderates کے ہاتھ میں ہے' اختیار اور اقتدار enlightened کے ہاتھ میں ہے' اس کے باوجود گالی انتہا پسندوں کو پڑتی ہے۔ پالیسی تو moderate بنا رہے ہیں اور جناب

چیئرمین! موجودہ پالیسی کے بارے میں آخری گزارش کروں گا کہ 15th September 2001 کو یہ پالیسی ترتیب دی گئی، جس میں یہ کہا گیا اور بار بار کہا جاتا ہے کہ اگر ہم war against terror میں حصہ نہ بنتے تو ہماری حالت افغانستان اور عراق جیسی ہو جاتی، یعنی اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہماری یہ پالیسی کسی اصول کی بنیاد پر نہیں بلکہ یہ پالیسی خالصتاً خوف کی بنیاد پر ہے۔ امریکہ کا خوف ہے اور یہ یقین پیدا ہو گیا ہے، یہ عقیدہ بن چکا ہے کہ امریکا بہت بڑی طاقت ہے اور امریکہ کی یہ طاقت لازوال ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے (نعوذ باللہ) اور اس کائنات میں شاید کوئی بھی امریکہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اس لیے امریکہ کے سامنے سر جھکانے کے علاوہ اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے، ہم سر جھکائیں تو جیئں گے لیکن ذلت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر عزت کی زندگی اختیار کی جاتی تو شاید امریکہ کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ وہ افغانستان پر حملہ کرتا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجاتا۔ افغانستان میں بھی اس نے ظلم کیا ہے اور عراق میں بھی وہ ظلم ڈھا رہا ہے اور افغانستان میں جو ظلم ڈھایا جا رہا ہے، اس میں بش کے ساتھ ساتھ جناب جنرل پرویز مشرف صاحب بھی اتنے ہی شریک ہیں اور جتنا جرم بش کے سر ہے، اتنا ہی جرم جنرل پرویز مشرف کے سر بھی ہے۔

جناب چیئرمین! اب تو یہ بات ثابت ہو چکی، مجھے بڑی خوشگوار حیرت ہوئی جب پرسوں جناب نثار میمن صاحب کہہ رہے تھے بش کو میں صدر یا پریذیڈنٹ نہیں کہوں گا کیوں کہ وہ صدر نہیں ہے یعنی بش کے ساتھ تو ہمارا سب کچھ وابستہ ہے اور اب یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ صدر نہیں ہے، مجھے اس بات پر خوشگوار حیرت ہوئی۔ جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ

سب کچھ لٹا کے ہوش میں آئے تو کیا کیا

اس وقت بھی یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم اس راستے سے واپس پلٹیں۔ War on terror is not war on terror but this is war of terror against Muslim Ummah اور اس میں we are the front line State, we should turn back اور جتنا جلدی ہم اس جنگ سے واپس ہوسکیں بہتر ہے۔ ہم نے اپنے ملک کو امریکہ کے لیے میدان کارزار بنا دیا ہے، یہاں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے اور وزیر داخلہ صاحب نہ جانے کس دنیا میں رہتے ہیں جو وہ کہتے ہیں کہ نہ وزیرستان اور نہ ہی بلوچستان میں اپریشن ہو رہا ہے اور سب کچھ ٹھیک ہے۔

مولانا صالح شاہ صاحب نے تو پرسوں فہرست بتائی تھی کہ اتنے مقامی افراد شمالی وزیرستان اور اتنے افراد جنوبی وزیرستان میں شہید ہوئے۔ وہ چند چیچن اور عربوں کا نام لیتے ہیں اس لیے جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا' میں ایک بار پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ محترم وزیر خارجہ صاحب' محترم وزیر اعظم صاحب اور کیبنٹ کے ساتھ ہماری ہمدردیاں ہیں۔ ہم ان کے لیے اختیارات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے' ان اختیارات کو چھڑا کر کیبنٹ کو دیا جائے۔ Cabinet میں foreign policy ترتیب دی جائے اور اسے وزارت خارجہ کے ذریعے execute کیا جائے۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، شکریہ جناب ابراہیم صاحب - I now give the floor to my friend Mian Raza Rabbani.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ' مجھے اس بات کا احساس ہے کہ وقت کافی ہو چکا ہے اور Foreign Minister Sahib نے wind up بھی کرنا ہے' لہذا میں صرف یہ کوشش کروں گا کہ points کے ذریعے چند باتیں آپ کے سامنے رکھ سکوں۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ ایک نہایت افسوس کا مقام ہے کہ امریکی صدر کا دورہ پاکستان ہوا اور اس کے بعد پارلیمان کو confidence میں لینے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی جب کہ ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ اب بڑے عرصے سے خاص طور سے جب سے ہندوستان کے ساتھ تعلقات بہتر ہونے شروع ہوئے ہیں' ہم ہمیشہ ہندوستان کی examples دیتے ہیں اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ہندوستان میں جیسے ہی امریکہ کے صدر کا دورہ ختم ہوا تو من موہن سنگھ نے تیسرے دن پارلیمان کو confidence میں لیا لیکن یہاں پر پارلیمان کو ابھی بھی confidence میں نہیں لیا گیا۔ یہ تو اپوزیشن کی طرف سے تحریک پیش کی گئی کہ ہم جارج بش کے دورہ پاکستان پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو وزیر خارجہ صاحب آج کوئی نہ کوئی بیان دیں گے۔

اس کے علاوہ جناب چیئرمین! یہ بھی ریکارڈ کی بات ہے کہ من موہن سنگھ نے اپنے تمام ارکان پارلیمان کو ایک detailed خط لکھا ہے جس کے اندر انہوں نے اپنی پوزیشن vis a vis the nuclear deal امریکہ کے ساتھ جو ہے وہ explain کی ہے لیکن یہاں پر بڑی سے

بڑی چیز ہو جاتی ہے اور پارلیمان کو ' بڑے افسوس کی بات ہے' consult کرنا تو ایک بات ہے confidence میں بھی نہیں لیا جاتا۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کا ایک وتیرہ بن چکا ہے کہ ہر issue پر یہ حکومت ایک turn about کرتی ہے ۔ پہلا turn about 9/11 کے وقت آیا' دوسرا turn about کشمیر کی پالیسی کے وقت آیا ' تیسرا turn about آیا کہ F-16 ہم دوسرے ملکوں سے بھی لے سکتے ہیں اور اب جو latest turn about آیا ہے وہ فارن آفس کا کل یا پرسوں کا بیان ہے ۔ وہ ایک نیا turn about ہے اور جب آپ کل یا پرسوں کے بیان کو اٹھا کر دیکھتے ہیں تو یہ بیان ایک بار پھر جنرل مشرف کے بیان کے تضاد میں ہے اور یہ پہلی دفعہ نہیں ہے ' اس سے پہلے بھی اس فلور پر میں اس بات کی نشاندہی کر چکا ہوں کہ جہاں پر جنرل مشرف نے کشمیر پر ایک پوزیشن لی اور فارن آفس نے دوسری پوزیشن لی ہے اور ان کے ایک انٹرویو پر even وزیر خارجہ صاحب کا immediate reaction جب مانگا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے وہ پورے کا پورا دیکھنا پڑے گا اس کے بعد میں اس پر کوئی بات کرسکوں گا۔جب انہوں نے UN Resolution کو set aside کرنے کی بات کی تھی۔

جناب چیئرمین ! یہ جو نیا turn about آیا ہے اس میں بھی پارلیمان کو confidence میں نہیں لیا گیا ۔ یہاں پر میں یہ بات کہنا بھی لازم سمجھتا ہوں کہ جارج بش کا دورہ پاکستان اور جارج بش کے دورہ ہندوستان میں بڑا واضح فرق ہے ۔ جارج بش کا دورہ ہندوستان جو ہے اس میں ان کی تقاریر جو دورے پر جانے سے پہلے تھیں اور وہاں پر تمام تقاریر کے اندر بش نے ہندوستان as a ریاست اور امریکہ as a ریاست کے درمیان تعلقات کی بات کی لیکن جب پاکستان کا مسئلہ آیا تو پاکستان کے ساتھ ریاست to ریاست relationship بات نہیں کی گئی اور ایک personal relationship جو جنرل مشرف کے ساتھ ہے انہوں نے اس کی بات کی ہے اور وہی چیز ان کے دورے میں یہاں پر reflect ہوئی ہے۔

ایک اور بات اس دورے کا مقصد' میں سمجھتا ہوں اس دورے کا مقصد جارج بش نے خود اپنی پریس کانفرنس میں بڑے واضح الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ ان کا مقصد صرف یہ تھا جب انہوں نے کہا کہ I came here to see whether the resolve of General Musharraf in

لہذا یہ بات بڑی واضح طور fighting against terrorism is the same as it was before. پر سامنے آ گئی کہ وہ یہاں پر صرف اس بات کو دیکھنے کے لیے آئے تھے کہ آیا پاکستان کے generals ابھی اسی شد و مد کے ساتھ war on terror پر گامزن ہیں یا نہیں اور اس سے زیادہ کوئی بات نہیں تھی۔ مجھے نہایت حیرت ہوئی ہے آج Treasury Benches کی کچھ تقاریر سن کر، جس میں انہوں نے پہلی بات تو یہ کہی کہ جی اتنی بڑی hype ہے - یہ hype Opposition نے نہیں بنائی۔ ہم امریکی کردار کو اور امریکی role کو اور امریکی سامراج کا جو ایک کردار اس خطے میں اور بالخصوص پاکستان کے ساتھ تاریخ میں رہا ہے، ہمیں اس تاریخ سے بڑی اچھی واقفیت تھی لیکن یہ hype حکومت نے خود create کی تھی کہ جارج بش کا دورہ ہو رہا ہے اور پتا نہیں آسمان اور زمین ایک ہو جائے گی جب جارج بش یہاں پر آئے گا۔ جناب چیئرمین! اس بات پر accountability ہونا لازم ہے کہ جب یہ بات کہی جاتی ہے کہ جی امریکہ کے اپنے interests ہیں۔ جب ہم نے یہ بات اسی floor پر، اس side سے، متحدہ Opposition نے کہی تھی کہ امریکی سامراج کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ وہ صرف اور صرف پاکستان کو تاریخ میں استعمال کرتا رہا ہے اور جب بھی ان کا اپنا national security کا interest ختم ہوا ہے، انہوں نے پاکستان کو cold storage میں رکھ دیا ہے۔ اس وقت ہمیں کہا گیا تھا کہ نہیں! اب ہمارا ایک نیا strategic relationship امریکہ کے ساتھ بن رہا ہے اور آپ کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! کہ اگر آج یہ اس بات کو تسلیم کرنے پر رضا مند ہو گئے ہیں تو پھر اس کی accountability کہاں پر ہوگی۔ یہ blame کس پر ہو گا کہ اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے، اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے، اپنے آپ کو internationally recognize کروانے کے لیے آپ نے پاکستان کی political and territorial sovereignty کو امریکہ کے پاس گروی رکھ دیا۔ جناب چیئرمین! کل اخبارات میں یہ بات تھی اور آج دن تک Foreign Office نے اس کی تردید نہیں کی۔ کل کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ اسلام آباد کی پولیس میں FBI کے agents بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ clandestine طریقے سے اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں ایران کے سلسلے میں۔ یہ front page news ہے جو کل کے اخبارات میں چھپی ہے اور اس کی کوئی تردید یا clarification نہیں آئی۔

اسی طرح جو وانا کے اندر صورت حال ہے، ہم پہلے دن سے کہتے چلے آ رہے ہیں کہ یہ امریکی interest کو safeguard کرنے کے لیے، امریکی national security کے interest کو safeguard کرنے کے لیے وانا میں ایک ایسا operation carry out کیا جا رہا ہے جس کی ہم نے پہلے بھی مزمت کی ہے، جس کی ہم آج بھی مذمت کرتے ہیں۔ War on terror ایک بات ہے لیکن پاکستان کے national interest کو، پاکستان کے اپنے security interests کو ہم گروی رکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ نہ ہم اس بات کے لیے تیار ہیں کہ پاکستان کو at stake رکھ دیا جائے اور آج American interests کو defend کرنے کے لیے پاکستان کو at stake رکھا گیا۔

جناب چیئرمین! یہ بات یہاں پر کہی گئی کہ ہم begging bowl توڑ رہے ہیں۔ Begging bowl ہم کہاں توڑ رہے ہیں۔ پچھلے پانچ سال میں ہم نے 6 billion US dollars کے مختلف قرضے حاصل کیے ہیں اور کل جنرل مشرف کا statement ہے کہ میں اپیل کرتا ہوں ان تمام ممالک سے جنہوں نے earthquake assistance یا loans دیے ہیں کہ وہ ان کو donations میں تبدیل کر دیں۔ یہ change in policies, یہ shift in policies, ایک بات کہنی اور پھر دوسری بات کرنی۔ جناب چیئرمین! یہ کہاں تک جائز ہے اور پھر یہاں پر میں یہ بھی بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! کہ یہ کہا گیا شروع میں کہ ہندوستان کی جو nuclear deal ہے، Foreign Office نے یہ کہا، جنرل مشرف نے یہ کہا، جب Washington میں یہ deal conclude کی گئی اور یہاں پر ملک میں واویلا مچا کہ یہ duality ہو رہی ہے تو یہ کہا گیا کہ جی ہمیں ہر چیز ہندوستان کے ساتھ equate نہیں کرنی چاہیے اور یہ ایک بڑی normal چیز ہو رہی ہے، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ کل Foreign Office نے ایک بار پھر ایک turn about لیا ہے اور ایک اتنی سخت statement Foreign Office نے دی ہے، پھر اس کو کہا گیا کہ اگر یہ کیا گیا تو یہ بات مناسب نہیں ہوگی۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا جب یہاں پر یو ایس اسسٹنٹ سیکرٹری آیا کہ جناب وہ نیوکلیئر پر بات کرے گا۔ وہ فلاں پراجیکٹ کے اوپر بات کرے گا لیکن اس نے دو ٹوک الفاظ کے اندر، بڑے واضح الفاظ کے اندر یہ بات کہہ دی کہ جہاں تک نیوکلیئر انرجی کا تعلق ہے تو اس پر پاکستان

کے ساتھ بات کرنے کے لیے ہم بالکل تیار نہیں ہیں۔ ہاں دوسری options پر اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو اس پر بات کرنے کے لیے ہم تیار ہیں۔ جناب چیئرمین! آخر میں، میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں جارج بش سے کسی قسم کا کوئی سرٹیفکیٹ جمہوریت کے لیے نہیں چاہیے نہ ہی ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ مددگار ہو سکتا ہے پاکستان کے اندر جمہوریت لانے کے لیے۔ لیکن ہم یہ بات ضرور سمجھتے ہیں کہ امریکن پالیسی کی duality کھل کر سامنے آتی ہے جب جارج بش یہ کہتا ہے کہ میں support کرتا ہوں جنرل پرویز مشرف کے vision of democracy کو، جنرل مشرف کا vision of democracy آپ کے اور ہمارے سامنے ہے۔ جنرل مشرف کا vision of democracy یہ ہے کہ پارلیمان کو بے اختیار کر دیا جائے۔ جنرل مشرف کا vision of democracy یہ ہے کہ powers presidency کے اندر centralise کر دی جائیں۔ جنرل مشرف کا vision of democracy یہ ہے کہ individualism versus institutionalism کو آگے بڑھایا جائے۔ ہم جارج بش کے اس بیان کی بھی سختی سے مذمت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ رضا ربانی صاحب۔ مولانا صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی ، جناب چیئرمین! خارجہ پالیسی کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہمارے اکابرین کو حق ہے کہ وہ تفصیل میں جائیں اور خارجہ پالیسی کے بارے میں جو انہوں نے تفصیلات بیان کی ہیں وہی میرے لیے کافی ہیں۔ جناب چیئرمین! قابل قدر معروضات پیش کرنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بش کے دورے کے متعلق، بش کے آنے سے پاکستان کا وقار میری سوچ اور اندازے کے مطابق جتنا مجروح ہوا ہے تاحال کسی صدر کے آنے سے ایسے حالات پیش نہیں آئے جیسے صدر بش کے آنے سے پاکستان کا وقار مجروح ہوا ہے۔ میں تو صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں صدر امریکہ کا نام میں ان کو نہیں دینا چاہتا بلکہ وہ اسرائیلی ایجنٹ کی حیثیت سے براستہ افغانستان کرزئی حکومت کی جو ڈاک لانا چاہتے تھے اور جو حامد کرزئی نے دہشت گردوں کی لسٹ دی جو کہ بذریعہ ڈاک پاکستان کو پہنچانا چاہتا تھا وہ بش نے by hand افغانستان سے یہاں پاکستان کو پہنچائی جو کہ ہمارے صدر صاحب کے بیان کے

مطابق ایسی لسٹ تھی جو سالہا سال پہلے کی لسٹ تھی۔ ہمارے صدر مشرف صاحب تو بش کے اندھے عاشق ہیں۔ تمام ارباب اقتدار کے دلوں کے اندر بش کے لیے کچھ خاص مقام ہے۔ صدر مشرف صاحب تو عاشق ہیں ہی اور میرے اندازے کے مطابق اس کا معشوق محض بش ہی ہے۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ عاشق اور معشوق کے بارے میں مجھے ایک شعر یاد آیا

میان عاشق و معشوق رمزیست

کراماً کاتبین را نیز حال نیست

یعنی عاشق اور معشوق کے درمیان کچھ ایسے رموز ہوتے ہیں کہ وہ کراماً کاتبین کو بھی معلوم نہیں ہوتے۔ اللہ جانے کہ ہمارے صدر مشرف صاحب اور بش کے درمیان کیا رموز ہوئے ہوں گے۔ بش صاحب جب انڈیا جا رہے تھے تو پاکستان کے ارباب اقتدار جو آج بش کے متعلق گوناگوں بیانات دے رہے ہیں۔ انڈیا کے دورے پر جب وہ جا رہے تھے تو ارباب اقتدار افسوس اور ندامت کی تاب نہ لاتے ہوئے تاحال یہ رو رہے ہیں کہ

ہم باوفا تھے اس لیے نظروں سے گر گئے

شاید تمہیں تلاش کسی بے وفا کی تھی۔

جناب چیئرمین! پاکستان سے بش صاحب کی رخصتی کے وقت ہمارے صدر مشرف صاحب نے بش کی بے وفائی اور عدم اعتمادی کی وجہ سے مایوسی سے بے ساختہ یہ کہا کہ

میں نے تم کو دل دیا دلدار سمجھ کر

تم نے پھینک دیا نسوار سمجھ کر

جناب چیئرمین صاحب! میرے قابل صدر مشرف صاحب نے جو دل دیا وہ نذرانہ خون قبائل کا تھا، وہ نذرانہ خون بلوچستان کا تھا اور بش صاحب نے اس کو پھینک دیا نسوار سمجھ کر اور جب پاکستان کی پاک سرزمین سے ناپاک لوگ فارغ ہو کر نکل گئے تو رب جل شانہٗ کا ارشاد، پاکستان کے عوام کی زبانوں سے نکلتا ہوا آسمان والوں نے سنا۔

(عربی)

اور یہی وجہ ہے کہ بش ہمارے صدر مشرف صاحب یا ارباب اقتدار پر یا government machinery پر اعتماد نہ کرتے ہوئے اتنا آگے بڑھا کہ وہ اپنے کتوں پر اعتماد کر کے پاکستان

آیا اور ہماری پاک سرزمین جس کا انچ انچ ہمارے لیے قابل قدر ہے' قابل احترام ہے اور پاکستان کے انچ انچ پر ہم نے اپنی جان اور مال قربان کیا ہے اور کریں گے انشاء اللہ۔ تو میری دعا ہے کہ اللہ پاک' آئندہ کے لیے ایسی نوبت نہ لائے کہ بش ہمارے پاکستان کی سرزمین پر اپنے قدم رکھے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مولانا صاحب! لگتا ہے آپ کو بھی دل کے زخم لگے ہیں کہیں۔ اچھا جناب حافظ رشید نہیں ہیں۔ ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ آپ اس وقت نہیں تھیں۔ یا تو اجازت دیں' اچھا۔ نہیں بولیں گی۔ .Thank you very much عظیم طارق صاحب please take the floor.

سینیٹر طارق عظیم خان، جناب چیئرمین! time کی کمی کے باعث' میں دو چار points touch کرنا چاہوں گا۔

Mr.Deputy Chairman: Sorry, you are Tariq Azim.

Senator Tariq Azeem Khan: Doesn't matter.

جناب چیئرمین! agenda item تو تھا foreign policy اور پاکستان لیکن اس کو ہم نے بہت ہی محدود کر دیا ہے we have just made it discussion on visit of President Bush. اور اس میں مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کس طرح اس کو describe کر رہے ہیں۔ ابھی تک کیسے اس کو describe کریں گے۔ What is a successful visit? How do you term it? What are the parameters and what are the criterion? جس کو آپ decide کریں کہ visit successful ہے یا نہیں ہے۔ اس سے پہلے کہا جاتا تھا کہ جی اچھا ہوتا کہ اگر President Sahib نہ آتے۔ اگر نہ آتے تو ہم لوگ کہتے کہ کتنی بری بات ہوئی ہے کہ افغانستان چلے گئے' انڈیا چلے گئے پاکستان نہیں آئے۔ پچھلی دفعہ کلنٹن صاحب جب آئے تھے تو اس وقت انہوں نے کہا جی کہ صرف دو چار گھنٹے رہ کر گئے ہیں جبکہ انڈیا میں انہوں نے چار دن لگائے ہیں۔ اس دفعہ وہ دو دن رہے ہیں تو اس کو بھی criticise کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ان سے کچھ نہ مانگیں۔ اس وقت ہم خودداری کی بات کرتے ہیں۔ We

اور اگر وہ نہیں دے کر جاتے تو ہم کہتے ہیں talk about our own ego and selfesteem.

آپ نے مانگا کیوں نہیں ہے؟ Fact of the matter is; Pakistan is the third largest recipient of US aid. اب اگر ہم کہتے ہیں aid ہمیں دی جاتی ہے تو پھر کہا جاتا ہے کہ جی aid نہ لیں آپ۔ اگر کہتے ہیں کہ ہم نے begging bowl توڑ دیا ہے تو پھر بھی criticise کیے جاتے ہیں۔ The fact is ۲۰۰۶ء میں United States نے ہمیں 698 million aid دی اور سال ۲۰۰۷ء میں جو plan ہے وہ 738 million further plan ہے۔ جو لوگ پہلے حکومتوں میں تھے، ہر وقت انہوں نے کہا کہ ہمیں F-16 دیے جائیں۔ بہت کوشش کی لوگوں نے F-16 نہیں ملے۔ پہلی دفعہ ہماری foreign policy کے باعث ہمیں F-16 ملے ہیں تو پھر بھی criticise کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے اور fact of the matter is کہ آج ہماری جو فارن پالیسی ہے اللہ کے فضل سے that is better then it had ever been and that is a fact. Pakistan today is welcomed in every major capital of the world. واشنگٹن ہو، ماسکو ہو، لندن ہو، پیرس ہو، جدہ ہو، بیجنگ ہو، بنکاک ہو، جہاں بھی آپ دیکھ لیں دنیا کے ہر ایک فورم پر OIC ہو، شنگھائی کارپوریشن آرگنائزیشن ہو، کوئی platform آپ لے لیں، ڈیووس لے لیں، جہاں بھی آپ جائیں، آج ہمارا ایک stature ہے، ہماری ایک standing ہے۔ یہ fact ہے۔ صدر مشرف صاحب کی آپ بات کرتے ہیں، تو باہر جا کر دوسرے ممالک میں دیکھیں، ان کو کتنی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ ہمارے لیے باعث فخر، باعث مسرت بات ہونی چاہیے نہ کہ ہر روز بے کار we want to criticise somebody اور اس criticism میں ہم سب چیزیں بھول جاتے ہیں۔ The fact is sir, کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے which is called a static, a permanent foreign policy. دنیا کی foreign policy change ہوتی رہتی ہے اور change ہوتی رہنی چاہیے according to the situation, according to the current world order and this what precisely ہم کر رہے ہیں۔ اگر افغانستان کی بات کرتے ہیں تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ this is a U-turn, with respect Mr. Chairman, I say this is not a U-turn but it is a right turn. جو ٹھیک turn ہم لے رہے ہیں اور جیسے ہونا چاہیے۔

میرے honourable دوست نے کہا کہ سعودی عرب کے بادشاہ سلامت انڈیا گئے ہیں تو وہاں پر جا کر انہوں نے کیوں کہا کہ میرا second home ہے۔ اگر واشنگٹن والے انڈیا میں جا کر انرجی کی بات کرتے ہیں، جی انہوں نے کیوں کہا؟ This is their own interest. ہر ملک کو اپنا اپنا مفاد دیکھنا ہے۔ We have to see our own interest, why are we so worried about other peoples' interest? We have to maintain our own interests.

Policy is changed but ملکوں کے جو interest ہوتے ہیں وہ permanent رہتے ہیں۔ جناب انڈیا کی بھی جو deal ہوئی ہے اس کے بارے میں بھی میں ایک دو الفاظ کہنا چاہوں گا۔ Let me bring some facts to notice of my honourable freinds here. Nuclear energy needs جو ہیں، جیسے انڈیا پاکستان اور چین، اس ریجن میں یہ تین major hydrocarbon users ہیں۔ ہم سب کو انرجی کی ضرورت ہے۔ ساری دنیا چاہتی ہے کہ وہاں پر ہماری energy needs meet ہوں اس طریقے سے کہ oil پر dependency کم ہو۔ ہم بھی alternative energy use کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ One of the alternative energy جو ہے it is a nuclear energy. Pakistan needs 8800 Mega Watt by year 2030. ہم نے بھی کہا ہے۔ ابھی recently Prime Minister شوکت عزیز صاحب جب گئے ہوئے تھے USA میں he made it note to them کہ یہ ہماری need ہے۔ ہم بھی چاہیں گے کہ ہمیں nuclear energy ملے for peaceful use اور یہ right ہے ہر country کا، لیکن جیسے میرے بھائی رضا ربانی صاحب نے mention کیا، اگر آپ speech دیکھیں جو suo motu speech کی من موہن سنگھ صاحب نے، لوک سبھا میں، انہوں نے lay out کیا کہ کس طریقے سے، کب سے انہوں نے USA negotiation کے ساتھ شروع کی ہوئی تھی۔ اس میں وہ refer کرتے ہیں کہ میں وہاں پر گیا، کیسے شروع کی، اس کے بعد میری visit ہے۔ Visit کے بعد میں نے ٹونی بلیئر کے ساتھ، یاک شیراک کے ساتھ، سب لوگوں کو میں نے explain کیا کہ انڈیا کی تیل کی ضرورت اگر کم ہو گی تو دنیا میں تیل کی جو کمی ہو رہی ہے وہ نہیں ہو گی۔ اس میں immediate ان کی need اگر کم کریں گے، oil پر dependency کم کریں گے تو oil کی ان کی ضرورت کم ہو گی۔ Oil کی ضرورت کم ہو گی تو oil کی prices stable ہوں گی۔ تو یہ

America کے اپنے interest میں ہے کہ وہ India کو nuclear energy supply کرے
so that India کی oil usage کم ہو۔ جیسے آپ کو پتا ہے India کے پاس already بیشتر
reactors ہیں اور یہ ہر دفعہ fear کیا جاتا تھا کہ اگر کسی ملک کے پاس nuclear reactors
آئیں گے تو اس کا as a by-product وہ uranium or plotonium whatever اس سے
لے کر وہ atomic weapons بنائیں گے۔

That does not apply to India because India already has a declared nuclear power.

پھر اس میں کہا جاتا ہے کہ US نے India کو as a nuclear power accept کر لیا ہے۔
NPT Treaty بڑا clearly state کرتا ہے کہ کون سا ملک ہے جسے nuclear power
accept کیا جا سکتا ہے۔ 1st of January, 1967 سے پہلے جس ملک نے explosion کیا ہو
اس کو they accepted as a nuclear power. چونکہ India نے 1st of January,
1967 سے پہلے explosion نہیں کیا تھا تو White House کی خود اپنی statement ہے کہ
we do not recognize India as a nuclear state. تو یہ certain facts ہیں۔ So, we
should be very clear about it. جیسے میں نے عرض کیا ہے جناب! کہ there are
certain basic fundamentals اس کے بارے میں ہم نے کہا کہ ہماری اپنی nuclaar
needs ہیں۔ ہم نے وہ بھی Americans کو بتایا ہے کہ we can do with some
nuclear help from US. لیکن ہمارے پاس بھی alternative sources available ہیں۔
We have got China, we have got France, we have got Canada which we can be relied , if it is not forthcoming.

Sir, may I just finally say because I know that you are short of time. May I just say, sir, that we have presently given rethought to our foreign policy. We have got excellent relations with most of our neighbours.

افغانستان کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے۔ Relations میں ups and downs آتے رہتے

یہ but that does not mean کہ we should not maintain good relations with anybody. اگر ان کی طرف سے کوئی ایک آدھ بیان آیا ہے تو اس کا جواب بھی جناب! ہم نے دے دیا ہے۔ Iran کے ساتھ بھی we have got excellent relations. We are already, despite US pressure, negotiating a gas pipeline with them. We have also made it known that we are against any use of force against Iran. We have also let it be known

کہ وہاں we feel کہ ایران کو nuclear energy for peaceful use چاہتے and we are

لیکن for it. We are against nuclear proliferation every country has got a right to use nuclear energy for peaceful use. Till very recently India

کبھی بات کرنے کو تیار نہیں ہوتا تھا، کشمیر کا لفظ ان کی dictionary میں نہیں تھا۔ وہ اٹوٹ انگ ہوتا تھا وہ کہتا ہے ہمارا مسئلہ ہے۔ Thank to our successful foreign policy آج وہ ان پر آ کر بات کرنے کو تیار ہے۔ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ان کے

major Kashmiri leaders, they frequently visit Pakistan. They sit and talk and they accept that Kashmir is an issue on which they want to talk about and they want to settle it through dialogues. So, may I just say sir, everytime something happens. Why we are so shy, why we are so worried? Let us have more faith in Pakistan, sir. We are the 7th largest country. We are the 7th nuclear missile power of the world. Let us learn to be proud. I am certainly proud to be a Pakistani, sir. I am sure everybody sitting in this august House is proud to be a Pakistani. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Now I would

like the honourable Foreign Minister to conclude the debate.

Mian Khurshid Mahmood Kasuri: Thank you Mr. Chairman for affording me this opportunity to respond to some of the members' points raised here during this debate and I would like to take this opportunity to congratulate my colleageus for the level of debate which was by and large fairly good at academic level and they were all point scoring but that is acceptable in parliamentary politics. Sir, I would like to say that where I feel, I will switch over into urdu and where I find if necessary to speak in english, I will do that with your permission. Thank you, sir.

First of all, I would like to say that a lot of our colleagues have spoken today about the relationship between India and the United States. They have also gone to tell us that the real reason behind that, in their view, is the desire on the part of the United States to contain China. So, they hold this some sort of measure of success of Indian policy that India has succeded in getting United States to a position where it would build up India against China. This is simplistic, I do not accept it, I have another point of view but let us accept this at face value that this is the argument. Sir, if this is the argument, do they wish that Pakistan should be placed in that position. Does any Pakistani wish that our foreign policy be conducted in a way that we be allies of any power for the containment of Chaina? Definitely not. This government will never stand for this. China is a very close friend, but sir, as I said this is

over simplification. We live in acomplex world, foreign policy is very complex, it is very nuance that is why you see on the one hand the leading newspaper of the world including the West are saying that the real motivation, I am not saying that, the leading newspapers of the world are saying that the real motivation behind this is an attempt by the United States to contain the rising power of China, but on the other hand it is very strange, it is very ironic, that you have the Indian, the Russian and the Chinese Foreign Ministers meeting in a trilateral meeting. India, China trade is increasing amusingly and to make the situation even more complexed, United States- Chines trade is the biggest bilateral trade between them. What does it tell you, it tells you that you live in a very complexed world. There are no easy solutions, similarly Pakistan has very close relations with United States of America, and I will come to that relationship but sir, equally we have an exceedingly close relationship with China. During the last visit of Prime Minister of China, 22 agreements were signed between Pakistan and China. And during the present visit of President Musharraf, 13 agreements were signed between Pakistan and Chian. There are a lot of things that I would like to speak but it is not appropriate for me, but all I would like to say is sir, the relationship with China is as close as the people of this country want. Now, it is also very unfortunate that a large number of honourable members have thought it appropriate to think of foreign policy in terms of President Bush's visit. I will definitely come to President Bush's visit but when we come to President Bush's visit, we must realise that for Pakistan foreign policy is

not just the visit of President Bush, it is our relationship with United States of America, with the Government and the people of United States of America, with China, with Russia, the composit dialogue that we are pursuing with India for the purpose of resolving Kashmir, our relationship with the Muslim World. Our attempts to strengthen the OIC, our admission into Asian Regional Forum, our readmission into the Common Wealth, the signing of the Third Generation Agreement with European Union, whereby our relationship has been immeasurably strengthened with Europe, what does it tells you sir, it tells you that this is a country on the move. Sir, is there any week, I challange you, is there any week in which a Prime Minister or President or Foreign Minister does not visit Islamabad. Do they have time to waste? Sir, they only come to Pakistan, because Pakistan is playing a very important role, it is a very important country in a very sensitive region. We are situated on the arch of Central Asia, South Asia, the Gulf and the Middle East. Pakistan plays a vitally important role. That is why you have stream of visitors, sir, I also remember times, I am sure you do, when there was no visitor to Islamabad for two, three or four months at an end, so, it shows that people are interested in Pakistan and sir, Pakistan's engagement whether through the President, the Prime Minister or the Foreign Minister is continuous with the out side world, that is why today we are represented in major UN organisations at very high level. The Chairman of the ECO is a Pakistani, I had the privilege of presiding over two meetings of Security Council. Sir, we are the largest contributory to peace keeping operations around the

world and when I was at the United Nations, Secretary General Kofi Anan made a special request to me to send more Pakistani troops because they said they were the most disciplined troops that they had seen and they had made a difference between failure and success in Sierra Leone. My head was very high at that time. I was proud to be a Pakistani. So, what I am trying to say is that the complex of relationship is what determines foreign policy. Now, I will have an opportunity to talk on some of the issues which the learned members have raised, but let us come to the President Bush's visit sir. President Bush sir, before he came, I would beg of my members to just apply a little bit of pressure on their memories, before he came, it was known to everybody that the agreement with India was going to be signed . Why? It had taken many years in the making. It was also made clear before the visit that that agreement was not going to be signed with Pakistan. It should not come as a surprise. Everybody knew. How can I believe that a person as learned as Prof. Khurshid didn't know or that Mr. Raza Rabbani didn't know. Of course, they all knew. When they all knew what is the surprise about it. And sir, why, this is very important, you can well say why is the United States making that distinction. That is a valid question. Now we don't with the reasoning that has been advanced by the United States. Sir, I want to make it very clear as Foreign Minister of Pakistan. I don't agree with the arguments advanced by the United States Government but what are the arguments, sir, we know the arguments, the arguments are whether it is North Korea, whether it is Libya or whether it is somewhere else, you can find some

finger prints. Now, we are trying to tell them, that it is not only in the case of Pakistan. I have tried to remind the American people that during last week actually, there was a major revolution in Britain that during the Prime Ministership of Prime Minister Harward Wilson, there was major proliferation by a British scientist to Israel and sir, now this gentleman, their scientists did all that, without the knowledge of Prime Minister Harward Wilson. Similarly, there has been hardly any country in the world where there has been no proliferation and most countries have got where they have because of proliferation.

Now, there are certain objections which have been levelled against certain individuals in Pakistan. But sir, why they don't give us credit. Don't they remember, a few years ago there used to be a constant refrain-roll back the nuclear programme, can anyone dare to say that for Pakistan now. Nobody can even dare to say it. There will be no roll back, our programme will go forward. What does it prove? If they are criticising let them give credit to us. Nobody dare to say roll back on the nuclear programme. Similarly sir, have we handed over Dr. A.Q. Khan despite all the international pressure? No. We have not. Sir, let them give us credit for that. If they wish to be objective about it. Sir, as far as the US policy is concerned, I would now try sir, to put things in that perspective and tell you sir, and try and inform the honourable Members through you sir, that President Bush has helped in strengthening and deepening our relationship with the United States of America. Prior to this it used to be said that our relationships are focused on the single item agenda, War on

Terrorism. This time sir, it is not one but it is many what comes under the umbrella of strategic partnership apart from a strategic dialogue with the launching of high level dialogue on education. Sir, we were asked that the Americans have agreed on linkages between major American Universities and major Pakistani Universities. Also sir, there has been an announcement by President Bush about the opportunity of reconstruction zones, this is going to be located on the border areas of Pakistan and Afghanistan.

Sir, this will be a major achievement once it gets through because it is not going to be as an honourable member said

نہ نو من تیل ہو گا' نہ رادھا ناچے گی۔

The whole purpose in fact is to create the situation in which *Radha* will start dancing because there will be *'No Mun Tail'*. What therefore, I am saying to you sir, is to change the paradigm, to change the situation. So that there will be investment from Karachi, from Faisalabad, from Lahore, all this. Then sir, there has been transfer of technology under the new agreement, defence agreement with United States as a result of President Bush's visit. Why don't they read that print, it has been published. in every single newspaper of Pakistan F-16 has become a benchmark of this relationship, they used to say as one of my honourable member rightly said, from the Opposition benches, he said, well that we even gave our money and we were not delivered the F-16. Now sir, you have the opportunity to buying old, new, as many as you want and the latest version. Then a lot of our friends, because they didn't wish to give

the credit to Government said, "oh, they have not given you F-16, but India has been offered F-18 as if that means because it is two numbers higher, it is a superior aircraft, that is meant for the sea, it is meant for an aircraft career, we don't have an aircraft career. So, I would like to state here sir, that we have got any number of planes that we can buy, in fact we have fixed certain number, we, in intimation to the U.S. Government that we were going to buy next number of plane, unfortunately the earthquake struck, we have our priorities, we know what our priorities are, we will still buy F-16s, we still buy the latest F-16s, we will buy them soon but the numbers may be slightly reviewed.

So, threfore sir, on the the defence side that the result of this relationship and this visit of President Bush, the relatoinship has been strengthened, as far as the eduction is concerned that U.S. Government has agreed to dedicate at least hundred million dollars a year for educational purposes, as we want not according to the priority set by them but more importantly sir, an institute of advance technology will be set up, people have not talked about that.

On the issue of energy Sir, let me put things in perspective. Where as I have said the day before yesterday that has been widely covered and I don't want to repeat that but I would like at least to say the following, as far as issue of our position is concerned and I would'nt wish to say anything which has not already been stated and I am just saying what I have already stated which has got published in the newspapers, which some of our members have referred to. So after saying that, the visit

of President Bush has been a success that the relationship has been strengthened, but we have a point of view which is different, we do not agree with the argument advanced by United States on the issue of history. I have already told you, there are other histories, other countries of histories. Pakistan should not be discriminated against. So, our position is that it would be sufficient to say that Pakistan will not accept any discriminatory treatment. We strongly feel that the objective of strategic stability in South Asia and the global nonproliferation regime would be much better sir, if the United States considers a package approach towards India and Pakistan.

Sir, this is what we would advocate. This would serve the interest of nonproliferation. Pakistan is the country of 162 million people, our economy has been growing at a phenomonon pace and is *Insha Allaha* going to continue at that pace. We have told the Americans that our energy requirements are vast. Furthermore sir, one of the greatest facts is the world peace today. In fact even for existence climate is the changed and we have told the West, we have told the Americans, the amount of carbon dioxide that Pakistan will be throwing up in the atmosphere by 2030. If we do not recourse to other means of energy, will destroy the ecology all over the world not just in Pakistan. They say, carbon dioxide emitted anywhere, is carbon dioxide emitted everywhere. So, therefore, Pakistan has genuine needs and we will continue to pursue. So putting things in this perspective so that my honourable friends have some picture of what we are talking about.

Sir, the nuclear energy is very important for us, we have already got some and we will continue with that. We will continue despite what US is saying, we will continue to press our claim, not just only to the United States but with the NSG and with international community generally.

Pakistan sir, in the past, have learned that we have to press our case. We do not accept, whether the field of the visit success but we do not have to accept the arguments advanced and I have already given you the reasons. I have told you sir, this is an important factor, one of the members here, in fact more than one said, what happened to the Bilateral Investment Treaty. Actually sir, the agreement was that he would sign this deal in Dehli and in Islamabad, a Bilateral Investment Treaty will be signed. So, lot of our critics are saying, why was the Bilateral Investment Treaty not signed but I will give you the reason sir, 10 p.m. after the arrival of President Bush in Islamabad, we were approached. What about the Bilateral Investment Treaty, they wanted to sign the Bilateral Investment Treaty, it would have sent a very good signal but sir, we are not in this business of throwing cheap feelers and getting good headlines. We are the custodians of national interests. So, here was the choice, agree on the draft submitted and have a very euphoric visit with headlines proclaiming Bilateral Investment Treaty signed between Pakistan and United States. So, it can be balanced between the treaty signed in Dehli on peaceful use of nuclear energy and the Bilateral Investment Treaty signed in Islamabad. So, President Bush wanted that to be signed. We had five daily

conferences between Washington and Islamabad. Our regal team had sir, objections, they felt that they were being rushed, I can tell you, the agreement will be signed, the Bilateral Investment Treaty will be signed but this needed to clear up of certain legal formalities because in their desire, the Foreign Office did not press them. Of course the Foreign Office is very keen for the agreement to be signed because it would have been a feather in our cap but we were told that you sign this treaty then the 142 other agreements that you have signed with other countries, they will all like to avail of this particular provision of the treaty. And that was not in our interest, so we decided not to get the credit for signing the treaty, the treaty will be signed, will be signed soon. And sir, these opportunity zones agreement will also be signed.

Now, sir, coming to Kashmir, a lot of my friends have spoken about Kashmir and they have said, the President Bush let them down, I am amazed on this line that they want the President Bush to get us Kashmir. Are they serious? On the one hand, they say oh! we will get everything ourselves and they talk of *Khudi* and they quote Iqbal. And they say, he should get us Kashmir, no sir, not at all, we have not asked the United States for mediation, I want to put it on the record, we have not asked, I would like to repeat, we have not asked the United States for mediation, we have asked for facilitation, for help. We have asked the entire international community, we have asked the European Union, we have asked the Islamic World, what we are saying? We are not saying come and mediate. India and Pakistan are not small countries, India is large

country over billion but we are the 5th largest country in the world 162 million, we have nuclear power, nobody can tell us what to do. All we need is international interest on Kashmir, so that Kashmir is discussed. India which has other ambitions should realise and the international community should tell him that it is in his own interest that Kashmir issue be resolved. What did President Bush do? Well I am thankful to him because of having done that. Before he landed in South Asia, at the Asia society, in his speech he spoke extensively of Kashmir. All you have to do is sir, get a speech out. Of course nobody thought that he would mediate and distribute this part of Kashmir to India and that to Pakistan, that is an over simplification, we wanted interest by the United States, just as we want interest by the European Union. Do we think that the Islamic Ummah or the OIC will resolve Kashmir for us? No, it cannot, sir, it will be resolved by Pakistan and India and I will come to what our policy would be there but he announced it there, more importantly he announced it in Delhi, the need to resolve the issue of Jammu and Kashmir and sir, we had not, I have to tell you with all the confidence at my disposal, never asked him to do anything more than that. Why? Because we feel, because what we need is international interest. We live in a global village and it is not easy for governments to continue to defy international opinion. When the European Parliament sent a delegation to Pakistan and India, you remember sir, it was last year, it had a major impact on the situation. That is what we wanted. Sir, we have tried everything, we have tried three wars, we have tried three minor wars. Two or three years ago, one million Indian

soldiers were on our border, we did not influence, our armed forces and people stood like a rock but sir, we have tried everything. Now we are both nuclear powers. We have no options but to start talking to each other rather than talking at each other. We are doing precisely that and say if you wish to find out how that will be achieved? I will tell you very simply, there is a formula.

First of all sir, since war, India has tried, Pakistan has tried, they found out that neither India nor Pakistan is today in a position to inflict ones will on the other. So, they have come to the conclusion that to talk. Now what is the sort of solution that we are talking about. First of all Pakistan will not accept any solution and I repeat, will not accept any solution unless the people of Kashmir accept it. That is the fundamental basis of any future understanding with India. So, the first requirement is that the people of Kashmir must accept that solution.

Number two sir, after that is done, it is equally important, I can't go into details. There are certain things that Pakistan will never accept and I can guess certain things that India might feel strongly about. Therefore, it stands to reason that it has to be acceptable to India and Pakistan because a mixable solution could be imposed by India on Pakistan when it says a*toot ang* the whole of it is they have. They could do only if they had fixed it through military might or we could have done that if we had through military means forced a plebiscite or some other means. So therefore, sir, what I am saying to you is, what did we want from President Bush on Kashmir? That is what we wanted and we have got a promise

that he will continue to take interest. I am sure sir, I don't think the honourable Members of this House want mediation by America or any other country and we have not asked for mediation. They have given me an opportunity to clarify the position and I am very grateful for that. Then sir, we come to our relationship with China, I have already referred to the agreements we have signed, I have already told you that no government in Pakistan can even dream of doing anything which will hurt the interests of China. Sir, we have a difficult situation, we live in a complex world. It is like you got ten balls in the air, you see a juggler sometimes doing that, that is what Foreign Policy is these days. We have good relations with United States, good relations with China, good relations with Russia on the face it looks contradictory but we have to pursue it. India has good relations with America, good relations with China, good relations with Russia, contradictory, they have to pursue it. Russia and China are doing the same. Chinese trade with India is increasing, as I have already told you, therefore, sir, I would like to say it to you that as far as President Bush's visit is concerned, we have to put things in context. Pakistan is a very important country, I have already given you the reason. The United States is not doing us a favour, of course, why is it that for five decades Pakistan and the United Sates have found each other to be useful to each other, not that US do us a favour. Nations look after national interests. They are not in the business of doing favours. They are not in the business of doing charity. There is no charity in foreign policy. We look after our interests, they look after their interests. Now, there are areas

where that interest converges, I will give you an example. Sir, the most important foreign policy agenda for the United States was Iraq. I remember, I presided over the Security Council, I am just telling you, they wanted our support for moving UN resolution. We didn't agree. Then, everybody predicted we will send our troops to Iraq, we didn't send.

On Iran, I want to be very forthright, our position is very clear on both issues. Iran has spoken to us, I would like to tell you sir, the United States have spoken to us and the European Union have spoken to us. All three have said that that they would want Pakistan to help and we have spoken to all of them, but what is the bottom line. The bottom line is that Iran is a signatory to NPT, we want Iran to observe the NPT but at the same time Iran has rights under the NPT which the international community must allow Iran to do. One thing sir, is absolutely clear, I have made it clear to the United States, to the European Union and last time when the Americans were here, I made it clear to them even then. Sir, we have suffered a lot because of Afghanistan, because of the violence in Afghanistan starting from 1979 when the Soviet Union invaded Afghanistan. We had 4 million refugees for 25 years. According to the last report of the International Committee of the Red Cross, we still have 3.1 million refugees in Pakistan. So, these are not figures given by Pakistan Government. They are authenticated by UNHCR sir. Now, I told the Americans and the Europeans, we don't want a destablization of our border with Iran, with that country we have very close relationship, historic, cultural, geographic. We have very brotherly relations with Iran.

So, we are mindful of that. Therefore, we do not want number one, a violent resolution to this dispute.

No.2 sir, some of my friends asked our position on the Iran Gas pipeline. Sir, as I told you, our energy needs are growing. Now, if you look at the energy needs and look at it in context. At the moment we are producing 19000 mega watts of electricity and they are likely to go up 160000 mega watts. Our consumption of energy is likely to increase 7 times. Now sir, out of that 7 times, you will be surprised that the total energy to be produced through atomic power is 8800 mega watts, which means we envisage 5 % of our energy needs coming through atomic power, but we will persist with it. Every percentage makes a difference. And also for ecological reasons that I gave you, but sir apart from that the point is that our immediate needs can be served by gas. We have vast reserves of gas, God has been very kind to Pakistan but our economy is going so strong that we have revised our estimates of gas and the gas in Balochistan and in parts of Frontier and Sindh is not likely to last that long now. So, it is our top priority and we told the Americans also when the Secretary Bojmn was here, we told him clearly that pipeline was an important priority for us. And we know that the Americans will not support us on Iran Gas pipeline, we don't have but let them support where they can, with Americans, with encouraging the private sector, through OPEC that is providing insurance cover and through export import bank and through encouraging the private sector. They can do it in the Turkamanistan - Afghanistan pipeline because we are looking at not one,

two but we are looking at all three pipelines. It was in the immediate and the intermediate future, it is going to be gas, gas and gas and that is why my short response is, as far as the Iran gas pipeline is concerned, of the pipeline or of the sources currently available, this looks most viable. The Iranians have given us their quotation during the recent of our Secretary Energy visit to Tehran . This is now a technical issue sir, and we will look at it and if at the end of it, it transpires that Iranian Gas pipeline is the most viable then sir, we will make that pipeline because we have to make sure that our own economy does not completely stand still because without energy, there can be no movement. This will, therefore, be an economic decision. The Iranians have given us their quotation. They are going to work at it and we are going to look at the alternatives and it will, therefore, be based on merit.

Now, sir, furthermore, we could go on and on the OIC. What has Pakistan done? It is, sir, to the credit of Pakistan that even on the issue of the cartoons, the caricatures of Holy Prophet (Peace Be Upon Him), we took the lead and the Secretary General of the United Nations, when he was here, he paid public compliments to the RPRs in Geneva and New York for taking the lead. We have moved every forum possible - The European Union, the United Nations. It was through our efforts the resolution 60/150 was passed in the Security Council on this issue of defaming religions. Sir, we have been in the forefront also for strengthening the role of OIC in the Ummah. I could go on and on but I see it is 9.30. I am quite prepared for a foreign policy debate whenever you

want but I would like to conclude by saying that President Bush's visit here has strengthened our relationship with United States regardless of what our detractors may say but we do reserve the right to disagree on the issue of different treatment being metted out to India and Pakistan and we feel, this is not in the interest of either for proliferation or of global warming, climate change and therefore, sir, we will continue to press our case but our relationship with European Union, with the South East Asian States, our dialogue with India, sir, look at the surroundings, sir, look at the situation with India three years ago and look at it today.

Afghanistan, we need a special session, but in the nutshell, I have said we do understand the difficulties, at present, Karzai is facing in Afghanistan. We do not wish to add to his difficulties. He said certain things and the President of Pakistan responded to those. We wish to lower rhetoric not increase it. Afghanistan is too important neighbour of Pakistan and if you wish to have one illustration; four years ago, the level of trade was 25 million, today it is 1.5 billion. Our trade has gone up by 60 times - 60 not 16. We wish to have a very strong relationship with Afghanistan and sir, I would like to conclude and thank you for your patience by saying that the foreign office is trying his best under these circumstances and we would call upon our colleagues in Opposition to come forward with constructive suggestions and they will always find us more than willing to listen to those suggestions. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much honourable Foreign Minister. This has been a very high paced session of the Senate.

New inductions were made and we were rushing through things but hopefully when we come back in May, we will keep our own tempo and hopefully the Cabinet Ministers will give us more time. Our debate has been always of high quality. This is my first experience in the Senate, I am coming from the provincial Assembly where I was elected four times, I have enjoyed being here.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں جی۔ وہ میری بھی نیت نہیں تھی، کبھی بھی نہیں تھی۔ Ideal ہوتا ہے

optimum level 4 to 5 hours. In the next session, we will plan our moves with the Leader of the Opposition. Hopefully, we have a Leader of the Opposition then,

اسی کے مطابق

we will move forward. Thank you very much. Now order.

In exercise of the powers conferred by Clause 1 of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue, the Senate Session summoned on Friday the 10th March, 2006, on the conclusion of its business.

Sd/-

(General Parvez Musharraf)

President of Pakistan.

[The House was then prorogued sine die.]